اسلامی

انسائیکلوپیڈیا

ناشر

جدید پریس، بیگم پور، پٹنہ سیٹی

جلد ۱	جولائی ۱۹۴۰ء	نمبر ۱
چندہ سالانہ تین روپیہ	**فہرست مضامین**	ہر دو ماہ پر شائع ہوتا ہے قیمت فی نمبر ۸؍

مندرجہ فہرست تمام مضامین کا ترجمہ اور اضافہ اس کے مدیر محمد عبدالمقیت [illegible] نے کیا ہے۔

صرف پانچ مضامین یعنی "آب" تا "آب" نمبر ۳ صفحہ ۱۶ "آبازہ" نمبر ۱۶ صفحہ ۱۹ "ابجد" نمبر ۳۴ صفحہ ۳۲ "انحاز" نمبر ۹۴ صفحہ ۴[illegible] "[illegible] بن احمد ابو الحسن" نمبر ۶۸ صفحہ ۷۰ کا ترجمہ جناب دوست مولوی سید رشید احمد جالندھری [illegible] الجعلوی (مولوی فاضل و منشی فاضل) نے کیا ہے۔ اور ان پانچ مصادر کا ترجمہ ادارہ نے کیا ہے

مدیر

پوری جماعت اپنی متحدہ کوششوں سے انجام دیتی ہے، اس طرح تقسیم کار، اور تجزیۂ فنون کی وجہ سے تحقیق مباحث، وسعت مضامین اور ضبط و احاطۂ علوم و فنون میں یہ اجتماعی جد و جہد، انفرادی کوششوں سے زیادہ جامع اور وسیع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ عہد حاضر میں سائنس کی گوناگوں ترقیوں سے دنیا کے مختلف ذرائع معلومات اور وسائل ـ فریجد آسان ہوگئے ہیں، اور مطبوعات و رسل و رسائل کی آسانیوں نے دنیا کے تمام گوشوں کے معلومات کو سمیٹ لیا ہے، اس لئے معلومات کا دائرہ وسیع ہونے کی وجہ سے مضامین و مقالات کا دائرۂ بحث و نظر بھی بہت وسیع ہوگیا ہے۔

یہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا جس کے مقالات و مباحث، اسلامیات سے مخصوص ہیں، اور جس کے سلسلہ کا پہلا نمبر اس وقت آپ کے پیش نظر ہے، مباحث اسلامیہ میں علمی حیثیت سے نہایت ہی بلند درجہ رکھتی ہے، جس میں جدید و قدیم معلومات باہم ملے ہوئے ہیں۔

فضلا مستشرقین کی ایک بہت بڑی جماعت نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ــــــ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM کے نام سے یورپ کی مشہور تین علمی زبانوں، جرمن، فرنچ اور انگریزی میں اسلام کی نہایت ہی اہم انسائیکلو پیڈیا، مدتوں کی سعی و کوشش، اور سخت محنتوں کے بعد ترتیب دی ہے جو حال ہی میں تکمیل کو پہونچی ہے۔

یہ انسائیکلوپیڈیا، درحقیقت مستشرقین یورپ کے وسیع ذوق علم، اور تلاش و جستجو کا عظیم الشان علمی کارنامہ ہے، اس کے اڈیٹر یورپ کے بلند مرتبہ فضلاء رہے ہیں، اڈیٹروں کے نام یہ ہیں، ہوتسما ـ M. HOUTSMA، آرنلڈ T.W. ARNOLD، باسٹ R. BASSET، بوئر H. BAUE. گب H.A.R. GIBB، ہارٹمان R. HARTMANN، ہفنگ ــــ W. HEFFENING ـ پرووَنسال E. LEVI. PROVENCAL ــــ شاڈے A. SCHAADE، ونسنک A. J. WENSINCK ـ

اس انسائیکلوپیڈیا کی تحریر و تدوین کا یہ اصول مقرر کیا گیا تھا کہ ہر اڈیٹر

اپنے متعلقہ ممالک کے مضامین، مختلف اصحاب علم سے حاصل کرے اور تمام مضامین کی ذمہ داری اسی اڈیٹر پر ہو جس کے ذریعہ وہ مضامین حاصل ہوئے، مثلاً پروفیسر آرنلڈ کے سپرد ان اسلامی ممالک کے متعلق مقالات ہوئے جو سلطنت برطانیہ کے ماتحت تھے، صرف مصر کو اس سے علحدہ کرکے، مصر، سلطنت عثمانیہ، فارس، ایشیائے وسطی اور جاوہ وغیرہ کے متعلق مقالات ہوٹسما کے سپرد ہوئے؛ اور پروفیسر باسٹ کے سپرد وہ مقالات ہوئے جو شمالی افریقہ، جزائر، ٹیونس اور مراکش وغیرہ سے متعلق ہیں۔

اگرچہ اس سے پہلے بھی یورپ میں اسلام کی انسائیکلوپیڈیا موجود تھی، لیکن چونکہ وہ شخص واحد کی سعی و کوشش کا نتیجہ تھی، جو ماہرین علوم کی جماعتی جد و جہد کا مقابلہ نہیں کرسکتی، اور اسکے علاوہ موجودہ دور کے لحاظ سے اس کے آخذ و مصادر بھی محدود تھے اس لئے مستشرقین کی کانفرنس میں بار بار ایک ایسی اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی ترتیب کا مسئلہ زیر بحث آتا رہا جو عام اسلامی علوم و فنون کے مضامین و مباحث پر حاوی ہو چنانچہ ۱۸۹۹ء میں مشہور مستشرق ہوٹسما نے اس قسم کی انسائیکلوپیڈیا کا ڈھانچہ مرتب کرنے کیلئے مستشرقین کو ہالینڈ میں مدعو کیا، اس کے بعد انہوں نے اس کے بعض مقالے بطور نمونہ ہالینڈ سے شائع کئے، جن کو ارباب علم نے پسندیدگی اور وقعت کی نگاہ سے دیکھا، پھر انہوں نے اس کی طبع و اشاعت کا مسئلہ مختلف ادارہ ہائے علمیہ کے سامنے پیش کیا، جس میں انہیں پوری کامیابی ہوئی، اور ہالینڈ کے مشہور مطبع بریل BRILL نے اس کی طباعت کا بیڑا اُٹھایا۔

طباعت کے وقت اس کی زبان کی بحث درپیش آئی، آخر زبردست بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ ہوا کہ بیک وقت تین زبانوں، یعنی جرمن، فرنچ اور انگریزی میں اس کی طباعت شروع کی جائے، چونکہ اس فیصلے سے گوناگون مشکلات کا اضافہ ہو جاتا تھا اس لئے ہوٹسما کو پہلے مایوسی ہوئی، لیکن پھر انہوں نے ان تینوں زبانوں میں اس کی اشاعت کا مصمم ارادہ کرلیا، اور ہالینڈ کے مشہور مطبع بریل سے اس کی اشاعت ہونے لگی، آخر مدتوں کی کوششوں، اور جانکاہ محنتوں کے بعد تکمیل کو پہونچی۔

اس انسائیکلوپیڈیا میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ عام طور سے مقالات و مضامین

کے آخر میں اس کے ماخذ و مصادر بھی بیان کر دیئے گئے ہیں جس سے محققین اور طلبہ علوم کو بحث و استدراک، مطالعہ و تحقیقات اور زیادتی معلومات میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے، مشہور ترکی فاضل اور ادیب، خلیل خالد بے معلم اعلیٰ ادارۂ علوم اسلامیہ، و اسلامی علم الانساب قسطنطنیہ یونیورسٹی کو ایک جوابی مکتوب میں، اسلامی علم الانساب کے متعلق، منجملہ دیگر علمی تجاویز، اور مشوروں کے یہ تحریر فرمایا تھا۔

"نیز میں مشورہ دوں گا کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مستقل طور پر پیش نظر رہے، اس میں آپ کو اسلامی ممالک مثلاً افغانستان، بلوچستان، کشمیر وغیرہ پر، اور ان کی نسلی و نسبی خصوصیتوں پر مضمون ملیں گے۔

ہر مضمون کے آخر میں کتب اور مصنفین کا نہایت کافی مواد فراہم کیا گیا ہے، مثلاً افغانستان پر جو مضمون ہے اس کے سلسلہ میں تقریباً سو کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح الجیریا کے مذہب اور مجالس کے متعلق ۵۰ ـ ۶۰ کتابوں یا ماخذوں کا ذکر ہے۔"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی علمی بلندی، اور گوناگوں خوبیوں کی وجہ سے مصر میں اس کا عربی ترجمہ "دائرۃ المعارف الاسلامیہ" کے نام سے مسلسل ہر دو مہینہ پر ۶۴ صفحات میں شائع ہو رہا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی ضخیم جلدوں کے سبب، اشاعت کا یہ آسان طریقہ اختیار کیا گیا، کیونکہ ایک ہی دفعہ [illegible] اعت سخت مشکل تھی۔

اگرچہ عربی زبان میں، دو جدید عام انسائیکلوپیڈیا موجود تھی:۔

(۱) دائرۃ المعارف ——— پطرس بستانی۔

(۲) دائرۃ المعارف ——— محمد فرید وجدی۔

مگر پھر بھی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی خاص امتیازی حیثیتوں کی وجہ سے عربی

میں اس کے ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

عربی ترجمہ کی ضرورت، افادیت، اور اہمیت پر شام و مصر کے جلیل القدر مشہور فضلا اور علما نے اپنے گراں قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔

چند اقتباسات ذیل میں ہیں:-

"اس میں کوئی شک نہیں، کہ مسلمانوں کو علمائے اجانب کے ایسے افکار و خیالات سے واقفیت حاصل کرنا، جو اسلامی علوم و آداب اور تہذیب سے متعلق ہوں، نہایت مفید ہے"

محمد مصطفیٰ المراغی
(شیخ جامعۂ ازہر، مصر)

"یہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، موجودہ دور میں بلاد اسلامیہ، اور رجال اسلامی کے حالات میں نہایت جامع ہے، اس میں ایسے عمدہ عمدہ مقالات ہیں، جن کی مثال عربی زبان میں آج تک نہیں ملتی، اسکے علاوہ اسمیں بعض ایسے شہروں، اور لوگوں کے حالات بھی ملتے ہیں، جن کے متعلق، مشرق عربی میں ماخذ ملنا دشوار ہے"

محمد کرد علی
(رئیس المجمع العلمی العربی، دمشق الشام)

"آپ حضرات انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا ترجمہ کرکے بہت بڑی اسلامی خدمت انجام دے رہے ہیں"

عمر طوسون پاشا

"میرے خیال میں یہ ایک عظیم الشان کام ہے، جس پر

آپ لوگ تعریف وتحسین کے مستحق ہیں، مستشرقین،
اور دوسرے غیر اسلامی فضلا کے ان خیالات وافکار کی
اطلاع وواقفیت کو، جو مذہب اسلام، اور تہذیب اسلامی
سے متعلق ہیں، میں ضروری سمجھتا ہوں"

عبدالمجید اللبان
(شیخ کلیہ اصول الدین)

"انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے ترجمہ سے تین ضرورتیں
پوری ہوتی ہیں،
ضرورت دینی، ضرورت وطنی، اور ضرورت درسی"

طنطاوی جوہری

"ترجمہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے نافع، یا غیر
نافع ہونے میں کسی رائے کی گنجائش ہی نہیں، اس
کا نفع تو بالکل ہی بدیہی اور ظاہر ہے"

عبدالقادر مغربی
(وکیل المجمع العلمی العربی)

"اگر مصر کے بلند علمی کارناموں میں، سوائے اس کے
اور کچھ نہ ہوتا تو یہی ایک کارنامہ اس کے لئے کافی ہوتا"

خلیل مردم بک
(رکن المجمع العلمی العربی)

اس عربی ترجمہ میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ترجمہ کے ساتھ اسمیں فضلائے مصر

مثلاً علامہ محمد فرید وجدی، احمد زکی پاشا، عبداللہ العنان، زکی مبارک، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن، ڈاکٹر ابو العلا عفیفی، اور دوسرے فضلا کے حواشی و تعلیقات، اور تنقید و تبصرے بھی شائع ہوتے ہیں، ہمارے سامنے اس عربی دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے اردو ترجمہ کی اشاعت کا مسئلہ بہت دنوں سے تھا۔ لیکن ہندوستان کے عام علمی فقدان ذوق کو دیکھتے ہوئے۔ ایسے وسیع اور اہم علمی کام کی ابتدا کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔

لیکن پھر ایک عرصے کے غور و فکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہونچا کہ اس کے ترجمہ کا سلسلہ شروع کر دیا جائے اور آسانی کے لئے اس سلسلے کو موقت الشیوع رسائل کی شکل میں شائع کیا جائے تاکہ اشاعت میں آسانی ہو، اور خریداروں کو بھی خریداری میں دقت محسوس نہ ہو۔ اب اصحاب علم، اور ہمدردان اردو کو یقیناً بہت مسرت ہوگی کہ اس علمی تجویز و تخیل نے علمی جامہ پہن لیا ہے۔ چنانچہ اس وقت اس کا پہلا نمبر آپ کے سامنے ہے۔

بالفعل ہر نمبر سو صفحات کی ضخامت میں دو مہینے پر شائع ہوا کرے گا۔ چھ نمبروں یعنی چھ سو صفحات کی ایک جلد ہوگی۔ اور آیندہ جیسے ہی حالات مساعد ہونگے فوراً اس کے نمبروں کی اشاعت بجائے دو ماہ کے، ماہانہ کر دی جائیگی۔

اس ترجمہ میں وہ ایسی خصوصیتوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے، جو نہ اصل انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ہے اور نہ اس کے عربی ترجمہ "دائرۃ المعارف الاسلامیہ" میں، [illegible] ان وجوہ سے اردو ترجمہ کو ان دونوں پر خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے اور [illegible] قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔

(۱) اردو ترجمہ میں بہت سے اسماء و اعلام، اور اماکن، نیز الفاظ لغویہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

جن مضامین کے آخر میں "اض" لکھا ہوا ہو اسے اردو ترجمہ کا اضافہ سمجھنا چاہئے "اض" لفظ اضافہ کا مخفف ہے۔

(۲) نیز اردو ترجمہ میں فضلائے مصر کے حواشی کے علاوہ، بہت سے جدید

تشریحی، اور تنقیدی حواشی بڑھائے گئے ہیں، جن حواشی کے آخر میں لفظ "مترجم" لکھا ہوا ہو اسے اردو مترجم کا جدید اضافہ کردہ حاشیہ متصور کرنا چاہئے، تمام مصری حواشی کے آخر میں محشیوں کے نام درج ہیں۔

اس کے علاوہ مختلف وقتوں میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے ضمیمے بھی شائع ہوتے رہیں گے، جن میں مزید اضافات و زیادات و اصلاحات ہونگے میں اصحاب علم سے درخواست کروں گا کہ وہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مقالات و مضامین پر محققانہ نظر و مطالعہ فرمائیں، اور اس سلسلے میں اپنی نظر و فکر کے نتائج و تحقیق سے ادارہ کو مطلع فرمائیں، تاکہ اسے بعینہٖ یا اس کا خلاصہ ضمیمہ میں شائع کیا جا سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت سے اردو ادب میں اسلامیات سے متعلق، ایک نئے سلسلۂ علوم و معارف، اور جدید فکر و تحقیق کا دروازہ کھلتا ہے اسکی اشاعت سے اردو زبان میں، اسلامی تہذیب و تمدن اسلامی آثار و اماکن، اسلامی علوم و فنون، اسلامی سیرت و تاریخ اور اسلامیات سے متعلق دیگر معلومات کا ایک عظیم الشان اور بیش بہا ذخیرہ اردو میں آجائے گا۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا علمی حیثیت سے جتنی اہمیت رکھتی ہے اسی قدر اس کی اشاعت گوناگوں مشکلات سے لبریز ہے جو لوگ اس قسم کی اہم علمی دشواریوں، اور مشکلات سے آگاہ ہیں وہی اس کی اشاعت کی دقتوں اور جانکاہیوں کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں

غور کرنا چاہئے کہ کتنی کم قیمت میں اور کس آسان طریقے پر اسلامی انسائیکلوپیڈیا کا سلسلہ اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ادارہ [illegible] علم و ادب کا منشا یہ ہے کہ لوگ خود خریدار بنیں، اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں دوسرے اصحاب ذوق کو خریدار بنائیں، اور اس طرح اس کی وسیع اشاعت میں حصہ لے کر ناشر کا ہاتھ بٹائیں، اور اپنے صحیح ذوقِ علم و ادب کا ثبوت دیں۔

بعض اشارے

جن کا استعمال اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ہوا ہے

"اض" اضافہ کا مخفف ہے، یہ لفظ اکثر مضامین کے آخر میں ملے گا اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے یہ مضمون نہیں تھا، اور اب اردو ترجمہ میں بڑھایا گیا ہے۔

مترجم یہ لفظ اکثر حواشی کے آخر میں ملے گا اس سے مراد یہ ہے کہ یہ جدید حاشیہ اردو مترجم کا لکھا ہوا ہے۔

ف فارسی۔

ز زنداوستا۔

ج جلد۔

ص صفحہ۔

س سطر۔

محمد عبد المقیت نیموی

۲۵ رجون سنہ ۱۹۴۰ء

اسلامی

اِنسائیکلوپیڈیا

جلد ۱ ــــــــــــــــــــ نمبر ۱

جولائی ۱۹۴۰ء

ناشر

جدید پریس، بیگم پور۔ پٹنہ سیٹی

بابُ الالفُ

عربی حروف تہجی کا پہلا حرف اور حساب جمل میں ایک عدد کے برابر ہوتا ہے چونکہ عرب اس کے اصل نام سے ناواقف تھے اس لئے انہوں نے اس کے اشتقاق کی عجیب و غریب توجیہیں کیں، انہوں نے کہا کہ الف کا نام الف اس لئے رکھا گیا کہ وہ تمام حروف کو ملاتا ہے (لسان العرب ج ۲۰ ص ۱۰۰ ۳۱ س ۱۱)

جہدیات سامیہ کے مطابق، جو صرف حروف صائتہ ہی سے مرکب ہوتے ہیں الف سے [illegible] حرف مجہورہ کو سمجھتے ہیں جو بلند آواز سے، اقصائے حلق سے نکلتا ہے اور جسکو بنو تمیم ایک نوی آواز کے ساتھ ادا کرتے ہیں، جو بالکل حرف عین کے مخرج کے مشابہ ہوتا ہے (مثلاً وہ لوگ اَن کو عن کی آواز سے ادا کرتے ہیں) اور اسی وجہ سے اس کو بنو تمیم کی زبان میں عنعنہ سے تعبیر کرتے ہیں لیکن لغویین عرب غلطی سے؛ امتداد فتحہ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے الف کو اس کی علامت قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ امتداد حرف الف سے مغائر ہے

لغویین عرب اپنی غلطی میں اتنا تجاوز کر گئے کہ انہوں نے الف کی اس حالت کے لئے ایک خاص مخرج[1] مقرر کر لیا اور اس الف کو جو حرکت قبول نہیں کرتا۔

---

[1] یہاں پر مقالہ نگار عربی لغویوں کی غلطی بتلانا چاہتا ہے کہ ان لوگوں نے الف کو حرف شمار کیا ہے، حالانکہ اس کو بجائے حرف شمار کرنے کے حرکت میں داخل کرنا چاہیے۔

مقالہ نگار کی غلط فہمی، افرنجی حروف تہجی کے قیاس پر ہوئی ہے افرنجی حروف تہجی دو قسموں میں منقسم ہیں : حروف CONSONANTS اور حرکات

"مد الف لین" یا "ساکن" کہنے لگے، اور حقیقی
الف صامتہ کو الف متحرک:

الف کی یہ دوسری قسم ہے کہ ہمیشہ ہمزہ
(ء) کی شکل میں لکھی جاتی ہے اس لئے
اس کو الف مہموزہ، یا بطور تخفیف ہمزہ کہتے
ہیں۔

الف اور ہمزہ کے درمیان اس
مذکورہ بالا تفریق و تمیز جس کی نظری
بحث عربی علم اللسان کی کتابوں میں
ہے اہل عرب کوئی دلیل نہ لا سکے۔

لیکن عملی طور پر الف کا اکثر استعمال
حرف صامت پر دلالت کرنے کے سبب،
عام معنی میں کیا جاتا ہے۔

الف حرف تعریف[۱]، الف اذان
فعل ے ـ سے ۔ انک، اور بعض اسمار
کا الف جیسے (اسم اور امرأ) ان الفوں کا
تلفظ ماقبل سے اتصال کی صورت میں
نہیں ہوتا ہے۔

(زمخشری: المفصل ص ۱۶۹،
س ۲، اور اس کے بعد)

اسی وجہ سے الف قطع کے مقابلہ میں
الف وصل نام رکھا گیا۔

چونکہ ہمزہ کا تلفظ بوجہ حرف حلقی مجہورہ
مشکل تھا خصوصاً نہایت مقطع ہیں اس لئے
بوقت تلفظ اسکی آواز کو ہلکا کرنا ضروری ہوا

عرب اس تخفیف ہمزہ کو تین
قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔

(۱) ابدال ہمزہ، ہمزہ کو "واؤ" "یا" سے
بدل دینا۔

(۲) بین بین[۱] ہمزہ کی آواز کو بالکل قریب
قریب نکالنا[۲]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱)
VOWELS یعنی (U·O·I·E·A)
اس لئے اس کے خیال میں، الف ساکنہ کا شمار حرف
یا حرف متحرک VOWEL میں ہونا چاہئے۔
نحویوں نے الف کو حرف شمار کیا ہے کیونکہ انکی خصوصی
اصطلاح و تقسیم افرنجی اصطلاح و تقسیم سے علٰحدہ ہے۔
انھوں نے الف ساکنہ کو حرف میں شمار کرکے پھر اس کا
استعمال امتداد فتحہ کے لئے کیا جسطرح واؤ ساکنہ کو
امتداد ضمہ اور یاء ساکنہ کو امتداد کسرہ کے لئے۔
(ابراہیم مصطفٰی)

[۱] الرجل۔ (مترجم)

[۱] یعنی ہمزہ کو [illegible] درمیان اس
حرف کے جو موافق حرکت ہمزہ یا ماقبل ہمزہ ہو
پڑھنا۔ (مترجم)

[۲] مقالہ نگار کے خیال میں اسجگہ تخفیف ہمزہ سے
مراد، ہمزہ کو ہمزہ، اور واؤ یا ہمزہ اور یاء کے بیچ بین بنا دینا ہے
اور علماء قرات کے نزدیک اس حالت میں ہمزہ کو یاء سے
بدل دیا جاتا ہے۔ (ابراہیم مصطفٰی)

(۳) ہمزہ کو ساقط کردینا یعنی حذف۔
الف مہموزہ کا دب گئی آواز سے نکالنا
یا اس کا ادغام صرف بعض ہی حالات
میں ہوتا ہے جیسے رأس (المفصل ص
۱۹۰ س ۳-۴)

اور یہ صورت الف ممدودہ میں ممکن
نہیں صیغوں کے اختلافات سے الف
مختلف حالتوں میں استعمال کیا جاتا
ہے اس لئے عربوں نے ان صورتوں
کیلئے اس کے اعمال و وظائف کے مطابق
الگ الگ علیحدہ علیحدہ نام رکھ لئے ہیں جیسے الف
مدہ اقیہ" یا "فاصلہ" جو بعض فعلی صیغوں
مثلاً فعل مذکر غائب کے آخر میں
آتا ہے اور سوائے رسم خط کے معنوی
طور پر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔
الف لاحق جو بعض مذکر اور مؤنث
اسماء کے آخر میں آتا ہے یہ بھی دو قسم کا
ہوتا ہے
الف مقصورہ [illegible] لی اور سکری
یا الف ممدودہ جیسے [illegible] اور حمراء۔
جو الف کہ شروع لفظ میں آتا ہے وہ یا تو
الف تکسیر[1] اور تفضیل[2] ہوگا اور یا الف فاعلہ
جس سے مضارع کے صیغہ واحد متکلم کی
تشکیل و تکوین[3] ہوتی ہے۔ اور یا الف عبارت
ضروری ہے کہ ہم الف استفہام،
الف ندا، الف مد، الف جمع (جیسے حبالی)
الف تثنیہ اور الف تانیث کا بھی ذکر کریں۔
یہ باتیں عربی لغات میں ابواب ہمزہ یا الف
لینہ کے شروع میں بیان کی جاتی ہیں اکثر
علماء نحو الف کو بھی حرف زائد خیال کرکے
اس کا بیان ایک خاص فصل میں کرتے ہیں
(جیسا کہ المفصل میں ہے، ص ۱۷۰ س
۱۰-۱۷)

ماخذ

(۱) لسان العرب ج ۲۰ ص ۳۱۱-۳۱۲
(۲) LANE. LEXICON ص ۱ اور اسکے بعد
(۳) G.WEIL: DIE BEHANDLUNG DES HAMZA—ALIF(ZEITS-CHR. F.ASSYRIOLOGIE ج ۱۹، ص ۱-۴۳ تک

[1] یہ جمع تکسیر کیلئے آتا ہے جیسے اعناق، احکام وغیرہ (مترجم)

[2] الف تفضیل جیسے اکرم اسمع وغیرہ (مترجم)

[3] کیونکہ یہ متکلم کے مطلب کی تعبیر کرتا ہے جیسے أنا افعل کذا اور انا استغفر اللہ اس الف کو عاملہ بھی کہتے ہیں۔ (مترجم)

(۴) WRIGHT: COMP. GRAMMAR ۲۷ ۳۳
(۵) ZIMMERN VERGL GRAMMATIK. CH۴ §
(۶) LINDBERG: VERGL. GRAMMATIK ص ا ۔ ۱۸ ۔

(WEIL — ویل)

۲ ۔ آب

(ف ۔ نہ آبم) پانی ،مجازاً روشنی ،چمک ، قیمت ،مشابہ ،نہر ، یہ لفظ اکثر جغرافی اسما کیساتھ اسکے اول یا آخر میں آتا ہے (اس کلمہ کو (کلمۂ "ماء" کے ساتھ ملاؤ)

"آب حیات" [۵] یعنی ایسے چشمہ کا پانی جس کے پینے سے ہمیشہ زندگی رہے ۔ (دیکھو

BARBIER DE MEYNARD BOUSTAN.

ص ۲۷۱ ، تعلیق نمبر ۲)

"آب انبار" حوض ، پانی کا خزانہ جس میں ہمیشہ میٹھا پانی رکھا جائے ۔

J.DIEULAFOY.-PERSE—ص ۱۰۰

آب دار" پانی پلانے والا نوکر ۔ دو ملازم جو امیروں کیلئے غسل یا پینے کا پانی مہیا رکھتا ہے ۔

J.DIEULAFOY ، اسکی کتاب مذکور ص ۳۴۹

CH.SCHEFER ، سیاست نامہ ، ص ، ۱۴۲ ، تعلیق نمبر ۱) [۶]

(CI.HUART. کی ہیوار ۔

۳ ۔ آب یا أب

عبرانی جنتری میں گیارھواں مہینہ ، اور سریانی جنتری میں پانچواں مہینہ ہے ۰۰۰۰ الخ آب کا مہینہ سریانی اور رومن اصطلاح میں ترکوں کے مالی سال کے چھٹے مہینے اگست کے مطابق ہے ۔ دوسرے لفظوں میں یوں بھی کہنا چاہئے کہ جولین جنتری کے ماہ اگست کے مطابق ہے ۔ (دیکھو "تاریخ)

(E MAHLER. ای مالر)

۴ ۔ آبؔ

بمعنی لغوی ، باپ ۔ موکسی چیز

[۶] آب جو "چشمہ ۔ آب باز" غوطہ خور تیراک "آب اندام" نازک بدن یہ آب آتشیں" شراب تند ۔ اس کے علاوہ لفظ آب بکثرت الفاظ کے ساتھ مرکب ہو کر آتا ہے ۔ لغات فارسی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے (مترجم)

---

[۵] "آب حیات" شعرا کی اصطلاح میں شستہ وپاک وصاف کلام ۔ (مترجم)

میں دوسروں پر امتیازی فوقیت رکھتا ہو
یا اس میں اس کی توجہ بہت بڑھی ہوئی ہو یا اس کی
ایجاد و اصلاح و ظہور کا باعث ہو، تو مجازاً اس
شخص کو اس چیز کا أب (باپ) کہتے ہیں عربی
میں "أب" کا اطلاق چچا پر بھی ہوتا ہے جیسے اُمّ
(ماں) کا اطلاق خالہ پر ہوتا ہے۔ اور کبھی جد پر
بھی أب کا اطلاق ہوتا ہے اگرچہ جد جتنا بھی
اوپر ہو بولتے ہیں "آدم ابونا"
(دائرۃ المعارف بستانی) (اض)

۵- أَبّ

یمن کا ایک قصبہ، ابو محمد عبداللہ بن الحسن
ابن الغیاض الہاشمی اسی طرف منسوب ہیں
(یاقوت: معجم البلدان ص ۷۸) (اض)

۶- إِبّ

یمن کا ایک گاؤں۔
(یاقوت: معجم البلدان ص ۷۸) (اض)

۷- ابابیل

ایک چڑیا کا نام (قرآن مجید میں ہے:۔
وارسل علیہم طیرا ابابیل ترمیہم بحجارۃ
من سجیل

۸- اباحۃ

جائز کرنا۔ مباح کرنا۔ ممنوع کا برعکس۔ (اع)
(اض)

۹- اباحیہ

بناوٹی صوفیوں کا ایک فرقہ جس کا گمان
(فاسد) ہے کہ انسان گناہوں سے اجتناب
اور اچھی باتوں کے کرنے پر قادر نہیں،
اور اس دنیا میں کوئی چیز کسی کی ملکیت نہیں
تمام لوگ مال و دولت اور عورت میں مشترک
ہیں۔ (دائرۃ المعارف لبنانی)
(اض)

۱۰- آباد

(ف۔ پہلوی آپاتان، مدفرض کرلیا گیا ہے
کہ یہ آب پا لہ سے ماخوذ ہے): یہ ایک
فارسی صفت ہے جب زمین کے کسی حصے کے
متعلق بولا جاتا ہے تو اس وقت اس کے معنی
معمور اور بھرے ہوئے کے ہوتے ہیں پھر سرسبز
اور شاداب کے معنی میں مستعمل ہوا یعنی
صحرا کا عکس، اس کے بعد اس کا استعمال مخصوص
کی صورت میں ہونے لگا اور بکثرت مقامات
کے ناموں کے ساتھ مرکب ہوکر آنے لگا
جیسے رکناباد، مقامات کے علاوہ شہروں کے

ناموں سے یہ ملک بہ سو صا ہندوستانی شہروں
کے اسمار کے ساتھ بکثرت آتا ہے جیسے احمد آباد
اور حیدر آباد وغیرہ۔
(ک۔ ہیوار CI HUART —)

۱۱۔ آبادہ یا آباذہ

ملک فارس کا ایک شہر اصطخر سے اصفہان
تک جو راہ گئی ہے یہ اسی پر واقع ہے، قرون
وسطی کے مشرقی کتابات میں اس کا ذکر آتا
(دیکھو G.LESTRANGE:
THE LANDS OF THE EAS
TERN CALIPHATE
کیمبرج ۱۹۰۵ء ص ۲۸۲، ۲۸۴،
۲۹۷) آج کل اس کے باشندوں کی
تعداد ۵۰۰۰ ہے (دیکھو RECLUS:
NOUV GEOGR UNIV.
ج ۹، ص ۲۷۰) یہ شہر لکڑی کے نقوش
کی صنعت میں مشہور ہے (دیکھو
BRUGSCH:REISE DER KGL.
PREUSS. GESANDTSCH.NACH
PERSIEN لیپزگ ۱۸۶۲ء ج ۲، ص
۱۳۶، ۲۲۲)
عرب کے جغرافیہ دان، فارس کے ایک اور
شہر کا ذکر کرتے ہیں جس کا نام بھی آبادہ ہے
علاقہ برم میں صاہک سے اصطخر تک جو سڑک
گئی ہے بحیرہ بختگان کے شمالی کنارے پر وہیں
اس کا جائے وقوع بتلاتے ہیں۔
اس کا نام قریۂ عبدالرحمن بھی تھا
(دیکھو BARBIER DE MEYNARD:
DICTION. GEOGR HIST. ET LITT.
DE LA PERSE. پیرس ۱۸۶۱ء ص ۲
G.LESRTANGE اس کی کتاب جو ابھی
مذکور ہوئی ص ۲۷۹) معلوم ہوتا ہے کہ یہ
جنوبی آبادہ اب موجود نہیں ہے۔
(ام۔ اسٹرک M.STRECK)

۱۲۔ اُبار

یمن میں ایک مقام کا نام۔
(یاقوت: معجم البلدان ص ۷۱) [اض]

۱۳۔ آبار ط

(ف) بروزن قاچار جلایا ہوا اسپید، حساب
اور حساب کا دفتر۔
(برہان۔ وفرہنگ ا۔ ب۔ ر۔ ناصری)
آبار (ع) بیر (کنواں) کی جمع۔ نیز واسط کے
قصبوں میں سے ایک قصبہ۔ (یاقوت!
معجم البلدان ص ۵۵) (اض)

۱۴۔ آبار الاعراب

"اجفر" اور "فید" کے درمیان میں ایک مقام اجفر سے پانچ میل پر۔ (یاقوت: معجم البلدان ص ۵۵)
دیکھو مضمون "اجفر" اور "فید" (اض)

۱۵۔ أبارق

ٹریان میں ایک مقام کا نام، نیز ابرق کی جمع (یاقوت) معجم البلدان، ص ۱۷) (اض)

۱۶۔ آبازہ

ترکی زبان میں قبیلۂ ابخاز کے لوگوں کا نام ہے (دیکھو "ابخاز" کا لفظ) ترکی تاریخ میں یہ کئی اشخاص کا لقب رہا ہے، جو اس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے (ان میں سے مندرجہ ذیل مشہور ہیں)

(۱) آبازہ پاشا۔ یہ شخص مشہور باغی جانبلاط کی شکست کے موقع پر قید کر لیا گیا تھا، کیونکہ یہ اس بغاوت میں [illegible] تھا جب یہ مراد پاشا کے پاس لایا گیا تو خلیل بنگچری کی سفارش پر اس کی جان بخشی ہو گئی جب خلیل قبودان[1] پاشا بنایا گیا تو اس نے اس کو ایک جنگی جہاز

[1] قبودان پاشا، جنگی جہازوں کے افسر یا امیر البحر کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

پر افسر مقرر کر دیا تھا جب خلیل وزیر اعظم بنا تو اس نے آبازہ پاشا کو "مرعش" کی حکومت عطا کی اس کے بعد وہ ارزان الروم (ارض روم) کا حاکم ہو گیا۔ مگر اس کے بعد وہ ینگچریوں کو تباہ کرنے کے درپے ہو گیا۔ اس عرصے میں اس کے علاقے کے لوگوں نے اس کی شکایت کر دی جس پر یہ معطل کر دیا گیا لیکن اس نے باب عالی کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا اور ۱۰۳۲ھ مطابق ۱۶۲۲ء میں اس نے خود محصول وصول کرنا اور سلطان عثمان ثانی کی موت کا انتقام لینے کی غرض سے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا تھا۔

اس نے انگورہ اور سیواس پر لشکر کشی کی اور بروصہ پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس کا قلعہ نہیں فتح کر سکا وزیر اعظم حافظ پاشا نے ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۶۲۴ء میں "قیساریہ" کے قریب "قرہ صو" کے پل کے پاس میدان جنگ میں اسے شکست دی، جو طیار پاشا اور ترکمانوں کی غلطی کی وجہ سے ہوئی۔

اس کے بعد آبازہ پاشا نے ارزان الروم (ارض روم) میں پناہ لی، جہاں وہ حاکم بننے میں اس شرط پر کامیاب ہوا کہ وہ ینگچریوں کا ایک فوجی دستہ قلعہ میں رکھے۔

۱۰۳۶ھ مطابق ۱۶۲۷ء میں اس کا قبضہ کرنے

ہوئے کہ اخسقا کے برخلاف مہم، درحقیقت اس کے مقابلہ کیلئے بھیجی گئی ہے اس نے انکشاریہ کی ایک بڑی جماعت کو جو فوج میں ملازم تھی قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے آقا، خلیل کے ساتھ ارزن الروم (ارضِ روم) کا محاصرہ کیا مگر برف باری کی وجہ سے اسے لوٹنا پڑا (۱۰۳۶ھ مطابق ۱۶۲۶ء میں) آئندہ سال خسرو پاشا بوسنوی شرکی کا فرنیہ اعظم تھا اس نے دوبارہ اس کا محاصرہ کیا۔ دو ہفتہ کے محاصرہ کے بعد اسے مطیع ہونا پڑا، باغی شخص کو معافی دی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ بوسنہ کی حکومت بھی اسے عطا ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے ینگچری دشمنوں کے ساتھ دوبارہ مقابلہ کیا، بس پر وہ پھر معطل کیا گیا۔ وہاں سے وہ بلغاریہ کے دارالخلافہ "بلگریڈ" پہونچا جہاں اس نے شہر کے جنوبی حصے میں ایک پہاڑی پر "آبازہ محل" بنوایا اس کے بعد وہ "ودین" بھیجا گیا جہاں اس نے اس لشکر کی قیادت کی جو ۱۶۳۳ء میں پولینڈ پر حملہ کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ اس عرصے میں اس نے سلطان مراد چہارم کا اعتماد حاصل کر لیا تھا اور جب کہ از سر نو پولینڈ پر حملے کی تیاری ہو رہی تھی اس وقت وہ سلطان موصوف کے ساتھ ادرنہ (اڈریانوپل) تک رہا، لیکن اس کی کامیابی سے لوگوں میں حسد پیدا ہو گیا اور اس کے برخلاف رپورٹیں پہونچنے لگیں جنہوں نے سلطان موصوف کو اس کے برخلاف بھڑکا دیا، اور اس نے ۲۹ صفر ۱۰۴۲ھ مطابق ۲۴ اگست ۱۶۳۲ء میں اس کے قتل کا حکم صادر کیا۔

مآخذ

(۱) مصطفی آفندی: نتائج الوقوعات، ج ۲، ص ۴۸، ۲۸۔

(۲) اولیا آفندی: رحلات ج ۱ ص ۱۱۹، اور اس کے بعد۔

HAMBHMER-PURGSTALI : (۳)
GESCH. DES OSMAN.
REICHES ج۴، ص ۵۶۹، ۵۸۲،
ج ۵ ص ۲۶، ۸۳، ۱۷۳، ۱، اور اس کے بعد، ۱۸۹، اور اس کے بعد - ۶

(۲) آبازہ حسن: یہ شخص ایشیائے کوچک کے ترکمانوں کا سپہ سالار بنایا گیا تھا کیونکہ اس نے باغی حیدر نیٹر کیا تھا جب وہ بلا وجہ برخاست کیا گیا تو وہ بھی باغی ہو گیا۔ اور "جیرند" اور "بولو" کے درمیانی علاقے پر قبضہ کر لیا، پرا باڈا کو قاطرجی اوغلو اس کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا مگر اس نے شکست کھائی۔ بعد ازاں آبازہ نے اس

شرط پر اطاعت قبول کی کہ اسے "امیر ترکمان" بنایا جائے۔ پھر بھی مخالفانہ شکایتوں کی بنا پر وہ "ہفت برج" میں قید کر دیا گیا اور وہاں سے وہ اس وقت رہا ہوا جب بھائی (جو اس کا دوست تھا) شیخ الاسلام کے منصب پر ۱۰۶۳ھ مطابق ۱۶۵۳ء میں سرفراز ہوا۔ اس کے اس دوست نے اسے "اقریٖ" کا علاقہ عطا کیا۔ جب سلطان محمد چہارم نے ابشیر پاشا کو جو یہ بھی آبازہ خاندان سے تھا۔ صدر اعظم مقرر کیا تو وزیر موصوف نے اسے بلا بھیجا اور وہ وزیر موصوف کا اس کے قتل کے زمانہ تک مخلص رہا۔ ایشیائے کوچک سے آبازہ حسن اپنے باقی ماندہ لشکر کیساتھ واپس آیا اور ۱۰۶۵ھ مطابق ۱۶۵۵ء میں "امیر ترکمان" کے منصب پر سرفراز ہوا۔ اس وقت وہ [illegible] میں رہا لیکن جلد ہی اس نے شام میں فساد برپا کرنا شروع کیا جس کی وجہ سے دیوان نے اسے سلطنت ترکی سے نکالنا چاہا لیکن [illegible] نے اسے اپنے منصب پر برقرار رکھا اور [illegible] کے ساتھ ساتھ دردانیال کی حفاظت بھی اس کے سپرد کی ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۶ء میں وہ دیار بکر کا حاکم مقرر ہوا لیکن دو برس بعد ہی اس نے شورش برپا کی اور ایک بڑا لشکر لیکر محمد کو پریلی کی معزولی کا مطالبہ کیا جو اس وقت وزیر اعظم تھا۔ اس نے بروصہ پر قبضہ کرنے کی دھمکی دی۔ اور مرتضیٰ پاشا کو جو اس کے مقابلے کیلئے بھیجا گیا تھا شکست فاش دی؛ یہ لڑائی "الغن" کے قریب ۱۵ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۶۵۸ء میں واقع ہوئی، لیکن جلد ہی وہ دھوکے کے ایک جال میں پھنس گیا جو اس کے لئے بچھایا گیا تھا۔ وہ "عین تاب" سے حلب کی طرف روانہ ہوا تاکہ وہ اطاعت کی شرطیں کرے لیکن وہاں وہ دھوکے سے قتل کر دیا گیا۔

مآخذ

(۱) HAMMER-PURGSTALL: GESCH DES OSM S AHREICHES ج ۵ ص ۴۸۱، ۵۶۰، اور اس کے بعد ص ۵۶۳، ۵۷۵، ۶۴۳، ۶۵۱، ج ۶، ص ۳۰۵ اور اس کے بعد، ۱۰۵ اور اس کے بعد۔

(۳) آبازہ محمد پاشا۔

جب کریمیا کے خان کے ساتھ روس کے برخلاف ۱۱۸۳ھ مطابق ۱۷۶۹ء کی جنگ میں اسے شامل کیا گیا تو وہ مرعش کا بکلر بک —

(یا بیلربے ؟) تھا۔ پھر وہ قلعہ بند۔ کا حاکم بنا اور تیسرا "توغ"[1] اس کارنامے کے سلسلہ میں دیا گیا تھا جو اس نے ہوتزم (CHOCZIM) سے محاصرہ اٹھانے کے سلسلے میں انجام دیا تھا۔ جب اسے اس علاقے کی حفاظت سونپی گئی اور اس نے دیکھا کہ ترکی فوج اسے چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی ہے تو وہ بھی بھاگ نکلا۔ پھر اسے ملداویا کی مدافعت سپرد کی گئی لیکن اس میں بھی ناکام رہا۔ بعد ازاں وہ جنگ کغل میں میمنہ کا سردار بنا جو یکم اگست ۱۷۷۰ء میں برپا ہوئی تھی۔

ترکوں کی شکست کے بعد اس نے "اسماعیل" پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد وہ سلسترہ کا حاکم ہوا اور جب اس نے وہ رقم خرچ کر دی جو ایسے لشکر جمع کرنے کے لئے دی گئی تھی تو وہ اپنے منصب سے معزول کیا گیا اور قسطنطنیہ جلاوطن کیا گیا۔ کریمیا کی جنگ، اور سلیم گرائی (جرائی) کے بھاگنے کے موقع پر اس نے اپنے چند فوجی دستوں کے ساتھ جنہیں لیکر وہ آیا تھا پڑاؤ ڈالنے سے انکار کر دیا۔ وہاں سے وہ سینوب گیا جہاں اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ (۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۵ھ میں یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا)

مآخذ

(۱) HAMMER-PURGSTALL: GESCH-DES OSMAN. REICHES جلد ۸ ص ۱۴۱، ۳۴۱، ۱۴۸، ۳۶۹، ۳۸۷ –

(۲) دیکھو واصف آفندی کتاب PRECIS HISTORQUE DE LA GUER RE DES TURCS CONTRE LES RUSSES6 مولفہ P. A. CA USSIN DE PERCEVAL — میں، ص ۲۳، ۳۱، ۷۳، اور اسکے بعد ۵۹، ۱۰۳، ۱۱۱، ۱۲۸، ۱۶۷۔

(کلیمنٹ ہوار — (CI.HUART)

۱۷۔ اُباضر (یا ...)

یمامہ کے اطراف میں ایک گاؤں یہاں کھجور کا درخت بہت لمبا ہوتا ہے جس سے زیادہ لمبا درخت نہیں دیکھا گیا اسی مقام پر حضرت خالد بن الولید کی جنگ مسیلمہ کذاب سے ہوئی تھی۔

[1] توغ وہ فوجی تحفہ یا اعزازی نشان جو کسی خاص جنگی کارنامے کے انجام دینے پر ترکی کے فوجی سردار کو ملا کرتا تھا اور اس کے کئی درجے تھے، چنانچہ تیسرے درجے کا توغ جو زیادہ اعلیٰ تھا بانہ محمد پاشا کو ملا۔ (مترجم)

یاقوت: معجم البلدان ص ۷۲) [اض]

۱۸۔ اباض

عبداللہ المری کا باپ، جس کی طرف خارجیوں کا فرقہ اباضیہ منسوب ہے (دائرۃ المعارف)

[اض]

۱۹۔ اباضیہ

شمالی افریقہ میں عام طور سے "اَباضیہ" بفتح ہمزہ بولا جاتا ہے۔ یہ لوگ عبداللہ بن اباض کے متبعین ہیں (دیکھو یہ مضمون "اباضیہ" کے مقالہ صفحہ ۲۵ میں جو باتیں درج کی گئی ہیں ہم اس پر خصوصاً شمالی افریقہ کے اباضیوں کے متعلق یہاں چند باتوں کا اضافہ کرتے ہیں) مروان ثانی کی آخر سلطنت میں اباضیوں کی پہلی شورش (۱۲۹ھ = ۷۴۷ء) میں عبداللہ بن یحییٰ طالب الحق، اور ابو حمزہ کی زیر قیادت اٹھی اہل حضرموت عبداللہ کی طاقت و قوت کو بہت زبردست سمجھتے تھے انہوں نے ابو حمزہ کو جنگ صنعاء کے بعد مکہ بھیجا جس نے اموی حاکم کو قدید میں شکست دی۔ اور مدینہ کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔

لیکن مروان نے دوسرے سال (۱۳۰ھ = ۷۴۸ء) میں عبدالملک بن عطیہ کو اس کے مقابلہ کیلئے بھیجا، ابو حمزہ مجبور ہو کر وادی قری کی طرف بھاگا اور مکہ جاکر پناہ لی عبدالملک نے ابو حمزہ کا تعاقب کیا اور وہیں سخت مقابلہ کے بعد اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور تھوڑے دنوں کے بعد اباضی خلیفہ عبداللہ بن یحییٰ کو بھی اسی نتیجے سے دوچار ہونا پڑا۔

شہرستانی (مطبوعہ کیورٹن CURETON ص ۱۰۲) کا بیان ہے کہ عبداللہ بن اَباض بھی اس شورش میں شریک تھا۔

لیکن یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی، کیونکہ اس سے زیادہ معتبر دوسرے مآخذ کے مطابق اس سے تقریباً نصف صدی پہلے عبدالملک کے ایام سلطنت میں اس کی وفات ہوئی ہے۔

۱۳۴ھ = ۷۵۱ء - ۷۵۲ء میں جلندی کی زیر قیادت عمان میں دوسری شورش برپا ہوئی جسکو عباسی سپہ سالار، خازم بن خزیمہ نے فرو کیا اور اسی وقت سے شمالی افریقہ میں اباضی تحریک کی ابتدا ہوئی (اس تحریک کی نشوونما کے متعلق معلومات کیلئے دیکھو مقالہ "اباضیہ") بلاد عرب اور عمان کی زمین اس تحریک کی اشاعت و دعوت کیلئے بہت موزوں ثابت ہوئی یہاں تک کہ کچھ زمانے کے بعد

یہاں کا وسیع اور اہم مذہب بن گیا۔
(دیکھو مضمون "عمان") پھر اس کی اشاعت
"زنجبار" میں بھی ہونے لگی۔ اسلام میں یہ
سنی اور شیعہ سے ایک علیحدہ جماعت ہے۔
اس کے اپنے خاص عقائد اور قوانین
مذہب ہیں جو عام طور سے اہل سنت سے
ملتے جلتے ہیں، صرف بعض مخصوص مسائل میں
اختلاف ہے۔

یہ فرقہ علوم دینیہ کے مآخذ کے لئے قرآن و
حدیث کو تسلیم کرتا ہے۔ البتہ قیاس اور
اجماع کے بدلے "رائے" (دیکھو مضمون)
کو حجت قرار دیتا ہے اور انہی مسائل سے اس کا
خارجی ہونا معلوم ہوتا ہے جس طرح اسکی
رائے دربارہ امامت سے جس میں یہ اور فرقہ
سے کچھ اختلاف رکھتا ہے، معلوم ہوتا ہے۔
ولایت، برائت، اور وقوف کے متعلق
اس کے خیالات کی تفصیل میں ہم پڑنا نہیں
چاہتے۔ کیونکہ ان چیزوں میں خود یہ لوگ
متحدہ رائے نہیں رکھتے۔

شہرستانی اور بغدادی ۰۰ الخ کا بیان ہے
کہ اباضیین اول تین یا چار قسموں میں منقسم
تھے حفصیہ۔ حارثیہ۔ یزیدیہ۔ اور اصحاب[1]
طاعت، جن کی طاعت و عبادت کا مقصد خدا
نہیں ہوتا ہے۔ بعد میں اس جماعت کی خصوصاً
اسکی شمالی افریقیہ کی تاریخ کے مطالعہ سے،
دربارہ "رائے" اس کے دوسرے اختلافات
کے ظہور کا پتہ چلتا ہے۔

کتاب الفہرست ص ۱۸۲، اور اس کے
بعد میں جماعت کے دینی پیشواؤں کی تالیفات
کا ذکر ہے۔

جن میں سے بہت سی باتیں مقالۃ اباضیون
میں بیان کر دی گئی ہیں۔

اس جماعت سے متعلقہ معلومات کیلئے اہم
ماخذ کشف الغمۃ لاخبار الامۃ ہے جسکو
ساشو نے۔
(MITTEIL. DES SEMIN. FUR
ORIENT. SPRACHEN —
قسم ۲، ج ۱، ص ۱، اور اس کے بعد
۲، ص ۴۷، اور اس کے بعد میں)
شائع کیا ہے

مآخذ

(۱) المبرد: الکامل (طبع WRIGHT)
ص ۶۱۵۔

[1] اس کو عبادیہ بھی کہتے ہیں، اس کا عقیدہ تھا کہ جب بندہ احکام الہی کی پیروی کرے اور اس پیروی کا مقصد خدا نہ ہو تو یہ عبادت و طاعت ہے۔ (مترجم)

(۲) الشہرستانی: الملل والنحل طبع (CURETON ص ۱۰۰، ۱۹۰ اور اس کے بعد۔

(۳) البغدادی: الفرق بین الفرق، ص ۸۲، اور اس کے بعد، ص ۲۴۳۔

(۴) ابن حزم: الفصل ج ۴ ص ۱۸۹۔

(۵) WELLHAUSEN: DIE RELIGIOS- POLITISOHE OPPOSITIONSPPARTEIEN ص ۲۵، اور اس کے بعد۔

(۶) DR. SACHOU: MUHAMMEDANI SCHESERB RECHET NACHDER LEHRE DIR: BADITISCHEN ARADER. SITZUNGS BERICHTE. BERL. AKAD. 1898ء اس کا معتمد علیہ متقر البسیوی مطبوعہ زنجبار ۱۸۹۸ء ہے

بقیہ ماخذ اثناء مضمون میں بیان کردیئے گئے ہیں ۔ اور دیکھو BECKER کی کتاب [illegible] ISLAH ص ۴ تعیین ا۔ (ا) ... ڈی موٹلنسکی ۔ (A-DE MOTYLINSKI-

۲۰۔ اباضیین

اس نام کا اطلاق شمالی افریقہ میں خارجیوں کے اس فرقہ پر کیا جاتا ہے جس نے حضرت علیؓ سے اس وقت بغاوت کی تھی جب کہ انہوں نے امیر معاویہ کے ساتھ فیصلہ تحکیم (ثالثی) سے انکار کر دیا تھا[1]۔ دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں خارجیوں کا مذہب "اباضیہ" اور "صفریہ" کی شکل میں مغرب میں داخل ہوا اور پھر نہایت تیزی کے ساتھ بربر میں پھیل کر وہاں کا قومی مذہب بن گیا جس کو انہوں نے عربوں سے جنگ و جدال کا ذریعہ بنا لیا۔ دوسری صدی ہجری میں طرابلس اور افریقہ کے اباضیوں نے مذہب اباضیہ کے دو مشہور رہنماؤں ابو الخطاب اور ابو حاتم کی زیر قیادت بربر کی شورش میں ایسا زبردست حصہ لیا

[1] جب حضرت علیؓ نے جنگ صفین میں امیر معاویہؓ کی فوجوں کو شکست دی تو اس وقت ان لوگوں نے درخواست کی کہ مسلمان جو کچھ کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کر دیں گے ہم تسلیم کریں گے لیکن چونکہ حضرت علیؓ اس تجویز کے اندرونی معاملات کو سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے انکار کیا لیکن اس وقت ان کی جماعت کے کچھ لوگ اس انکار سے مخالف ہو گئے اور تحکیم یعنی ثالثی پر حضرت علیؓ کو مجبوراً راضی ہونا پڑا چونکہ ثالثی میں بالکل ہی بے قاعدہ باتیں ہوئیں جس سے ثالثی درحقیقت ثالثی نہیں رہی اس لئے حضرت علیؓ نے اس ثالثی کے مجوزہ فیصلہ کے ماننے سے انکار کر دیا، اس پر بارہ ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو گئے ان کو خارجہ محکمہ کہتے ہیں جو معاملہ تحکیم سے تعلق رکھتے ہیں

(مترجم)

تھا کہ خلافت کی بنیادیں ہل گئی تھیں۔ خاندان
اباضیہ یعنی خاندان رستمیہ نے مدت تک تاہرت
(تاقدمت) میں ۱۳۰ برس سے زیادہ حکومت
کی جب فاطمیوں کی حکومت مغرب میں قائم
ہوئی تو اسوقت ان لوگوں کی حکومت
تباہ و برباد ہوگئی۔

ابو عبداللہ شیعی نے (۲۹۶ھ = ۹۰۸ —
۹۰۹ء) میں تاہرت کو برباد کر دیا۔ اور اباضیوں
کی جماعتیں صحرائے تونس، جزائر، اور جربہ
میں متفرق طور پر پھیل گئیں آجکل یہ لوگ
ورجلہ، مزاب، جبل نفوسہ، اور جزیرہ جربہ
میں ملی جلی ٹولیوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔
ان لوگوں کی اہم دینی و تاریخی تالیفات ہیں۔

ان کی باہمی متصل جماعتوں میں سخت
جنگ و جدل برپا رہتا ہے لیکن اس کے
باوجود "زنجبار" اور "عمان" میں اُن کے آپس
کے دوستانہ تعلقات بہت بہتر ہیں افریقہ
کے اباضی، سیاسی اور دینی حیثیت سے مساوی
طور پر تین فرقوں میں منقسم ہو گئے نکاریہ
خلفیہ۔ نفاثیہ۔ فرقہ نکاریہ کی شورشیں افریقہ
کی تاریخ میں اتنی اہم ہیں جن کی ابتک مثال
نہیں ملتی۔

جربہ اور زداغہ (طرابلس) میں ان کی چھوٹی
چھوٹی جماعتیں ہیں اباضیوں کی یہ فطری
عادت ہے کہ وہ اہل سنت پر خروج عن الدین
کا سخت اتہام لگاتے ہیں۔

ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ صرف اباضیوں
ہی کی جماعت نے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو
محفوظ اور برقرار رکھا ہے،
اور مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں سے
صرف یہی نجات یافتہ ہیں۔

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ یہ جماعت
حضرت علی رض کے معاملہ تحکیم سے مخالف ہوکر
پیدا ہوئی لیکن بایں ہمہ یہ چاروں خلفاء
راشدین کی شریعت کی قائل ہے۔
اور شیعوں کی طرح بعض خلفا کا انکار نہیں
کرتی۔

البتہ نہایت زور کیساتھ کہتی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا اسوۂ حسنہ
حضرت ابوبکر رض اور عمر رض میں تھا اور حضرت
عثمان ان دونوں کے طریقوں پر نہیں چلے
یہ لوگ حضرت عثمان رض کے بعض ان اعمال
کو جن کا نام ان لوگوں [illegible] ات عثمانی"
رکھا ہے اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں۔
ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ جب مسلمانوں
میں قوت اور علم موجود ہو تو ایک امام
قائم کرنا واجب ہے۔
امام کا قریشی ہونا ضروری نہیں بلکہ فاضل

اور فسق ہونا اور احکام قرآن و سنت کے مطابق حکم کرنا کافی ہے۔

امام جب قرآن و سنت سے ہٹ جائے تو اسکو امامت سے علحدہ کر دینا واجب ہے۔

قرآن خدا کا کلام، اور مخلوق ہے۔

خدا کو جنت میں کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے۔

ثواب اور عذاب یہ دونوں آخرت میں ہمیشہ کیلئے ہیں اور دوزخ کو بھی جنت کی طرح فنا نہیں۔

خداوند تعالی چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، لیکن کبائر صرف توبہ ہی سے معاف ہوتے ہیں۔

ہر مسلمان پر جب تک وہ استطاعت رکھے اچھی باتوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا واجب ہے۔

مسلمانوں کو اپنی وحدت کا اعتقاد، اور قول و عمل سے اس کا اظہار ضروری ہے۔

جو شخص قوانین شرعیہ سے علحدہ ہو جائے تو جب تک وہ توبہ نہ کرے دینی اخوت سے نکلا رہتا ہے اور اس سے دشمنوں کا سا معاملہ کرنا واجب ہے۔

اباضیوں کے یہاں عداوت و حرمان کی ایک خاص قسم ہے جس کے دینی و تمدنی نتائج نہایت خطرناک ہوتے ہیں۔

جزائر کے اباضی قوانین دینی میں نہایت سخت ہوتے ہیں خصوصاً مزاب کے قریوں میں جہاں طلبہ کی گرفت سے بھاگ نکلنا غیر ممکن ہے۔ لیکن تل الجزائر کے شہروں میں جہاں یہ لوگ تجارت کیلئے جمع ہوتے ہیں، ان کی دینی عملی زندگی سست ہوتی ہے مگر عام طور سے ان کے عقائد کی سختی اور مضبوطی بالکل مسلم ہے اہل سنت سے یہ لوگ سوائے تجارتی ضرورتوں کے ملتے جلتے نہیں ہیں۔ اور ان کے ساتھ بیاہ شادی کے تعلقات بھی بہت ہی کم قائم کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ان کی جماعت بیزار ہوتی ہے۔

یہ اجتناب و علحدگی خلوص کی بنا پر ہو، یا محض دکھلاوا، بہر صورت اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ، اپنے طریق مذہب و اخلاق، اور میلان طبعی کے لحاظ سے ایک مخصوص جماعت ہے اور شمالی افریقہ میں عرب و بربر سنیوں سے پوری طرح ممتاز ہے۔

(۱) R. BASSET:
LA ZENATIA DUMZAB DE OUARGLA ET DE L' OUEDRIR.

(۲) R.BASSET:
LES SANCTUAIRES DU DJEBEL NEFOUSA

(۳) A.DE MOTYLINSKI:
LES LIVRES DE LA SECTE ABADHITE.

(۴) A.DE MOTYLINSKI:
L'AQIDA DES ABADHITES.

(مجموعہ ابحاث و نصوص جو چودھویں مجلس مستشرقین میں شائع کئے گئے ص ۵۰۹ اور اس کے بعد

(لے موتلنسکی - A.DE MOTYLINSKI)

۲۱- ابافی

(دیکھو "میکائیل اُبافی") (راض)

۲۲- اباقا

فارس میں دوسرا مغل (خاں) بادشاہ (۱۲۶۵ - ۱۲۸۲ء) مغلوں کے ملک میں مارچ ۱۲۳۴ء کو پیدا ہوا اور ۱۲۵۶ء میں اپنے باپ "ہلاکو" (دیکھو یہ مضمون) کیساتھ فارس آیا۔

اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کے خاندان کے امرائے سلطنت نے اسکو فارس کا بادشاہ بنایا اور پانچ برس کے بعد قبلائی خاں اکبر نے اس کی تائید کی اباقا کو بھی اس جنگ سے، جس کی ابتدا اس کے باپ ہلاکو نے ممالیک مصر سے کی تھی، دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اس میں اباقا کو میابی نہیں ہوئی،[1]

---

[1] ہلاکو نے بغداد کو تباہ و برباد اور دمشق و سواحل کو فتح کرکے مصر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے ممالیک بحریہ کے تیسرے بادشاہ "ملک مظفر سیف الدین" کو لکھا کہ اپنا ملک بغیر مقابلہ و جنگ حوالہ کردو ورنہ تمہارا بھی بغداد جیسا حال ہوگا ملک مظفر کو تشویش ہوئی لیکن مصری فوجیں جنہوں نے صلیبیوں کو کھلم کھلا شکستیں دی تھیں، ہلاکو کے مقابلہ کیلئے تیار ہوگئیں چونکہ اسی اثنار میں ہلاکو کے پاس اسکے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی اس لئے وہ جنگ کے لئے اپنے نائب "امیر کتبغا" کو چھوڑ کر چلا گیا ۶۵۸ھ کو مصری اور تاتاری فوجوں میں مقابلہ ہوا تاتاریوں کو سخت شکست ہوئی اور مصریوں کو بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور اسکے علاوہ خود کتبغا مارا گیا اور اس کا بیٹا گرفتار ہوا۔ اس کے بعد ملک [illegible] بندقداری کو تاتاریوں کے تعاقب میں بھیجا جس نے تاتاریوں کو پورے ملک شام سے نکال دیا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد خود ملک ظاہر بیبرس کے عہد سلطنت میں تاتاریوں نے چند مرتبہ مقابلہ اور حملہ کیا لیکن ہمیشہ شکست پر شکست کھائی ۶۸۰ھ میں اباقا کی زیر قیادت تاتاریوں نے عراق عرب پر حملہ کیا۔

باوجودیکہ قپچاق کے مغلوں نے جو پہلے ممالیک کے ساتھ تھے، اپنے ابنا ءِ جنس فارس کے مغلوں کا ساتھ دیا، اباقا کے ابتدائے سلطنت ہی سے صلح کر لی تھی اور اس سے پہلے ۱۲۶۶ء میں اباقا نے کورہ کے پیچھے شمالی غارتگریوں کو روکنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ تیار کیا تھا ۱۲۷۸ء میں اس کے وزیر شمس الدین نے قبائل قوقاز کو مغلوب کیا اباقا نے مشترک دشمن ممالیک کو جنگ میں سخت نقصان پہنچانے کے لئے یورپ کے مسیحیوں سے جو ممالیک مصر کے سخت دشمن تھے دوستانہ علاقے جوڑنے شروع کئے۔

چنانچہ اس کے سفر ا ۱۲۷۴ء میں لیوں اور ۱۲۷۸ء میں روما گئے یورپ والوں نے اس تقرب کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اڈورڈ شاہ انگلستان نے ۱۲۷۳ء میں، اور پوپ کلیمنٹ چہارم نے ۱۲۶۷ء میں، اور گریگوری دہم نے ۱۲۷۴ء میں اور نیکولا سوم نے ۱۲۷۷ء میں، اباقا سے مراسلت کی اباقا نے اس سے پہلے ۱۲۶۵ء میں ایک یونانی شہزادی سے شادی کی تھی لیکن اس کے باوجود دونوں قومیں مصر کے خلاف کوئی مشترک تنظیم نہ کرسکیں اور ایک ہی وقت میں ممالیک نے صلیبیوں کو بھی شکست دی[۱] اور مغلوں کو بھی مغلوب کیا۔ ۱۲۶۶ء اور ۱۲۷۳ء میں ممالیک مصر نے آرمینیہ صغریٰ کو فتح کر لیا اور ۱۲۷۷ء میں قلیل مدت میں ایشیائے کوچک کے ایک حصے میں گھس گئے اور اسی سال "بستان" کے قریب مغلیہ فوجوں کو شکست دی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ لہ) خود ملک بیبرس مقابلہ کیلئے پہونچا نہایت سخت جنگ کے بعد تاتاریوں کو ہزیمت ہوئی اس جنگ میں دونوں جانب کے تقریباً ایک لاکھ آدمی مقتول ہوئے ملک منصور قلاؤن الفی کے زمانہ میں جو ممالیک بحریہ کا سا[illegible] پانچ[illegible] ہ تھا اباقا اور اس کے بھائی منکو تیمور نے دو دفعہ بر شام پر حملہ کیا ادھر سے ملک منصور اپنی فوجیں [illegible] حمص کے قریب سخت مقابلہ ہوا جس میں منکو تیمور مارا گیا اور اباقا شکست خوردہ فوج لیکر ہمدان بھاگا۔ جہاں شراب پیکر سخت بیمار ہوا اور اسی بیماری میں مرگیا (مترجم)

[۱] ممالیک بحریہ مصر نے مغلوں کے علاوہ صلیبیوں کو بھی سخت شکستیں دیں، سلطان بیبرس نے صلیبیوں کے بہت سے شہروں کو فتح کر لیا اور اسکے بعد ملک منصور قلاؤن الفی نے ۶۸۸ھ میں طرابلس الشام سے اقیہ صلیبیوں کو نکال دیا اور آخر میں اس کے بیٹے ملک اشرف خلیل نے ۶۹۰ھ میں آخری بچے کھچے صلیبیوں کو بھی جن کی حکومت صرف عکہ میں رہ گئی تھی نکال کر تمام ارض مقدس کو اسلامی قبضہ میں کر لیا۔ (مترجم)

۱۲۸۰ء میں بلاد شام میں مغل گھس گئے اور شہر حلب کو برباد کر دیا۔

اور دوسرے سال مالیکٹ نے اباقا کے بھائی منکو تیمور کو حماۃ اور حمص کے درمیان شکست فاش دی۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مشرق میں اباقا کی فوجوں کو زبردست کامیابی ہوئی کیونکہ اس نے ۱۲۷۰ء میں شہر ہرات کے قریب چغتائی قوم کی ایک زبردست فوج کے حملے کو جسکی قیادت براق کر رہا تھا رد کر دیا اور آئندہ اس قسم کے حملہ و ہجوم کو روکنے کے لئے اس نے اطراف ماوراء النہر کی شورشوں سے فائدہ اٹھانا چاہا اس لئے اس نے جنوری ۱۲۷۳ء میں شہر بخارا کو جو غارتگر افواج کی قرار گاہ تھا تباہ و برباد کر دیا۔

چغتائی خاندان کا ایک امیر ہلاکو کے ساتھ فارس آیا تھا جس کا نام نکودار تھا (لوگ اکثر غلط طور پر نجودار بولتے ہیں) اس کو ہلاکو نے بلاد کرج کا ایک حصہ عطا کیا تھا۔

جب براق کی شورش اٹھی تو وہ اپنے ہم وطنوں سے مل گیا، لیکن اس کو شکست ہوئی اس کی زیر قیادت قبائل نے سلطنت کے مشرقی جانب کو سخت نقصان پہونچایا اور اباقا کے عہد ۱۲۷۹ء میں ملک فارس کو برباد کر دیا خراسان اور اس کے قریبی شہروں کو ایک زمانہ تک پریشان رکھا اندرون ملک میں اباقا کی حکومت عام طور سے صلح مسند انہ تھی اسی وجہ سے اس نے فقراء رعیت کے ٹیکسوں میں بہت کچھ کمی کر دی تھی۔

دوسرے امراء مغل کیطرح شراب نوشی میں بہت بڑھا ہوا تھا یکم اپریل ۱۲۸۲ء کو مرض ہذیان السکاری میں مرا اس کے بعد اس کا بھائی نکودار (جس کا اسلامی نام احمد ہے) برسر حکومت ہوا اباقا کے وزیر شمس الدین، اور اس کے بھائی علاؤ الدین کا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔

(دیکھو جوینی")

ماخذ

(۱) D'OHSSON :
HIST. DES MONGOLS
ج ۳، ص ۴۱۳ — ۵۴۹ —

(۲) HAMMER : PURGSTALL :
GESCH. D. LLCHANE —
ج ۱، ص ۲۰۵ — ۳۱۹ —

(۳) HAMMER : PURGSTALL :
GESCHWASSAFS. ج ۱

(۴) HOWORTH :
HIST. OF THE MONGOLS.

ج ۳، ص ۲۱۸ — ۲۸۷

(ڈبلیو بارتھولڈ — W.BARTHOLD)

۲۳۔ ابالخ

بلیخ کا غیر قیاسی جمع، بلیخ رقہ میں ایک نہر ہے جو رقہ کے گاؤں، کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرتا ہے۔

(یاقوت، معجم البلدان ص ۷۴)

(ا ش)

۲۴۔ ابالوقت

صعید مصر میں ضلع بنی مزار کا ایک گاؤں، یہاں ضلع سے ایک ریلوے لائن بنی گئی ہے۔ (دائرہ بستانی) (ا ص)

۲۵۔ اباام

(ف) قرض، مسار، قلعہ، قبہ۔

(فرہنگ انند راج) (ا ض)

۲۶۔ اَبان

بکا۔

(۱) عرب میں دو پہاڑوں کا نام، ایک کو ابان ابیض، اور دوسرے کو ابان اسود کہتے ہیں۔

(۲) کرمان میں شروذان کی سرحد پر ایک چھوٹا سا شہر

(یاقوت، معجم البلدان ص ۷۵)

(ا ض)

۲۷۔ آبان

فارسیوں کے نزدیک سن شمسی متحرک[1] کا آٹھواں مہینہ اور ہر مہینہ کے دسویں دن کو بھی کہتے ہیں نام کے اس اختلاط سے بچنے کے لئے مہینہ کو آبان ماہ، اور دن کو آبان روز کہتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ)

---

[1] فارسی سن کو متحرکہ یا منتقلہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ ایک حالت پر نہیں رہتا تھا دوسرے سنین شمسی کی طرح جو ۳۶۵، اور تقریباً چوتھائی دن پر مشتمل ہوتے ہیں اس کے شروع کی تاریخ بروج فلک میں ایک خاص نقطہ پر نہیں رہتی تھی اور اس کے ایام عید مخصوص، اور مقررہ دنوں میں نہیں ہوتے تھے، فارس والے اپنے سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کرتے تھے جس کا ہر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا تھا۔ (ان کے مہینوں کے نام یہ تھے: فروردین، اردیبہشت، خرداد، تیر، مرداد، شہریور، مہر، آبان، آذر، دے، بہمن، اسفندارمذ) ۳۶۵، اور چوتھائی دن کو اس طرح پورا کرتے تھے کہ اولاً آٹھویں

(بقیہ صفحہ ۳۲ پر)

۲۸ آبان گاہ

(ف) ماہ فروردین کی دسویں تاریخ ایک فرشتہ جو پانی پر متعین ہے۔ (ا ض)

۲۹ ابانۃ

شام میں ایک نہر کا نام جس کا ذکر قدیم کتابوں میں آیا ہے۔
(دائرۃ المعارف بستانی) (ا ض)

۳۰ إبانۃ

چند کتابوں کا نام؛

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱)
مہینہ ابان پر پانچ دن لگا دیتے تھے اس کا نام ایام مسترقہ (پنج رہا) یعنی ناقد رکھتے تھے اور فارسی زبان میں اسکو "اندرگاہ" کہتے تھے۔ اس طرح یہ مہینہ ۳۵ دن کا ہو جاتا تھا۔ ثانیاً ایک سو بیس سال پر ایک مہینہ زیادہ کر دیتے تھے یہ ایک مہینہ وہی ہوتا تھا جو اتنے سال میں چوتھائی دن کا جمع ہو جاتا تھا۔ اور اس مہینہ کا نام پہلے مہینے کے نام سے شروع کرتے تھے مثلاً پہلے دور میں فروردین کے بعد یہ زائد مہینہ بڑھاتے تھے، اور اس کا نام فروردین دوم رکھتے تھے، پھر دوسرے دور میں اردیبہشت کے بعد اس کا اضافہ کرتے تھے اور اس کا نام اردیبہشت دوم رکھتے تھے۔ اسی طرح بارہ مہینوں کے ساتھ اس طریقہ کو جاری رکھتے تھے اور یہ زائد مہینہ بارہ مہینوں میں گھومتا رہتا تھا، ۱۴۴۰ سال میں اس کے بارہ مہینے پورے ہوتے تھے اسی وجہ سے انکی صدیاں اور عیدیں، جو اس درمیان میں پڑتی تھیں، فلک بروج کے اعتبار سے منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ اور ماہ و سال کی ترتیب بدلتی رہتی تھی اور فلک بروج کے اعتبار سے یہ اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جاتے تھے یہ خرابی ۴۶۷ھ (۱۰۷۵ء) تک رہی اس وقت سلطان جلال الدین سلجوقی نے اس خرابی کی اصلاح کا حکم کیا، اور یہ کام علما کی ایک جماعت کے سپرد کیا گیا جسمیں عمر خیام، ابو المظفر، مامون واسطی، اور خازن وغیرہ تھے ان لوگوں نے ایک جدید شمسی تاریخ تیار کی جو تمام شمسی تاریخوں میں نہایت ہی صحیح شمار کی جاتی ہے۔ اس تاریخ کا نام تاریخ جلالی رکھا۔ اور اسکی ابتدا ۱۰ رمضان ۴۷۱ھ سے ہوئی۔ ان لوگوں نے مہینوں کا نام نہیں بدلا، وہی قدیم نام رہنے دیا، البتہ پہچان کے لئے جلالی کا لفظ بڑھا دیا مثلاً یوں کہنے لگے فروردین قدیم اور فروردین جلالی اسی طرح ان مہینوں کا انتساب اس عظیم المرتبت مصلح فلکی سے بھی کیا جاتا ہے (محمد مسعود)

(١) الابانہ فی معرفۃ الامانۃ
تالیف شیخ محمد بن الغفار سکوری الحنفی امام جامع ازہری قاہرہ۔

(٢) الابانۃ، فی فقہ الشافعی تالیف شیخ امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن محمد الغوسانی المروزی الشافعی المتوفی سنہ ٤٦١ھ شافعیوں کی یہ ایک مشہور کتاب ہے اس کتاب کا ایک تتمہ بھی ہے جس کو ان کے شاگرد ابو سعید عبد الرحمٰن بن قامون المعروف بالمتولی النیسابوری الشافعی المتوفی ٤٧٨ھ نے تالیف کیا ہے اسکو کتاب الحدود تک لکھا اور اس میں نوادر وغرائب مسائل جمع کئے، جو دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے ہیں۔
پھر اس تتمہ کا تتمہ شیخ منتجب الدین ابو الفتوح اسعد بن محمد العجلی الاصفہانی الشافعی المتوفی سنہ ٦٠٠ھ نے لکھا۔
اصفہان میں عہد قدیم سے لوگوں کا اعتماد اسی کتاب پر ہے،
متولی نیساپوری کے تتمے کا تتمہ اور دوسرے لوگوں نے بھی لکھا، لیکن یہ لوگ اس کے طریقہ اور اصل مقصد کی پیروی نہ کر سکے "ابانۃ" کی شرح "عمدہ" کے نام سے ابو عبد اللہ الطبری شافعی نے لکھی ہے۔
(٣) الابانہ یہ بھی فقہ شافعی میں ہے تالیف شیخ محمد بن بنان بن محمد الکازرونی الآمدی الشافعی
(٤) الابانۃ فی الرد من شنع علی ابی حنیفۃ، تالیف قاضی ابو جعفر احمد بن عبد اللہ السرماری البلخی الحنفی،

(٥) الابانۃ، فی فقہ ابی حنیفۃ،
یہ ایک دوسری کتاب ہے تاتارخانیہ میں اس کتاب کے حوالے اور نقول ہیں۔
(٦) الابانۃ فی الحدیث، تالیف ابو نصر عبید اللہ بن سعید السجزی الوائلی المتوفی تقریباً ٤٤٠ھ
(٧) الابانۃ فی معانی القرآن تالیف شیخ ابو محمد مکی بن ابو طالب القیسی المقری المتوفی ٤٣٧ھ
(٨) الابانۃ والاعلام بما فی المنہاج من الخلل والاوہام، اس کا بیان منہاج ابن جزلیہ میں آئے گا
(دائرۃ المعارف بستانی) (امن)

٣ ابان بن سعید

ابن العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی:

یہ ایک صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بعض سرایا میں امیر بنا کر بھیجا تھا سنہ ٩ھ سریہ نجد میں یہ امیر بنا کر بھیجے گئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مقام بحرین کے بری اور بحری حصے کا عامل علاء بن حضرمی کے اس عہدے سے معزول کر کے

بعد مقرر فرمایا تھا۔ ابان بن سعیدؓ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اس عہدے
پر رہے۔
ان کے سات بھائی تھے ان میں سے
تین کے سوا باقی سب اسلام لائے اور صحبت
نبوی سے مشرف ہوئے۔
ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔
(ابن عبدالبر: الاستیعاب)
(ا ض)

۳۳ ابان المحاربی

ایک رکن وفد، ان وفود میں سے جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔
(ابن عبدالبر: الاستیعاب) (ا ض)

۳۴ ابان

بن عبدالحمید (فہرست ابن الندیم میں حُمَیْد)
لاحقی (یعنی لاحق بن عفیر) یہ رقاشی بھی
کہلاتا ہے، کیونکہ اس کا خاندان بنی رقاش
کے موالی میں سے تھا۔
عربی کا شاعر، ۲۰۰ھ (۸۱۵ — ۸۱۶ء)
میں وفات پائی۔
برامکہ کا دوست تھا، ان کے لئے کتاب کلیلہ ودمنہ
کو (دیکھیے یہ مضمون) نظم کیا۔ اسی طرح دوسری
کتابوں، خصوصاً فارسی اور ہندی کتابوں:
سیرۃ اردشیر، سیرۃ نوشیرواں، کتاب بلوہر
بوذاسف، کتاب سندباد، کتاب مزدک کو نظم
کا جامہ پہنایا۔
نظم کائنات کے متعلق ایک قصیدہ نظم کیا
جس کا نام "ذات الحلل" تھا۔ ایک کتاب
ہندوؤں کے حلم اور دوسری کتاب، بشلل
کے روزہ اور رعیاں پر تالیف کی، یہ تمام
کتابیں ناپید ہوگئی ہیں۔
دوسرے شعرائے عرب کی طرح مدح و ہجو اور
مرثیہ میں اس کے اشعار ہیں۔
اس کے قصائد مدحیہ میں وہ قصیدہ مشہور
ہے جس میں اس نے عباسیوں کی مدح
کی ہے اور خلافت کے بارے میں علویوں کے
خیالات کی تردید کی ہے اس قصیدہ پر
ہارون رشید نے بیس ہزار درہم عطا کئے تھے
قصائد مرثیہ میں سے اس کا وہ قصیدہ قابل ذکر
ہے جو برامکہ کے متعلق لکھا ہے اور جو یادگار
قصیدہ ہے۔
اشعار ہجویہ میں اپنے عہد کے شعراء مثلاً
مشہور نحوی ابو عبیدہؓ کی خوب ہجو کی ہے۔
اس کے خاندان کے بکثرت افراد اپنے وقت کے
مشہور لوگ ہوئے، اس کا بیٹا حمدان شہر
میں شعر گوئی میں بہت مشہور ہوا۔

مآخذ

(۱) الفہرست ج ۱، ص ۱۱۹، ۱۶۳۔
(۲) الاغانی ج ۲۰، ص ۷۳ - ۷۸۔
(۳) GOLDZIHER: MUHAMM. STUD. ج ۱، ص ۱۹۸، اور اس کے بعد، ج ۲، ص ۱۰۱۔ اور دیکھو اس کی بحث، مستشرقین کی ساتویں موتمر، منعقدہ وانا ۱۸۸۶ء کی روداد قسم ابحاث سامیہ ص ۱۱۸، اور اس کے بعد میں۔

[M.TH.HOUTSMA. ہوٹسما]

۲ ابان بن عثمان بن عفان

یہ ایک والی، اور تیسرے خلیفہ (حضرت عثمان بن عفان) کے صاحبزادے تھے ان کی والدہ کا نام اُم عمر بنت جندب بن عمرو الدوسیہ تھا۔

جنگ جمل واقع جمادی الاولیٰ ۳۶ھ مطابق نومبر ۶۵۶ء میں یہ حضرت عائشہ کیساتھ تھے جب جنگ کا نتیجہ خلاف ہوا تو اُبان سب سے پہلے بھاگنے والوں میں سے تھے لیکن یہ ان کیلئے کوئی سیاسی خطرہ ثابت نہوا۔

خلیفہ عبد الملک بن مروان نے ان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا سات برس تک اس عہدے پر رہے اور پھر معزول کر دئے گئے۔ اور ان کی جگہ پر ہشام بن اسمٰعیل مقرر ہوئے ان کی جتنی شہرت بحیثیت عالم علم حدیث ہے اتنی شہرت دولت اموّیہ کے عامل ہونیکی حیثیت سے نہیں ہے۔ یہ محض ایک بخت و اتفاق کی بات ہے۔ ان کی کتاب المغازی [۱] (جو سیرت نبویہ میں ہے) اپنے موضوع میں سب سے پہلی کتاب شمار کیجاتی ہے۔

آخر میں ان کو سرگی کی بیماری لاحق ہوگئی تھی [۲] چنانچہ اس کے ایک سال بعد مدینہ میں یزید بن عبد الملک کے زمانہ میں، جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے ۱۰۵ھ (۲۳-۷۲۴ء) میں انتقال کیا

---

[۱] یہ کتاب ایک دوسرے مؤلف، ابان بن عثمان بن یحییٰ بن ذکریا اللؤلؤی البجلی المعروف بأبان الاحمر المتوفی ۲۰۰ھ ایک شیعی امامیہ عالم کی تالیف ہے۔ (احمد محمد شاکر)

[۲] طبقات ابن سعد میں ہے کہ فالج کی بیماری لاحق ہوگئی تھی۔

وصاب الفالج ابا نا قبل ان یموت بسنة ... بالمدینة فالج ابان (طبقات ابن سعد طبع سخاؤ مطبع بریل ہولینڈ ۱۳۲۱ھ)

(ابان کو ان کی وفات سے ایک سال پہلے فالج کی بیماری لاحق ہوگئی تھی اور بیماری کی شدت کے سبب مدینہ میں لوگ عام طور پر "ابان کا فالج" بولتے تھے۔ (مترجم))

ماخذ

(۱) ابن سعد، ج ۵، ص ۱۱۲ — اور اس کے بعد۔
(۲) نووی طبع وسٹنفلٹ —— WUSTENF
ص ۱۲۵ — اور اس کے بعد۔
(کے وی زیٹرسٹین K.V.ZETTERSTEEN

۳۶ آباء

والدین، جمع اب، اجداد، اسلاف اور متقدمین کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے۔ (اض)

۳۷ إباء

انکار کرنا، نہ ماننا۔ (اض)

۳۸ آبائے عنصری

ترکیب فارسی میں اصطلاحاً اربعہ عناصر کو کہتے ہیں۔ (اض)

۳۹ آبائے علوی

اصطلاح فارسی میں سبعہ سیارہ اور نو آسمان کو کہتے ہیں۔ (اض)

۴۰ ابتدا

فعل ابتدأ کا مصدر، ایک نحوی اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جملہ اسمیہ میں وہ کلمہ مبتدا ہو کر آیا ہے۔ مبتدا ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس سے جملہ کی ابتدا ہو تاکہ اس پر کلام کے احکام مرتب ہوں۔ مبتدا مرفوع ہوتا ہے، مبتدا پر ہمیشہ احکام مرتب ہوتے ہیں پہلا کلمہ مسند الیہ ہوتا ہے اور اس کے بعد کا کلام جو بعد کلمہ پر مرتب ہوتا ہے مسند،
(سیبویہ ج ۱ ص ۲۳۹، س ۳-۴)

جیسے جملۂ "محمد رسول اللہ" یہاں پر لفظ "محمد" مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور "رسول اللہ" لفظ محمد پر مرتب کیا گیا ہے تاکہ تمام معنی ہو۔

مبتدا اور خبر کے درمیان کا علاقہ، عقلی علاقہ ہوتا ہے اس علاقہ کی تعبیر کسی خاص چیز سے نہیں کی جاتی۔

عموماً مبتدا خبر سے مقدم ہوتا ہے، اسی وجہ سے جس جملہ میں پہلے مبتدا ہو اسکو جملہ اسمیہ شمار کیا جاتا ہے۔

جیسے "زید مات" اس جملہ میں زید مبتدا ہے۔ حالانکہ "مات زید" میں زید فاعل ہے (ملاحظہ ہو WRIGHT: ARABIC GRAMMAR ج ۲ ص ۲۵۱۔)

لیکن مبتدا کی تقدیم ہر جگہ ضروری نہیں بلکہ بعض حالات مثلاً تاکید یا دوسری وجہوں سے خبر مقدم ہوتا ہے۔ علم عروض میں لفظ "ابتدا" کا اطلاق بیت کے جزو اول پر ہوتا ہے۔

(دیکھو "مبتدا" اور "مسند")

ماخذ

(۱) سیبویہ (مطبوعہ ڈرنبرگ) ج ۱ ص ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۲۲ اور دوسرے مقامات میں۔

له اور قرار کے نزدیک: ونعت کے مقابل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ (مترجم)

(۲) زمخشری: المفصل طبع BROCH بعہد دوم ص ۱۲-۱۴-۱

(۳) ابن یعیش (طبع جان) ص ۱۰۰-۱۲۴

(۴) الجرجانی: التعریفات (طبع فلوگل) ص ۴-۵

(۵) محمد علی: DICTIONARY ... ... OF TECHNICAL TERMS -- طبع اسپرنگر ص ۱۰۷-۱۰۸۔

(۶) WRIGHT: ARABIC GRAMMAR. جلد ۲ ص ۳۵۰ اور اس کے بعد

(۷) FREYTAG: DARST. DER ARABE VERSKUNST. ص ۱۱۸، ۵۱۹۔

(روبرٹ اسٹوینسن ROBERT STEVENSON -)

۴۱ **ابتر**

شام میں ایک جگہ (معجم البلدان ص ۸۷) عروضیوں کی اصطلاح میں وہ بحر ہیں جو تر داخل ہو جائے (دیکھو بتر) لغوی معنی دم کٹا یعنی بے اولاد، پریشان، پراگندہ۔

(اض)

۴۲ **ابتسام**

مسکرانا، ہنسنا۔

(اض)

۴۳ **ابتشاک**

جھوٹ باندھنا، بے عزتی کرنا، کٹا ہوا ہونا

(اض)

۴۴ **ابثیث**

ایک پہاڑ کا نام (معجم البلدان ص ۸۶)

(اض)

۴۵ **ابجد**

یہ ان آٹھ لفظوں کا پہلا لفظ ہے جنہیں اہل عرب نے حروف ہجا کو یاد کرنے کیلئے وضع کیا تھا۔ یہ آٹھ لفظ عام طور پر اس طرح لکھے جاتے ہیں ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔ مگر مغرب کے مسلمان آخری چار لفظوں کو اس طرح ادا کرتے ہیں۔
صعفض۔ قرشت۔ ثخذ۔ ظغش۔ یہ الفاظ عربی حروف کی ترتیب کے مطابق ہیں، اور ان سے حروف اصلی ہی مراد ہیں، ایسے حروف [illegible] ی زبان میں بھی ہیں۔
یہ مطابقت نیز پرانے فن تحریر سے مستنبط دلائل یہ ثابت کرتے ہیں کہ عربوں نے حروف ہجا نبطیوں سے اخذ کیے ہیں۔ وہ چھ حروف جو خاص عربی زبان میں مروج ہیں ان کے مجموعے

آخر میں آئیں۔

ان آٹھ لفظوں کے حروف، اعداد کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ صرف یاد داشت کے لئے ترتیب دئے گئے ہیں، ورنہ یہ بالکل بے معنی ہیں۔ ان حروف کی ترتیب اس لحاظ سے عبرانی اور آرامی زبان کی طرح ہے کہ الف سے قاف تک کے حروف ایک سے سو تک کے ہندسوں پر دلالت کرتے ہیں، اور آخر کے نو حروف دو سو سے ایک ہزار تک کے حروف کے لئے مقرر ہیں، اس لحاظ سے یہ پرانی ترتیب حروف، جس سے ہمیں ابجدی حروف کی اصلیت کا پتہ چلتا ہے آج کل کے مستعمل ترتیب حروف سے پہلے زمانے کی ہے۔

موجودہ حروف کا سلسلہ، مشابہ حروف کو ایک دوسرے کے بعد لانے سے پیدا ہوا ہے (مثلاً مشابہت کی وجہ سے) ہم ب کے بعد ت لکھتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہے سوائے اس کے ہ، و، اور ی آخر میں مندرج ہے (کیونکہ ان کے مشابہ حروف نہیں تھے) مغرب میں ابجدی حروف اب تک اس ترتیب سے محفوظ ہیں۔

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر [illegible]
ن ص ض ع غ ف ق س ش ہ و ی۔

مشرقی اسلامی ممالک کا سلسلہ حروف بھی یہی ہے جسے علماء یورپ نے بھی اختیار کر رکھا ہے، اور جس کی ترتیب کی اصل حقیقت سمجھ میں نہیں آتی، تبدیل ہو گیا ہے کیونکہ یہ بہت مشکل ہے کہ ہم کوئی ایسا عام قاعدہ بنا سکیں جو اس ترتیب کی بنیاد قرار دیا جا سکے۔ تاہم یہ خیال کیا جاتا ہے کہ حرفوں کی آواز کا کسی قدر اس ترتیب میں لحاظ رکھا گیا ہے۔

ان دو مروجہ ترتیبوں کو سامنے رکھکر علماء نے فلسفہ زبان اور صوتی طریقے کے مطابق ایک نئی راہ نکالی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ حروف جن کا مخرج حلق ہو، پہلے درجے پر ہوں اور وہ حروف جن کا مخرج منہ کے سامنے کا حصہ یا ہونٹ ہوں، آخر درجے پر رکھے جائیں۔

یہ وہ ترتیب ہے جسے خلیل نے اپنی تصنیف "کتاب العین" میں اختیار کیا تھا یعنی [illegible]
ح ہ خ غ ق ک ج ش ص ض س ز ط
د ت ظ ذ ث ر ل ن ف ب م و ا ی

ازہری نے اپنی کتاب التہذیب میں اور ابن سیدہ نے اپنی کتاب المحکم میں اسی کی پیروی کی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی ابجدی حروف کی اصلیت [illegible] عبرانی اور آرامی حروف ہیں لیکن عرب دوسری سامی زبانوں سے بالکل نابلد تھے نیز انہیں اپنی عصبیت اور قومی نسب و حسب پر بے حد ناز تھا اس لئے

وہ ابجد کے ان آٹھوں الفاظ کی اصلیت کے متعلق ادھر ادھر کی بے معنی تشریحیں کرنے لگے "اعلیٰ تفسیریں" ایسی تھیں جو روایتاً نقل ہوتی گئیں۔ بہر حال جو کچھ اس بارے میں انہوں نے بیان کیا تھا وہ غلط ہے۔

ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ مدین کے چھ بادشاہوں نے اپنے ناموں کے مطابق ترتیب پر عربی حروف ہجا مرتب کئے تھے۔ دوسری روایت اس طرح منقول ہے کہ پہلے چھ الفاظ شیاطین کے نام تھے۔

تیسری روایت یہ ہے کہ یہ ہفتے کے دنوں کے نام ہیں۔

(سلوسٹر ڈی ساسی)
SILVESTRE DESACY.
نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ روایتیں پہلے چھ لفظوں کی توجیہہ بیان کرتی ہیں اور مثلاً یوم الجمعہ تخذ نہیں بلکہ عروبہ ہے[1] لیکن عملی طور پر ہم ان روایات پر اعتماد نہیں کر سکتے کہ عربی ابجد اصل میں بائیس حروف پر مشتمل تھی (دیکھو سلوسٹر ڈی ساسی کی عربی نحو کی کتاب
GRAMMAIREARABE-
طبع دوم جلد ۱ فصل نہم ، باب [illegible] ،)

عربوں میں کئی صاحب بصیرت نحوی مبرد اور سیرافی جیسے ملتے ہیں جنہوں نے ان غلط تشریحات ابجدی پر قناعت نہیں کی ہے بلکہ صاف طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ یہ الفاظ غیر زبان سے ضرور لئے گئے ہیں۔

قدیم زمانے سے صوفیوں نے ابجدی حروف کو تعویذ اور جادو کے طلسمات کے مقصد کے لئے استعمال کرنا شروع کر رکھا ہے کیونکہ ان حروف کے عدد بھی ہوتے ہیں اور اس مذہب کے مطابق ان حروف میں سے ہر ایک حرف جو الف سے شروع ہو کر غین پر ختم ہو جاتے ہیں خدا کے ناموں میں سے کسی ایک نام یا دوسرے قوائے روحانیہ سے مطابقت رکھتے ہیں۔

حرف اور عدد کے اس مشترک علاقے نیز [illegible] بالا کا لحاظ کرتے ہوئے صوفی عاملوں کے ایک مسلک کی بنیاد قائم ہو گئی۔ مثلاً تعویذوں کے شروع کے طریقوں میں حرفوں کے اعداد کو باہم ملایا جاتا ہے اور اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کا تعلق علم الجن سے

[1] ڈی ساسی کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ عرب [illegible] میں پرانے زمانے میں ہفتہ سے جمعرات تک کے دنوں کے نام [illegible] تک کے چھ لفظوں کے نام پر رکھے گئے تھے لیکن یوم جمعہ کا نام تخذ نہیں ہے جو [illegible] ہے بلکہ عروبہ ہے اور اسی روایت سے یہ ثبوت بھی بہم پہنچایا گیا ہے کہ در اصل عربی حروف اٹھائیس کے بجائے بائیس تھے لیکن مقالہ نگار نے اس کی تردید کی ہے۔ (مترجم)

قائم کرتے ہیں یہی طریقہ قرون وسطی کی یہودیوں میں صوفیانہ تشریح کے متعلق رائج تھا۔

مآخذ

(۱) تاج العروس، دیکھو مادہ "بجد"
(۲) الفہرست (طبع فلوگل FLUGEL) ج ۱، ص ۴ - ۵ -
(۳) HUGHES: DICT. OF ISLAM دیکھو مادہ "دعوت"
(۴) LANE: ARABE. ENGL. LEX. دیکھو مادہ "بجد"
(۵) CANTOR: VORL. UBERGE SCH. D. MATH (طبع سوم ج ۱ ص ۷۰۹)
(ویل ———— WEIL)

۴۶ أبجر

(دیکھو عبید اللہ بن القاسم بن نبیہ ابو طالب)

(اض)

۴۷ إبجیج

مصر کا ایک گاؤں "سمنودیہ" میں
یاقوت معجم ص ۸۷ (اض)

أبجات

بحث کی جمع۔
شیخ تاج الدین احمد بن عثمان بن الترکمانی الحنفی کی ایک تالیف "الابحاث الجلیہ" جنہوں نے ۷۴۴ھ میں مصر میں وفات پائی۔

(اض)

۴۹ ابخاز

یہ بحر اسود کے کنارے پر مغربی کاکیشیا (قوقاز یا قفقاز) کے علاقے کا ایک قبیلہ ہے۔ ابخازستان کا علاقہ اس خطے پر مشتمل ہے جو کاکیشیا خاص کے پہاڑی سلسلے سے بحر اسود کے کنارے تک وسیع ہے یہ علاقہ شمال میں "باجری" کے درمیان اور جنوب میں "انجور" کے دہانے پر واقع ہے روس میں ملحق ہونے سے پیشتر سیاسی طور پر وہ تین حصوں میں منقسم تھا۔

(۱) ابخاز خاص جو ساحل پر باجری سے جالفند تک پھیلا ہوا تھا اس پر شروشیدزے خاندان کی حکومت تھی۔

(۲) سطح مرتفع "تزلبدہ" اسکی کوئی مرکزی حکومت نہیں تھی۔

(۳) "سامرزکان" کا علاقہ جو ساحل بحر پر جالفند سے ... تک وسیع ہے اس پر شروشیدزے کے خاندان کی ایک شاخ حکمران تھی جو بعد میں منجریلیا کے ساتھ متحد ہو گئی تھی سترہویں صدی کے آغاز سے اس قبیلے کی ایک جماعت اصلی

پہاڑوں کے سلسلوں کو عبور کر کے "کوباں" کی جنوبی شاخوں میں منقسیم ہو گئی تھی۔

ابخازستان خاص کی آبادی انیسویں صدی کے تیس سال کے دوران میں تقریباً نوے ہزار تھی۔ اور تمام قبیلۂ ابخازیہ کی تعداد تقریباً ۱۲۸۰۰۰ تھی۔

ابخازیوں کی زبان کاکیشیا کی زبانوں کی ایک شاخ ہے۔

قدیم زمانے میں ابخازی لوگ "ابسکوئی" ABASKOI کے نام سے موسوم تھے (آریان ARRIAN مورخ کے نزدیک) اور پلینی (PLINY) کی رائے کے مطابق وہ "ابسگی" ABASGI کے نام سے مشہور تھے۔ اور [illegible] عیسوی کا مورخ "پروکوپیوس" کہتا ہے کہ ابخازی لازی LAZOI کے ماتحت تھے، اس زمانے میں ابخازستان سے لوگ غلام بنا کر قسطنطنیہ لائے جاتے تھے۔

جب جستنیان نے ابخازی باشندوں کو مطیع و مغلوب کیا تھا تو اسوقت وہ عیسائی ہو گئے تھے مگر [illegible] میں انہوں نے "خزر" کے باشندوں کی امداد [illegible] دی حاصل کی۔ کہا جاتا ہے کہ امیر تفلیس اسحاق بن ابراہیم کے زمانے میں جو ۸۳۰ء سے ۸۵۳ء تک حکمراں رہا، ابخازی اہل عرب کو جزیہ دیتے تھے۔

لیکن جغرافی دلائل اس قبضے کو ثابت نہیں کرتے۔ ابخازیوں کا بہترین زمانہ ۸۵۳ء اور ۹۵۰ء کے درمیاں کا زمانہ ہے جب ان کے سلاطین ابخازستان، منجریلیا، امریٹیا، کرتلینیا پر قابض تھے اور آرمینیہ کے معاملات میں بھی دخل انداز تھے۔ اس زمانے کے بعد کرج (جارجیہ) کی زبان، لٹریچر اور ابخازستان کے مہذب طبقے کی زبان بن گئی تھی حکمراں خاندان کے زوال کے بعد اس علاقے کی حکومت جارجیہ (کرج) بجراتونی خانداں کی طرف منتقل ہو گئی تاہم سلطنت متحدہ میں ابخاز کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔

عربی اور فارسی لٹریچر میں یہاں تک کہ مغلوں کے زمانے میں بھی بجراتونیوں کو "ابخاز کے بادشاہ" کہتے تھے۔

سید رینوس، بازنطینی شاہ کرج شاہی القاب میں "بادشاہ ابخاز" کا لفظ سب سے پہلے استعمال کرتا تھا۔

بجراتونیوں کی سلطنت کی ابتدا معلوم کرنے کیلئے ہمیں مغرب کی طرف رجوع کرنا چاہیے (یعنی [illegible] ریوں کے بیانات کے ذریعے)

ــــــــــــــــــــــــــ

لہ [illegible] یورپ کے وہ مشہور مورخ تھے جنہوں نے بجراتونیوں اور روسی ترکستان کی قدیم تاریخ کے متعلق قابل قدر تحقیقات کی تھیں ۱۲ (المترجم)

۱۳۲۵ء کے مابین بجراتونیوں نے شروشیدز کے خاندان کو یہ علاقہ عطا کر دیا تھا (کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان شروان شاہ کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا)

۱۴۲۴ء میں بادشاہ بجرات ثانی کے زمانے میں خاندان شروشیدز کے امرار اپنے علاقو میں مستقل حکمراں ہو گئے۔ ترکی رزمیہ نظم "تورفود" میں "ابخازی" اور طرابزدوں کے یونانی، مسلمانوں کے دشمن بتائے گئے ہیں (ممکن ہے کہ یہ نظم ۱۴۰۰ء میں آرمینیہ کے علاقے میں تصنیف کی گئی ہو)

اس کتاب کا ایک ہی نسخہ ڈرسڈن کی لائبریری میں پایا جاتا ہے۔

(دیکھو BARTHOLD کی کتاب

ZAPISKI WOST. OTD RUSSK-

ARKHEOL-OBSHCH-

ج ۱۸ ص ۲۰۳ - ۲۴۰)

یہ ذکر آیا ہے کہ ایک بہادر انسان اپنی قوم سے ناراض ہو کر ابخازی قبیلہ کے پاس گیا۔ اس وقت سونے کی صلیب ہاتھ میں [illegible] ایک ایسے آدمی کے ہاتھ کو بوسہ دیا جو کاہن کے لباس میں تھا۔

شہنشاہ طرابزدوں کے ایک خط میں یہ ذکر آیا ہے کہ امرار ابخاز کے لشکر کے سپاہیوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔

ابخازی باشندے بحر اسود کے مشرقی ساحل پر ترکوں کے قبضے کے بعد سلاطین ترک کے اقتدار سے باہر نہیں نکل سکے۔

رفتہ رفتہ ان میں اسلام پھیلنے لگا اور عیسائیت آہستہ آہستہ روبہ تنزل ہونے لگی جان دی لوکا دومینقی یہ کہتا ہے کہ ابخازی اس کے زمانے یعنی ۱۶۳۴ء میں عیسائی شمار ہوتے تھے، اگرچہ عیسائی رسومات ان میں رائج نہ تھیں جارجیہ کے علاقے سے جدا ہونے کے بعد پتزنڈ —— PITZAND میں کیتھولک (جاثلیق) حاکم ہو گئے (ان لوگوں کا ذکر ۱۳۱۸ء سے شروع ہوتا ہے)

کہا جاتا ہے کہ پرانے آبخاز گرجاؤں کے علاوہ ایک سو چھوٹے گرجاؤں کے کھنڈرات اب بھی ابخازستان میں پائے جاتے ہیں۔

شروشیدز کا خاندان اٹھارہویں صدی کے آخر میں مسلمان ہوا تھا۔ اس وقت بادشاہ لیون نے ترکی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اور اس کے بدلے میں اسے "سخوم" کا قلعہ دے دیا گیا تھا۔ [illegible] ہے جس کا ابخازیوں نے ۱۷۲۵ء اور ۱۷۲۸ء کے درمیان محاصرہ کر رکھا تھا) روس کے ساتھ جارجیا کے الحاق کے بعد ۱۸۰۱ء میں ابخازیوں نے اپنے

طاقتور ہمسائے سے زیادہ تعلقات قائم کئے
سب سے پہلے امیر کلش بک نے اس دوستانہ
تعلقات کی ۱۸۰۳ء میں ابتدا کی مگر جلد ہی
کوشش ترک کر دی گئی۔ اس حاکم کے قتل کے
بعد ۱۸۰۸ء میں اس کے بیٹے سفر بک نے اپنے
تعلقات روس سے مستحکم کئے اس وقت اسکی
روس سے اپنے بھائی ارسلان بک کے برخلاف
جو اپنے باپ کا قاتل تھا امداد مانگی ۱۸۱۰ء
میں روس نے سخوم پر قبضہ کر لیا۔ اور سفر بک جو
عیسائی ہو گیا تھا اور اس نے اپنا نام جارج رکھ لیا
تھا۔ اس علاقے کا امیر بنایا گیا اس وقت سے سخوم
روس کے ماتحت ہو گیا۔

سفر بک کے دونوں بیٹے دمتریوس
([illegible]۱۸۲۱ء) اور مچیل (۱۸۲۲ء) نے اپنے بڑے
بھائی کو زہر دینے کے بعد روسیوں سے معاملگی
جنہوں نے ان دونوں بھائیوں کو مسلح
طاقت کے ساتھ حاکم بنایا تھا۔ اسکے باوجود
ان کی سلطنت سخوم کے اردگرد کے علاقے سے
آگے بڑھنے نہ پائی۔ ان کی فوج دوسری فوج
کے حصوں سے بحری راستے کے ذریعہ اپنا
تعلق قائم رکھتی تھی۔

"اناپا" سے "پوتی" تک کے ساحلی سلسلے
کو معاہدہ ادرنہ (اڈریانوپل) منعقدہ
۱۸۲۹ء کے مطابق ملحق کرنے سے روس
کی طاقت بڑھ گئی تھی تاہم شاہ مچیل کا تسلط
۱۸۳۵ء تک اس علاقے کے شمال مغربی
حصے ہی پر رہا جو "بزیب"[1] کا علاقہ تھا باقی
ماندہ علاقہ اسکے مسلمان چچاؤں کے قبضے
میں رہا۔ مگر بعد میں روسی امداد سے شاہ مچیل
پورے علاقے پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا
نیز اپنے پیشروؤں کے برخلاف اپنی رعایا پر
مطلق العنان اختیارات بھی اسنے حاصل
کر لئے تھے۔ ۱۸۶۴ء میں جب روس نے مغربی
قوقاز (کاکیشیا) پر پورا تسلط جما لیا تو شروشیذ
اور دیگر مقامی حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا چنانچہ
۱۸۶۴ء کے نومبر کے مہینے میں بادشاہ مچیل
اپنے حقوق سے دستبردار ہونے اور ملک
چھوڑنے پر مجبور ہوا۔ اس کے بعد ابخازستان
روسی شہنشاہیت میں سخوم کے صوبہ کی حیثیت
سے شامل ہوا اور اس کے تین حصے ہو گئے۔
(۱) پشترند (۲) اپچیری (۳) تسز ملیدہ۔
جب نئی حکومت نے ٹیکس لگانے کیلئے
ابخازیوں کی اقتصادی حالت کی زیادہ
صحیح [illegible] صل کرنی چاہی تو ۱۸۶۶ء میں
شورش برپا ہوئی اور اس کی بیخ کنی ہونے
پر بہت سے ابخازی باشندے ترکی ہجرت
کر کے چلے گئے۔ اسلئے ۷۹ ہزار کی آبادی گھٹ
کر ۶۵۰۰۰ کی آبادی رہ گئی۔

[1] BZYB.

تزلبدہ کا ضلع بالکل ویران ہوگیا۔اور
اس کی ضلع کی حیثیت جاتی رہی۔اور ایک
چھوٹے حاکم (پپچتل ناسلینیہ)
POPECHITEL NASELENIYA
کے انتظام میں چلا گیا۔آج کل ابخاز کا علاقہ
حکومت کوتائیس کا ایک حصہ ہے اور سخوم
قلعہ کے ضلع کے نام سے مشہور ہے۔نئی
ہجرت کی وجہ سے اسکی آبادی اور کم ہوگئی
ہے خاص کر ۱۸۷۷ء میں جب کہ ترکی لشکر
کے پڑاؤ ڈالنے کی وجہ سے پہاڑی لوگوں کی
شورش میں ابخازیوں نے حصہ لیا تھا
(بالخصوص ان کی آبادی میں کمی واقع ہوگئی)
۱۸۸۱ء میں ابخازیوں کی تعداد تقریباً
بیس ہزار تھی۔

جنرل بارٹلیمنو کے زیر انتظام، جس کے
پاس پرانے سکون کا وہ مشہور ذخیرہ ہے
جس کا ڈورن نے (DORN) ذکر کیا تھا نیز
ابخازی اشخاص کی جماعت نے جو پادری
چھپا اور دو افسر بارجانی اور کرتیزیکلذیہ
مشتمل تھی، انجیلی تاریخ میں ایک ترجمہ ابخازی
زبان میں تحریر کی ہے جسے کا جیباٹی ارتھو
ڈوکس مشنری نے شائع کیا ہے مگر وہ
کوششیں ناکام ہوئیں جو ابخازی زبان کو
نوچرکسک NOVOTCHERKASK- کے اداروں کے نصاب تعلیم
میں داخل کرنے کیلئے جاری تھیں۔

مآخذ

(۱) BROSSET: HIST. DE LA GEORGIE
(۲) J.MARQUART: OSTEUROPAI-
SCHE UND OSTASIATISCHE ST-
REIF ZUGE (طبع لیپزک ۱۹۰۳ء)
اس موضوع پر ۱۸۲۶ء تک کے لئے بہترین
روسی مآخذ:۔
(۳) N.DUBROVIN: HIST. DE LA
GUERRE ET DE LA DOMINATION
RUSSE DANS LA CAUCASIE
(سنٹ پیٹرسبرگ ۱۸۷۱ء)
(۴) مذکورہ بالا کتاب سے متعلق معلومات جسکو
ایک مجہول مؤلف نے
S. ?RNIK SWEDENIY O
KAWKAZ KIKH GORTSAKH
جلد ۶ (طبع تفلیس ۱۸۷۲ء) میں شائع
کیا ہے لیکن قابل وثوق ہے۔
(۵) RZUBOV: KARTINA KAW-
KAZSKAGO ۴ [illegible]
(طبع سنٹ پیٹرسبرگ ۱۸۳۴ء و ۱۸۳۵ء)
(۶) RV. ERKERT: DER KAUKAS-
USUND SEINE VOLKER

(طبع لیپزک ۱۸۸۷ء)

بارتھولڈ ——— (BARTHOLD)

۵۰ ابد

علم الٰہی کی ایک اصطلاح ہے، جس کے معنی ایسی بقا کے ہیں جس کی ابتدا و انتہا نہو۔ (اس کلمہ کو لفظ "ازل" کے ساتھ ملاؤ)

۵۱ ابداع

ایسی چیز پیدا کرنا جس کی مثال نہو، اصطلاحاً ممکن معدوم کو وجوب وجود میں لانا۔

فن بدیع میں ابداع یہ ہے کہ شعر کے ایک بیت [illegible] ایک فاصلے میں بدیع کے متعدد اقسام جمع کردیئے جائیں اگر ایک کلمہ میں بدیع کی دو قسمیں لائی جاتی ہیں اگر ایسا نہو تو اس کا نام [illegible] نہو گا۔

اس مندرجہ ذیل آیت سے زکی الدین بن ابی الا[illegible] نے بدیع کے بہت سے اقسام نکالے ہیں۔

وقیل یا ارض ابلعی [illegible] ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعداً للقوم الظالمین ۰

اور ارشاد الٰہی کا حکم ہوا [illegible] زمین! اپنا پانی پی لے! اور اے آسمان تھم جا! اور پانی کا چڑھاؤ اتر گیا، اور حادثہ انجام پاگیا، اور کشتی "جودی" (پ ۱۲۔ ھود ن) پر ٹھہر گئی اور کہا گیا نامراد) اس گروہ کے لئے ہے کہ ظلم کرنے والا گروہ تھا"

(۱) مناسبت تامہ۔ ابلعی اور اقلعی کے درمیان۔

(۲) استعارہ ان دونوں لفظوں میں۔

(۳) مطابقت۔ ارض و سماء میں۔

(۴) مجاز "یا سماء" میں اس سے مراد مطر السماء یعنی آسمان کی بارش ہے۔

(۵) اشارہ۔ وغیض الماء میں کیونکہ پانی کا چڑھاؤ اسی وقت اترتا ہے جب کہ بارش تھم جائے اور زمین پانی کو نگل لے اب زمین کا جو کچھ پانی ہے وہ ضرور کم ہو جائے گا۔

(۶) تمثیل۔ وقضی الامر میں کیونکہ اسمیں ہلاکت اور نجات کو بغیر لفظ موضوع نہ کے بیان کیا ہے۔

(۷) ارداف۔ واستوت علی الجودی میں کیونکہ استقرار فی المکان کو ایسے لفظ سے بیا[illegible] سے زیادہ قریب ہے

(۸) تعلیل۔ وغیض الماء میں استوا کی علت ہے۔

(۹) احتراس، یعنی حفاظت وقیل بعداً للقوم الظالمین میں، اس لئے کہ اس

دعا ہلاکت میں غیر ظالم یعنی غیر مستحق
شامل نہیں صرف ظالم ہی شامل ہیں۔
اس آیت میں ان بدیعی نکتوں کے علاوہ
ابن ابی الاصبع نے اور بھی بدیعی نکتے بیان
کئے ہیں۔
الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی کی طرف
مراجعہ کرنا چاہئے۔ (ا ض)

۵۲ إبدال

اس کے لغوی معنی ہیں، کسی چیز کو اٹھاکر
اس کی جگہ دوسری چیز رکھنا۔
صرفیوں کی اصطلاح میں: ثقالت کی
وجہ سے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھنا۔
علم البدیع کی اصطلاح میں: بعض حروف
کو دوسرے بعض حروف کی جگہ رکھنا۔
علم حدیث کی اصطلاح میں: ایک راوی
دوسرے راوی سے یا ایک اسنا دوسرے
اسنا سے بدل دیا جائے بغیر لحاظ ترکیب
دوسرے متن کے (دائرہ بستانی)

۵۳ أبدال

ابدال کا واحد بدیل ہے جس کے معنی عوض اور خلف ہیں۔
الابدال لغت میں ایک کتاب تالیف ابو الطیب
عبد الواحد بن علی اللغوی المقتول ۳۵۱ھ
أبدال الادویۃ المفردۃ والمرکبۃ، سابور
بن سہل کی ایک تالیف۔
(دائرۃ بستانی) (ا ض)

۵۴ أبدال

بدل کی جمع، نظام تصوف میں جو اولیاء کے
مختلف طبقات ہیں ان میں سے ایک طبقہ
کا نام، یہ رجال غیب ہوتے ہیں جن کو لوگ
پہچانتے نہیں ہیں، اور اپنی صلاحیت و
قوت سے نظام کائنات کی حفاظت کرتے ہیں
اس نظام کائنات کی تفصیل کے متعلق
کتب صوفیہ میں اختلاف ہے۔
اکثر اور مشہور رائے کے مطابق ابدال کی
تعداد چالیس ہے اور طبقات صوفیہ میں سے
پانچویں طبقہ میں ہے۔
طبقات صوفیہ کی تفصیل یہ ہے:
پہلا طبقہ، قطب أعظم (ملاحظہ ہو مضمون
"قطب")
دوسرا طبقہ، دو امام جو اس قطب کے
نائب ہوتے ہیں
تیسرا طبقہ، پانچ اوتاد یا عمد (ملاحظہ ہو
یہ دونوں مضمون)
چوتھا طبقہ، سات افراد

پانچواں طبقہ ابدال۔
چھٹا طبقہ، ستر نجبا۔
ساتواں طبقہ، تین سو نقبار۔
آٹھواں طبقہ، پانچ سو عصائب۔
نواں طبقہ، حکایا مفردوں، اور ان کی تعداد غیر محدود ہے۔
دسواں طبقہ، رجبیین۔
ان دس طبقات میں سے ہر ایک طبقہ کیلئے مقررہ مقامات اور مخصوص کام ہیں۔
ان جگہوں اور عہدوں میں سے جب کوئی جگہ اور عہدہ خالی ہوتا ہے تو اسکے نیچے والے طبقہ کو ترقی دیکر اس جگہ پر متعین کیا جاتا ہے۔
ابدال (جس کو رقبار بھی کہتے ہیں۔) شام میں رہتے ہیں۔ ان کی کرامت اور دعا سے پانی برس سکتا ہے۔ اور دشمن پر فتح یابی ہو سکتی ہے، اس جماعت کے ہر فرد کو "بدل" کہتے ہیں لفظ "بدیل" جو قاعدۂ نحو کے مطابق بدلار کا مفرد ہے، ابدال کے ایک فرد پر اس کا اطلاق زیادہ مستعمل ہے۔

ماخذ

۱۔ حسن العدوی: النفحات الشاذلیۃ،
ج ۲ ص ۹۹ اور اسکے بعد (اس کتاب میں طبقات صوفیہ کی نہایت ہی مشہور تقسیم)
(۲) FLUGEL:
مجلہ ZEITSCHRIFT DER DEUTSCHEN MORGEN LANDISCHEN GESELLSCHAFT.
ج ۲۰، ص ۳۸ - ۳۹ میں (اس مضمون کے قدیم ترین ماخذ بیان کئے گئے ہیں)
(۳) VOLLERS:
وہی مذکورہ مجلہ ج ۴۳، ص ۱۱۴ - اور اس کے بعد (مضمون نگار نے مناوی سے استناد کیا ہے)
(۴) A.VONKREMER:
GESCH. D. HERRSCH.LDEEN-
ص ۱۷۲، اور اسکے بعد۔
(۵) BARGES:
VIE DU CELEBRE MARABOUT CIDI ABOU-MEDIEN.
(پیرس ۱۸۸۴ء) دیکھو اس کتاب کا مقدمہ
(۶) BLOCHET:
ETUDE SUR L'ESOTERISME MUSULMAN
مجلہ اسیویہ ۱۹۰۲ء
ج ۱ ص ۵۲۹ - اور اس کے بعد میں۔
(گولڈزیہر - GOLDZIHER -

۵۵ ابدالی

افغانستان کے ایک قبیلہ کا پرانا نام جس کا نام آج کل دُرّانی ہے۔

افغانی قومیت کی ایک شاخ "سربنی" کی طرف منسوب ہے۔

افغانیوں کا خیال ہے کہ لفظ ابدالی ابدال (بولا جاتا ہے عادۃ اودال) بن ترین بن شرخبون بن سربن بن قیس سے مشتق ہے۔

ابدال کا نام خواجہ ابو احمد کا عطا کردہ ہے خواجہ ابو احمد ایک بدیل[1] یا طریقۂ چشتیہ کے ایک ولی تھے۔

قبیلۂ غلزئی سے جنگ کے بعد اس قبیلہ والوں نے اپنے اصلی وطن کو جو قندھار کے قریب تھا، چھوڑ دیا۔

اور زمانۂ بعید سے ہرات کے قریب آکر بس گئے، لیکن نادر شاہ نے ان لوگوں کو اپنے اصلی وطن میں پھر لا بسایا۔ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ جب قندھار کا بادشاہ ہوا تو اس کا قبیلہ اس کی [illegible] روح رواں بن گیا۔

ایک فقیر صابر شاہ کے کہنے سے اپنا شاہی لقب دری دُرّاں (موتیوں کی سیپ) رکھا اور اسی وقت سے قبیلہ ابدالی کا نام درانی ہو گیا۔

اس کے بنیادی قبیلے دو ہیں، پوپلزئی اور بارکزئی شاہی سلسلہ سدوزائی، پوپلزئی کی طرف منسوب ہے۔

اس واقعہ کے بعد ابدالی کا لفظ بہت دنوں تک استعمال کیا جاتا رہا لیکن پھر رفتہ رفتہ اس کا استعمال کم ہونے لگا اور اسکی جگہ لفظ دُرّانی نے لے لیا۔

اب ابدالی کا لفظ بہت کم سننے میں آتا ہے۔

(اس قبیلہ کی مفصل حالت کیلئے ملاحظہ ہو مضمون "افغانستان")

مآخذ

(۱) واقعات دُرّانی: یہ ایک کتاب عبدالکریم کی "تاریخ احمد" کا اردو ترجمہ ہے (مطبوعہ کانپور ۱۲۹۲ھ) ص ۳ ۔ ۴،

(۲) افغانستان: یہ کتاب محمد حیات کی "حیات افغانی" کا انگریزی ترجمہ ہے۔ (مطبوعہ لاہور ۱۸۷۶ء) ص ۵۷۔

(۳) ELPHINSTONE: CAUBUL. (طبع لندن ۱۸۳۹ء) ج ۲ ص ۹۵۔

(۴) MALCOLM: THE HISTORY OF PERSIA ۱۸۲۹ء ج ۱، ص ۴۰۳۔

[1] بدیل، ابدال کا ایک فرد۔ (مترجم)

(۵) HANWAY: TRAVELS (طبع لندن ۱۷۵۳ء) ص ۹۸-

(۴) B. DORN: HIST. OF AFGHANS. جلد ۲، ص ۴۲ —

(لانگ ورتھ ڈیمز (LONGWORTH DAMES)

۵۶ آبدست

(ف) وضو (دیکھو مضمون "وضوء")

۵۷ أبّذہ

اندلس میں پرگنہ جیّان کا ایک شہر [illegible] بذا العرب کے نام سے مشہور ہے اس شہر کی بنیاد و تعمیر کیلئے عبدالرحمن بن الحکم بن ہشام ابن عبدالملک نے حد بندی کی تھی لیکن اس کے بیٹے محمد نے اسکو تکمیل تک پہونچایا۔ ابن الاحمر نے لشکر و بکیساتھ وہاں پہونچا تھا اس نے اس شہر کی عمارتوں اور آثار کو برباد کرڈالا اور مال واسباب لوٹ لیا۔

اسی شہر کی طرف ابوالعباس احمد بن البَنّي الأبّذي منسوب ہیں، اسپینیوں میں اس کا نام اُوبدا (UBEBA) ہے اس کا جائے وقوع وادالکبیر اور غوادالیمار کے دونوں نہروں کے درمیان جیان سے ۴۴ کیلومیٹر پر مشرقی شمالی پورب طرف ہے اس کے باشندوں کی تعداد ۱۴۰۰۰ ہے اسپین والوں نے ۱۲۳۴ء میں عربوں سے فتح کیا۔

(دائرہ بستانی) (اض)

۵۸ اُبُذہ

بتخفیف با (دیکھو أبّذۃ)

۵۹ ایدغ

ایک مقام کا نام — (قاموس)

(اض)

۶۰ آبر

سجستان کا ایک گاؤں علم حدیث کے امام شیخ ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم بن عاصم الآبری یہیں کے رہنے والے تھے ان کی ایک تالیف حضرت امام شافعی کے حالات [illegible] کتاب ہے، ان کا شمار حفاظ میں ہے رجب ۳۶۳ھ میں وفات پائی۔

معجم ص ۵۵ — (اض)

۶۱ ابراء

(دیکھو- برء)

۶۲ اَبراج

ملک شام کے تحصیل لاذقیہ، اور المراف صہیون میں ایک گاؤں، لاذقیہ سے دو گھنٹے کی راہ پر (دائرہ بستانی)

(ا ض)

۶۳ اَبراد

دیار ابی بکر بن کلاب میں چند پہاڑیاں ظبیۃ اور حواَب کے درمیان۔

(معجم البلدان ص ۹۷) (ا ض)

۶۴ اَبرادی

ولایت قونیہ کے ضلع تکنۃ کی تحصیل آقسکی میں ایک جگہ آقسکی سے چھ گھنٹے کی راہ پر اسمیں ۱۴ گاؤں ہیں ان کے گھروں کی تعداد ۲۵۳۰ ہے۔ اور باشندوں کی تعداد ۴۷۸۰۸ ہے۔

(دائرہ المعارف بستانی) (ا ض)

۶۵ اِبراز

چند کتابوں کا نام:

(۱) ابراز الحکم من حدیث رفع القلم، مختصر تالیف شیخ تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی الشافعی المتوفی بالقاہرہ ۷۵۶ھ۔

(۲) ابراز الأخبار، تالیف شیخ جمال الدین محمد بن محمد نباتۃ الفارقی المتوفی ۷۶۸ھ

(۳) ابراز المعانی من حرز الامانی، شاطبیہ کی ایک شرح۔ (دائرۃ المعارف بستانی)

(ا ض)

۶۶ اَبراص

"بہرشی" اور "غمر" کے درمیان ایک جگہ (دیکھو مضمون "بہرشی" اور "غمر")

(معجم البلدان ص ۹۷) (ا ض)

۶۷ اَبراصی

تحصیل عزیہ ضلع حلب کا ایک گاؤں

(دائرۃ المعارف بستانی)

(ا ض)

۶۸ اَبراق

عرب کے ایک پہاڑ کا نام۔

(دائرہ بستانی) (ا ض)

۶۹ اَبراہام

(دیکھو ابراہیم)

لے ابراہام (ابراہیم) یہود عبرانی لکھوں سے

۷۰ ابراہیم

یہ وہی "ابراہام"[1] ہیں جن کا ذکر توریت مقدس میں ہے۔ قرآن مجید (سورہ انعام آیت ۷۴) میں ہے کہ "آزر"[2] کے بیٹے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام اُن کے خادم یعاذر کے نام سے مشتق ہے[3]

مرکب ہے "اب" بمعنی باپ "اور" راہام "معنی جمھور یا عدد کثیر یعنی جمھور کا باپ۔ یہ معرب دراصل عجمی نام ہے۔ (دائرہ بستانی) (مترجم)

[1] چونکہ حضرت ابراہیم خلیل ع، بنو اسرائیل اور عرب اسمٰعیلہ کے ابوالآباء ہیں اس لئے ان کو ابراہام (ابراہیم) یعنی جمھور کے باپ کے نام سے پکارا گیا۔ (مترجم)

[2] ان کے والد تارخ کا بچپنے ہی میں انتقال ہو گیا تھا، چچا نے پرورش کی تھی اور چونکہ وہ مندر کے پجاریوں میں سے تھا اس لئے "آدار" کے لقب سے پکارا جاتا تھا "آدار" قدیم کالدی زبان میں بڑے پجاری یا محافظ معبد کو کہا کرتے تھے یہی "آدار" ہے جس نے (بعد میں) عربی میں "آزر" کی شکل اختیار کر لی اور اسی لئے قرآن نے اس کا ذکر "آذر" کے نام سے کیا۔

(دیکھو ترجمان القرآن) (مترجم)

دیکھو S.FRAENKEL:

ZEITSCHR.DER DEUTSCH-

MORGENL. GESELL.

عدد ۵۶ ص ۷۲)

---

[3] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کے نام میں توریت اور قرآن مجید کے درمیان اختلاف ہے مضمون نگار کا خیال یہ ہے کہ قرآن مجید نے ابراہیم کے خادم کے نام "یعادر" کو حضرت ابراہیم کے باپ کا نام "آزر" بتلایا ہے۔ حالانکہ توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے والد کا نام "تارح" ہے۔

لیکن درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اولاً عرب کبھی چچا اور دادا کو باپ سے تعبیر کرتے ہیں۔ (یہ استعمال خود قرآن مجید میں بھی ہوا ہے، جہاں پر اولاد یعقوب نے اپنے باپ یعقوب سے کہا: "نعبد الٰہک و الٰہ آبائک ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق" اس جگہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کو حضرت یعقوب کا باپ بتلایا ہے حالانکہ حضرت ابراہیم دادا ہیں، اور حضرت اسمٰعیل چچا۔ اسلئے بہت ممکن ہے کہ اس جگہ "باپ" بمعنی چچا یا دادا ہو۔ (اور ان کے چچا کا لقب آدر (آزر) تھا مترجم)

ثانیاً ہو سکتا ہے کہ ان کے باپ کا نام تارح ہو اور آزر لقب ہو قرآن مجید میں لقب اسلئے بیان کیا کہ لوگوں میں [illegible] مشہور تھا۔ ثالثاً ممکن ہے کہ آذر بطور علم [illegible] بیان ہوا ہو اس کے معنی بعض علما کے بیان کے مطابق عبرانی زبان میں خطا کرنے والا کے ہیں اور بطور راکہ سا یہ ذم و تحقیر کیلئے بیان کیا گیا ہو۔ اور ان کے خادم کا بھی نام احیاناً توریات میں اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے عبرانی میں اسکا اطلاق بطور

ان کا نسب نامہ توریت کے مطابق یہ ہے:
ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو
بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن
ارفخشذ بن سام بن نوح (ثعلبی قصص الانبیاء
ص ۴۴) (ابن اثیر؛ ج ۱ ص ۶۷) اسیطرح
(سفر تکوین، اصحاح ۱۱۔ آیت ۱۰۔ ۲۱۔
اور سفر ایام اول، اصحاح اول آیت ۱۲۔ ۲۷۔
میں ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ اس نسب نامہ میں
"قینان" کا اضافہ حسب روایت سفر تکوین،
اصحاح خامس آیت ۱۲ ہوا ہے۔
طوفان نوح کے ایک ہزار دو سو تر سٹھ برس
بعد، اور تخلیق عالم کے تین ہزار تین سو سینتیس
برس بعد ان کی ولادت ہوئی۔ (ثعلبی:
قصص الانبیاء)
سفر تکوین، اصحاح خامس آیت ۳۔ ۱۰
اور اصحاح ۱۱۔ آیت ۱۰۔ ۲۵۔ کی مذکورہ
تاریخوں کے ملانے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت
ابراہیم کی ولادت حضرت نوح ؑ کے دو سو
اکیانوے برس، اور تخلیق عالم کے ایک ہزار
نو سو اٹھارہ برس بعد ہوئی۔
اور سب سے پہلی چیز جو اثبات رسالت میں
پیش کی وہ نمرود سے مقابلہ کا مقدس اعلان
تھا ان کی والدہ "عوشا" نے نام "کوثا" کے ایک

غار میں پناہ گزیں تھیں۔ حضرت ابراہیم
نے یہیں پہلی دفعہ ہدایت کی روشنی پائی
(ثعلبی کی مذکورہ بالا کتاب؛ طبری ج ۱۔
ص ۲۵۶؛ زمخشری، ج ۱ ص ۱۷۲؛
بیضاوی ج ۱ ص ۱۳۳؛ ابن اثیر
ج ۱ ص ۹۶۔ یاقوت، مضمون "کوثا"
البکری ص ۴۸۵؛ مقدسی ص ۸۶۔
بابا باشرا، ص ۹۱، ابن میمون؛ دلالۃ
الحائرین فصل ۲۹)
نمرود نے خوفناک خواب دیکھے، جسکی وجہ
سے اس نے حاملہ عورتوں کی نگرانی اور
ان کے اولاد ذکور کا قتل شروع کیا ۔
نمرود کے گماشتے قبل ولادت حضرت ابراہیم ؑ
کی والدہ کے پاس بھی پہنچے ان لوگوں۔
جب جنین کی تلاش دائیں جانب کی تو جنین
بائیں طرف چلا گیا اور جب بائیں جانب
تلاش کیا تو جنین دائیں جانب چلا گیا)
اس کے بعد یہ لوگ بے نیل مرام واپس
چلے گئے (کسائی ص ۱۱۵۔ ۱۲۰) مرثیا ستار
(فصل نوح) میں جس قصہ کا ذکر ہے، جس میں
تارخ کو اپنے [illegible] کا حکم دیا
گیا ہے اور جس میں ابراہیم کے بدلے
تارخ نے اپنی خادمہ کے بیٹے کو ذبح کروایا
تو اس قصے کی اصل بنیاد ہم اسلامی

روایات میں بھی پاتے ہیں۔[1]

تجربہ نے ایام جوانی میں معرفتِ الٰہی اور ہدایت کا راستہ دکھلایا (کتاب النذور ”تلمود ابراہیم“ فصل ۳۳) قرآن مجید سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ (سورۂ انعام آیت ۷۵ - ۷۹) جب غار سے نکل کر اپنے والد کے گھر جا رہے تھے تو رات کے وقت ستاروں پر نظر پڑی۔

قال ہذا ربی فلما افل — کہا یہی میرا پروردگار ہو
قال لا أحب الآفلین — (کیونکہ لوگ اسکی پرستش
فلما رأی القمر بازغا قال — کرتے ہیں) لیکن جب وہ
ہذا ربی فلما أفل قال — چھپ کے غائب ہو گیا تو بولا
لئن لم یہدنی ربی لاکونن — میں چھپ جانے اور فنا ہو
من القوم الظالمین ہ — جانے والوں کو پسند نہیں کرتا

---

[1] اسلامی روایت یہ ہے کہ: حضرت ابراہیمؑ کو بطور آزمائش اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم نے ایک دن خواب دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔

یٰبنی انی اریٰ فی المنام — اے میرے پیارے بیٹے!
انی اذبحک فانظر — میں نے خواب میں دیکھا
ماذا تریٰ ۔ — ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں
اب [illegible] بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔

بیٹے نے جواب دیا:

یا ابت افعل ما تؤمر — اے میرے باپ! آپ شوق
ستجدنی ان شاء اللہ — سے اس کام کو کیجئے جس کا
من الصابرین [illegible] حکم دیا گیا ہے۔ آپ مجھے انشاءاللہ تعالیٰ صابر پائیں گے۔

فلما اسلما وتلہ للجبین — جب دونوں نے اللہ کے
وناديناه ان يا ابراہیم — حکم کو تسلیم کر لیا اور باپ نے

قد صدقت الرؤیا انا کذلک — بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے کروٹ
نجزی المحسنین ان ہذا لہو — پر لٹایا (اور چاہتے تھے کہ
البلاء المبین وفدیناہ — گلا کاٹ ڈالیں) اسوقت
بذبح عظیم وترکنا علیہ فی — ہم نے ان کو آواز دی کہ
الآخرین سلام علی ابراہیم — ابراہیم! تم نے خواب کو سچ
کذلک نجزی المحسنین انہ من — کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسا
عبادنا المؤمنین ۔ — ہی صلہ دیا کرتے ہیں،

درحقیقت یہ بہت بڑا امتحان تھا، اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ تمہارے بیٹے کے عوض میں دیا، اور ہم نے پچھلے آنیوالوں میں ان کے لئے یہ بات رہنے دی، ابراہیم پر سلام ہو کہ ہم نیک بندوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بلاشبہ وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے پاس قربانی کیلئے ایک مینڈھا [illegible] ان کے بیٹے کو بچا لیا ابراہیم کی سنت آزمائش ہی تھی کہ خدا کے حکم کے سامنے دنیا کی محبوب سے محبوب چیز قربان کر دینی چاہئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انتہائی اتباع وفرمانبرداری میں بوسے انہ کے اسی طریقہ ابراہیمی کی یادگار میں مسلمانوں کو

(بقیہ ص۹۵ پر)

فلما رأى الشمس بازغة — پھر جب روشن چاند کو
قال ہذا ربی ہذا اکبر فلما — دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے
افلت قال یا قوم انی — لیکن جب یہ بھی گم ہو گیا
بریٔ مما تشرکون ○ — تو بولا اگر میرا رب مجھے
سیدھی راہ نہ دکھائیگا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔
پھر جب چمکتے آفتاب کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے
کیونکہ یہ سب سے بڑا ہے بالآخر جب وہ بھی
غروب ہو گیا تو پکار اٹھا کہ اے قوم! میں
تمہارے تمام مشرکانہ اعمال سے بیزار ہوں
انی وجہت وجہی للذی — میں نے ہر طرف سے اپنا
فطر السموات والارض — منہ موڑ کر صرف اسی
حنیفا وما انا من المشرکین — ذات کیطرف اپنا رخ
کر لیا ہے جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کو
پیدا کیا ہے، اور میں اس ذات کے ساتھ کسی
کو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳)
ہر سال جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا تاکہ وہ حضرت
ابراہیم کی اس ابتلاء الٰہی اور انتہائی فرمانبرداری کی
تصدیق و تجدید کریں۔ قربانی سے مقصود صرف جانوروں
کا ذبح کرنا نہیں ہے بلکہ در اصل مقصود [illegible]
لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم
خدا کے پاس تمہاری قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون نہیں
پہونچتا ہے بلکہ اس کے پاس تمہارا تقوی پہونچتا
ہے (مترجم)

اسی طرح ہم ان قصوں کو عبرانی کتاب غصن
الادب (شبط موسر) اُز میر ۱۷۲۹ء ص ۱۰۹-
۱۱۱) اور سفر ہیاشار (فصل نوح) میں پاتے ہیں
حضرت ابراہیم کے ان مختلف قصوں میں سے
جو نمرود کی جنگ سے متعلق ہیں (الثعلبی ص
۴۵-۴۷- الکسائی ص ۱۲۵-۱۴۰)
اور جس نے عبرانی کی اخیر ادبیات میں ایک
خاص جگہ پالی ہے (JELLINEK : BEIH HAMMIDR.
ج ۱ ص ۲۵-۳۴؛ سفر ہیاشار فصل نوح؛
سفر الیاہوز ولا فصل ۲۵؛ المعلم الیعاذر؛
الفصول، فصل ۳۲ (یہاں پر ہم اس قصہ
کو بیان کرتے ہیں جو قرآن مجید (سورۃ انبیاء
آیت ۵۹-۶۷) اور سفر تکوین کبیر (فصل نوح)
سے ماخوذ ہے۔

وہ قصہ یہ ہے۔ ایک دن حضرت ابراہیم کی
قوم اپنے معبودوں پر قربانی چڑھانے کیلئے
شہر سے باہر گئی، حضرت ابراہیم نے اپنے کو
مریض ظاہر کیا، اس لئے شہر ہی میں رہ گئے،
انہوں نے ایک کلہاڑی لی اور بت خانہ
پہونچے جہاں [illegible] بت ساتھ بتوں
کی پرستش ہوتی تھی
حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو خطاب کرکے
فرمایا۔

مالکم لا تاکلون؟ تمکو کیا ہوگیا ہے کہ کھاتے نہیں ہو
پھر کسی بت کا ہاتھ توڑ ڈالا اور کسی کا پاؤں اور
کسی کا سر اور کلہاڑی سب سے بڑے بت کے ہاتھ
میں رکھدی اور اس کے سامنے کھانوں کے
متعدد قاب بھی رکھدیئے جب ان کی قوم لوٹی
اور اس نے یہ حالت دیکھی، تو اس کا الزام
حضرت ابراہیم پر لگایا حضرت ابراہیم نے جواب دیا
بل فعلہ کبیرہم ہذا فاسئلوہم بلکہ یہ کام ان بتوں
ان کانوا ینطقون ٥ کے سب سے بڑے نے کیا
فرجعوا الی انفسہم فقالوا ہے خود ان ہی بتوں سے
انکم انتم الظالمون ٥ پوچھو اگر یہ بول سکتے ہوں
ثم نکسوا علی رؤسہم تب وہ لوگ آپس میں
لقد علمت ما ہؤلاء باتیں کرنے لگے اور بولے
[illegible]ینطقون ٥ قال افتعبدون کہ غلط بات ہم سے بھی
من دون اللہ ما لا ہوئی ہے۔ پھر شرمندگی
ینفعکم شیئا ولا یضرکم ٥ سے ان کے سر جھک گئے
اف [illegible]کم ولما تعبدون اور بولے کہ تمکو خوب
من دون اللہ افلا معلوم ہے کہ یہ بت بولتے
تعقلون ٥ نہیں اس پر ابراہیم بولے کہ
تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے
ہو جو تم کو [illegible] سکتی ہے اور نہ ضرر
پہونچا سکتی ہے۔ اف ہے تمہارے حال پر
اور ان چیزوں پر جنہیں تم پوجتے ہو کیا تم
اتنے ناسمجھ ہوگئے ہو۔

اس کے بعد ان کی قوم نے ان کو آگ میں ڈالدیا
جس میں تین دن یا سات دن رہے لیکن پھر
بھی اسمیں سے صحیح و سالم نکلے (دیکھو الثعلبی اور
الکسائی۔)

اور نمرود بارگاہ خداوندی سے ملعون و مردود
ہوگیا۔

حضرت ابراہیم اور ان کے متبعین فلسطین
کیطرف ہجرت کر گئے۔ اور اسی وقت سے حضرت
ابراہیم کا لقب خلیل اللہ پڑا۔
(الکسائی اور الثعلبی اس بیان میں "اشعیا"
۴۱، ۸ اور کتاب السبت، ۷، ۱۳۷، اور کتاب
البدایا، ۵۳ سے متفق ہیں۔)

مصر میں جب ان کی بیوی حضرت "سارہ"
فرعون[1] کے عمال کے ہاتھوں گرفتار ہو کر
فرعون کے محل میں لائی گئیں۔

---

[1] یہ فرعون، فرعون موسیٰ نہیں بلکہ فرعون اول ہے
اس کا نام "رقیون" تھا وہ اصل بابل کا رہنے والا تھا
نہایت ہوشمند حکیم اور علوم و صنائع میں ماہر تھا لیکن
[illegible] مفلس اور تنگ دست بھی تھا اس وجہ
سے اسنے مصر کا سفر کیا وہاں اس کی بہت قدر و
منزلت ہوئی اور بادشاہ نے اعیان سلطنت میں
داخل کر لیا پھر آہستہ آہستہ سلطنت پر قابض ہوگیا
اسی نے سب سے پہلے فرعون کا لقب اختیار کیا۔
(بقیہ صفحہ ۵۶ پر)

(سفرالتکوین، الاصحاح ۱۲، آیت ۱۰ – ۲۰، الثعلبی ص ۴۴، الطبری، ج ۱ ص ۲۲۵، ابن اثیر، ج ۱ ص ۲۷) تو حضرت سارہؓ نے کہا کہ ابراہیم ہمارے بھائی ہیں تاکہ وہ ان کی وجہ سے قتل نہ کئے جائیں اور یہ انہوں نے جھوٹ نہیں کہا تھا کیونکہ دینی لحاظ سے وہ حضرت ابراہیم کی بہن تھیں۔

فرعون جب حضرت سارہ" کو چھونے کا قصد کرتا تو اسکے ہاتھ خشک ہو جاتے اور جب علیحدہ ہو جاتا تو پھر درست ہو جاتے۔[۲]

حضرت ابراہیم نے فلسطین کے شہر سبع" میں ایک میٹھا کنواں کھودا جب لوگوں سے تکلیف پہونچی تو حضرت ابراہیم ہجرت پر مجبور ہوئے ان کے جانے کے بعد کنواں خشک ہو گیا (سفر تکوین، اصحاح ۲۱ آیت ۲۵ – ۳۰، ثعلبی اور ابن اثیر) لوگ فوراً ان کے واپس لانیکے لئے گئے لیکن انہوں نے آنیسے انکار کیا۔ اور ان لوگوں کو سات بھیڑیں عطا کیں (سفر تکوین اصحاح ۱۲ آیت ۳۰) جب یہ کنواں کے قریب رکھی جاتیں تو پانی خوب بڑھ جاتا اور جب کوئی حائضہ عورت اس کنواں سے پانی پی لیتی تھی تو پانی گہرائی میں چلا جاتا تھا

حضرت ابراہیم نے ایک سو بیس برس عمر میں خود اپنا ختنہ کیا۔ (الثعلبی، ۵۹) ایک سو پچہتر برس کے سن میں وفات پائی، اور حبرون میں اپنے خاندانی مقبرہ میں مدفون ہوئے (دیکھو مضمون "خلیل") حضرت ابراہیم قیامت کے دن خدا کے بائیں جانب بیٹھیں گے اور پرہیزگاروں کو جنت میں [illegible] گے (الثعلبی، ص ۶۰، سفر التکوین الکبیر، فصل ۴۸)

یہ سامی خاندان سے تھا جب حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی سارہ کیساتھ مصر پہونچے تو وحدت خاندانی کی وجہ سے اس کی خواہش ہوئی کہ سامی ہی خاندان میں حضرت سارہ سے رشتہ مناکحت قائم کیا جائے لیکن جب اس کو معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہیں تو اب اس نے اتحاد خاندانی کیلئے اپنی بیٹی حضرت ہاجرہ کو جس کا عبرانی نام ہاغار ہے حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں دیا جن سے اسمعیلی عربوں کی نسل چلی۔

(مترجم)

[۲] یہ روایت کہ شاہ مصر نے حضرت [illegible] کو اپنے قبضہ میں لانا چاہا اور پھر ان کی [illegible] دیکھکر اس سے باز رہا محض یہودیوں کی اختراع و ایجاد ہے ورنہ قصہ کا اصل وہی ہے جو حاشیہ ماقبل میں مذکور ہوا۔ (مترجم)

ماخذ

(۱) الثعلبی: قصص الانبیاء مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۲ھ
ص ۳۴ سے ۴۲ ۔ ۵۹ ۔ ۶۰ ۔

(۲) الکسائی: قصص الانبیاء ص ۱۲۸ ۔ ۱۴۵ ۔ ۱۵۲

(۳) طبری: ج ۱ ص ۲۲۰ ۔ ۲۲۵ ۔

(۴) ابن الاثیر: ج ۱ ص ۶۷ ۔ ۹۸ ۔

(۵) WEIL: BIBLISCHE LEGENDEN DER MUSELMAN.
ص ۸۷ ۔ ۹۷ ۔

(۶) GRUNBAUM: BEITRAGE ص ۱۲۲ ۔ ۱۳۰

(۷) EISENBERG: ABRAHAM IN DER ARAB. LEGENDE (طبع ۱۹۱۲ء)

WEISS: LEBEN ABRAHAMS (A) [illegible] ۱۹۱۲ء (اس کتاب میں کسائی کی کتاب سے کچھ منتخب مضامین ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جس نسخہ سے انتخاب کیا گیا ہے وہ اخیر عہد کا ہے [illegible] اس کے اکثر مضامین اصل سے مختلف ہیں (دیکھو آئزنبرگ — EISENBERG) ، اسپرنگر (SPRENGER: LEBEN UND LEHRE DES MOHAMMAD ج ۲ ص ۲۷۶ اور اس سے [illegible] پہلا شخص تھا جس نے یہ نظریہ قائم کیا کہ قرآن مجید نے ابراہیم کی شخصیت کو جو مختلف حیثیتوں سے بیان کیا ہے ان تمام حیثیتوں میں ان کے موسس کعبہ ہونے کی حیثیت کو سب سے بعد میں بیان کیا ہے۔

اس کے مدتوں بعد اسنوک ہرگرونیے (HETMEKKAANSCHE FEEST.) ص ۲۰ ۔ ۴۱ اور اس کے بعد ۔) آیا جس نے اس دعوی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اس نے کہا کہ ابتدائے وحی (الذاریات آیت ۲۴ ۔ اور اس کے بعد، الحجر آیت ۵۱ ۔ اور اس کے بعد ۔ الصافات آیت ۸۱ ۔ اور اسکے بعد ۔ الانعام آیت ۷۴ ۔ اور اس کے بعد ۔ هود آیت ۷۲ ۔ اور اس کے بعد، الانبیاء آیت ۵۲ ۔ اور اس کے بعد، العنکبوت آیت ۱۵ ۔ اور اس کے بعد) میں حضرت ابراہیم صرف خدا کے رسول دکھائے گئے ہیں جو دوسرے رسولوں کی طرح تبلیغ دعوت کرتے تھے اور حضرت اسمعیل کا کوئی تعلق ان سے ظاہر نہیں کیا گیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے عرب میں حضرت ابراہیم سے پہلے کوئی رسول مبعوث نہیں کیا (السجدہ آیت ۲، سبا آیت ۴۳ یس آیت ۵) اور ان کو اول المسلمین اور موسس بیت اللہ کی حیثیت سے کبھی نہیں بیان کیا گیا ۔ لیکن مدنی سورتیں اس کے برعکس ہیں ان میں ابراہیم حنیفاً (دیکھو یہ مضمون "مسلم") بیان کئے گئے ہیں جنہوں نے ملت [illegible] کی تاسیس اور اپنے بیٹے حضرت [illegible] مل کر کعبہ کی تعمیر کی ۔ (البقرہ آیت ۱۱۸ ۔ اور اس کے بعد، آل عمران آیت ۶۰، ۸۴ .... الخ) اس اختلاف کی اصلی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت نے اپنے اشاعت مذہب کیلئے مکہ میں یہودیوں پر اعتماد کیا لیکن ان لوگوں نے دشمنی کی

تو اب ضروری ہوا کہ کسی دوسرے کو ناصر و مددگار بنائیں۔ یہیں پر آپ کو خیال ہوا کہ حضرت ابراہیم کو ابوالعرب ہونے کی حیثیت سے پیش کر کے ایک نئی شان اور نئے انداز میں ظاہر کریں، اسلئے سے آپ نے اس زمانہ کی یہودیت سے علیحدہ ہو کر حضرت ابراہیم کی یہودیت سے رشتہ جوڑا جو اسلام کی تمہید تھا جسکا نتیجہ یہ تھا کہ آپکی تمام توجہات کا مرکز بن گیا تو اسوقت حضرت ابراہیم کو اس مقدس شہر کے "بیت اللہ" کا بانی قرار دیا گیا۔ [1]

(اے۔ جے۔ ونسنک A.J. WENSINCK)

---

[1] کسی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ نے یہ نہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تبلیغ دعوت میں یہودیوں سے مدد لی، بلکہ یہ کہا کہ یہودی، مکہ اور مدینہ دونوں جگہوں میں آنحضرتؐ کے سخت مخالف اور دشمن تھے۔ خود قرآن مجید میں بھی اسی طرح بیان ہوا ہے۔

لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین آمنوا الیہود والذین اشرکوا ولتجدن اقربہم مودۃ للذین آمنوا الذین قالوا انا نصاری

مومنوں کا نہایت ہی سخت دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے اور مومنوں کیلئے محبت میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔

عرب جاہلیت یہودیوں کی تمام باتوں کو بلا عذر سے پسند نہیں کرتے تھے۔

بلکہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ [illegible] انکی کو بھی ناپسند کرتے تھے اور یہودیوں کے نشانہ کرتے رہتے تھے تاکہ ان کے وطنوں سے جنکو انہوں نے اپنی ہجرت گاہ بنا لیا تھا نکال باہر کریں۔

اور مدتانی عربوں کے ابوالآباء (مورث اعلیٰ) حضرت ابراہیم ہیں، بلکہ اس سے پہلے توریت نے تصریح کی کہ حضرت ابراہیم نے اپنی لونڈی ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو بلاد عرب میں ٹھہرایا اور ان سے اسماعیلی عرب پیدا ہوئے۔

دین اسلام کبھی بھی یہودیت ابراہیم کیطرف منسوب نہیں ہوا بلکہ اس نے یہودیوں کے اس عقیدے کی کہ ابراہیم یہودی تھے سخت تردید کی۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔

ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما (۶۸ آل عمران)

دیکھو نہیں یہ سب جہل و تعصب کی باتیں ہیں) ابراہیم نہ تو یہودی تھا اور نہ نصرانی (اور نہ کسی دوسری مذہبی جتھابندی کا پیرو) بلکہ (اپنے عہد کی تمام گمراہیوں سے ہٹا ہوا، خدا کا فرمانبردار بندہ) تھا اور یقیناً اسکی راہ شرک کرنے [illegible] کی نہ تھی۔

اور فرمایا۔

قل یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما

اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں بحث کرتے ہو

یہ سب سے پہلے قرآن مجید ہی نے نہیں کہا کہ اسماعیلی

۷۱ ابراہیم

ابن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ
۸ھ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ
کا نام ماریہ قبطیہ تھا دیکھو یہ مضمون ؛
اٹھارہ مہینے کے بعد ۱۰ھ
میں وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شدت غم سے گریہ فرماتے تھے ، لیکن

انزلت التوراۃ والا   حالانکہ یہ بات بالکل ظاہر
نجیل الا من بعدہ افلا   کہ توراۃ اور انجیل اسکے
تعقلون ٥   بہت بعد نازل ہوئی ہیں
کیا تم اتنی موٹی بات سمجھنے کیلئے بھی عقل نہیں رکھتے؟
اسلام کسی زمانہ میں بھی یہودیت کی تمہید کا
محتاج نہیں رہا کیونکہ قرآن مجید کہتا ہے :
اسلام پہلا دین تھا جو ہدایت انسانی کیلئے اتارا
گیا پھر ادیان و مذاہب کے بناوٹی اور گمراہ
[illegible]وگوں نے اپنے ادیان و مذاہب میں تحریف
و تبدیل کردی اور صراط مستقیم سے ہٹاکر غلط رو
بنا[illegible] اس لئے مذہب کو اصلی شکل میں پیش کرنے
کیلئے [illegible]وند تعالیٰ پیغمبروں کو بھیجتا رہا یہاں
تک کہ سب سے آخر میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مبعوث ہوئے قرآن نے فرمایا۔
شرع لکم من [illegible] ما وصّی   اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے
بہ نوحا والذی ا[illegible]   [illegible] دین مقرر کیا جس کا
الیک وما وصینا بہ   اس نے نوح کو حکم دیا تھا
ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ   اور جس کو ہم نے آپ کے
اَن اَقیموا الدین .   پاس وحی کے ذریعہ سے

ولا تتفرقوا فیہ ٥   بھیجا ہے اور جس کا ہم نے
ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو حکم دیا تھا کہ اسی
دین کو قائم رکھنا ، اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالدینا
کبر علی المشرکین ما تدعوھم   مشرکین کو وہ بات بڑی گراں
الیہ اللہ یجتبی الیہ من   گذرتی ہے جسکی طرف آپ ان
یشاء ویھدی الیہ من   کو بلاتے ہیں ۔ اللہ اپنی طرف
ینیب وما تفرقوا الا من   جسکو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو
بعد ما جاءھم العلم بغیا   شخص رجوع کرے اسکو اپنے
بینھم ولولا کلمۃ سبقت   تک رسائی دیدیتا ہے اور
من ربک الی اجل   وہ لوگ جدا ہوئے کہ ان کے
مسمّی لقضی بینھم وان   پاس علم پہونچ چکا تھا محض
الذین اورثوا الکتاب   آپس کی ضد اضدی سے باہم
من بعدھم لفی شک   متفرق ہوگئے اور اگر آپ کے
منہ مریب فلذالک فادع   پروردگار کی طرف سے ایک
وا[illegible]   وقت معین تک ایک بات
تتبع اھواءھم وقل   پہلے قرار نہ پاچکی تو ان کا
آمنت بما انزل اللہ   فیصلہ ہوچکا ہوتا اور جن
من کتاب وامرت لا   لوگوں کو ان کے بعد کتاب
عدل بینکم اللہ ربنا   دی گئی ہے وہ اسکی طرف سے

بلند آواز سے نہیں صرف دونوں آنکھوں
سے آنسو جاری تھے آپ نے اسوقت
فرمایا: آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین
ہے، میں شدت غم میں کوئی ایسا لفظ
ہرگز نہ کہوں گا جس سے میرا رب
ناخوش ہو۔
اے ابراہیم! ہم تیرے غم فراق
میں محزون و غمگین ہیں،

وبکم ربنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجة بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا و الیہ المصیر ○
ایسے شک میں پڑے ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے سو آپ اسی طرف بلائے جائیے اور جسطرح
آپکو حکم ہوا ہے مستقیم رہیئے۔ اور ان کی خواہشوں
پر نہ چلئے اور آپ کہدیجئے کہ اللہ نے جتنی کتابیں
نازل فرمائی ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں اور
مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان میں عدل رکھوں
اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے ہمارے
عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے
ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں اللہ ہم سب کو جمع
کرے گا اور اسکے پاس جانا ہے۔
یہ آیتیں سورۂ شوریٰ کی ہیں اور سورۂ شوریٰ
مکہ میں نازل ہوئی ہے۔
قرآن مجید اصل دین اور [illegible] ہوا رہا ہے
جو حضرت نوح علیہ السلام کا دین [illegible] حضرت ابراہیمؑ
اور قرآن نے تصریح کردی کہ حضرت ابراہیمؑ نے اصل
قیام دین کے لحاظ سے حضرت نوح علیہ السلام کی
پیروی کی ہے اس حیثیت سے حضرت ابراہیم
تابع ہو گئے نہ کہ متبوع۔
قرآن مجید نے جہاں حضرت ابراہیم کی اتباع
کی تصریح کی ہے۔ تو اس لحاظ سے نہیں کہ وہ سب سے
پہلے اسلام کا پیغام لیکر آئے بلکہ اس لئے کہ وہ عربوں
کی سب سے بڑی آبادی کے مورث اعلیٰ ہیں تاکہ
ان کو حضرت ابراہیم کی اتباع کا شوق ہو۔
کعبہ عجیب و غریب صنعت کی کوئی عمارت کرینگ[1]
کی طرح نہ تھی اور نہ ہی اسمیں کوئی ایسی زبردست آرائش
اور فنی تعمیر تھی کہ قومیں اسکے لئے جھگڑتیں۔
بلکہ وہ ایک سادہ چوکور عمارت تھی عرب ہر چوکور
عمارت کو کعبہ کہتے ہیں وہ عمارت ایسی تھی [illegible] عام
طور سے لوگ عمارتیں بناتے ہیں۔ اگر [illegible] سے
عبادت و نماز کیلئے نہ بنائیں۔ کیا حضرت ابراہیمؑ
سے جو تمام اقوام کے نزدیک بالاتفاق ایک نبی تھے
یہ بعید ہے کہ وہ خود اپنے اور اپنے بیٹے کیلئے
نماز و عبادت [illegible] ایسی عمارت تیار کریں؟

---

[1] کرینگ احاطہ حفاظت، جو فوج یا قلعہ کیلئے
اردگرد ستونوں کھڑے کرکے بنایا جاتا ہے (مترجم)

اتفاق سے ان کی وفات کے دن
سورج گرہن ہوا تو بعض لوگوں کو خیال
ہوا کہ ان کی وفات کی وجہ سے سورج
گرہن ہوا ہے اس موقع پر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد
فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی دو نشانیاں
ہیں ان کے گرہن کو کسی کی موت وحیات
سے کوئی تعلق نہیں، جب تم لوگ گرہن

جب توریت سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے
بیٹے حضرت اسماعیل کو عرب میں اس جگہ لایا تو
یقینی طور پر ان کیلئے ایک سادی عمارت تعمیر کی (ایسی)
ہوگی جسے اپنی عبادت گاہ بنا ئیں

آج تک کسی قوم نے بھی ابراہیم کے بانی مصلی
ہونیکی حیثیت سے کسی قسم کا اختلاف نہیں کیا تو
پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ آنحضرت نے
بنار کعبہ کی نسبت حضرت ابراہیم کیطرف آن کی
[illegible] وشان بڑھانے کیلئے کر دی۔

بیت اللہ یعنی خانۂ خدا کیلئے صرف کعبہ ہی مخصوص
نہیں [illegible] بلکہ تمام مسجدیں خدا کا گھر ہیں کعبہ کی
عظمت [illegible] اس لئے ہے کہ وہ خدا کا پہلا گھر ہے[1]
جو لوگوں کیلئے مکہ میں بنایا گیا۔

آنحضرت نے بنار کعبہ کو اساس دعوت اور بنیاد
مذہب نہیں بنایا، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ
آنحضرت نے قیام مکہ کے دوران میں صحابہ کو بیت المقدس
کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔

(تعلیق برحاشیہ)
[1] اولیت کے علاوہ کعبہ کو اور فضیلتیں بھی ہیں:
(۱) یہ تمام اہل [illegible] ہے دنیا کی تمام
مسجدوں کے مصلیوں کا رخ اسطرف ضروری ہے۔
وحیث ما کنتم فولوا   اور تم جہاں کہیں ہو اپنے
وجوہکم شطرہ   چہروں کو اسی جانب پھیر دو

(بقیہ تعلیق)
(۲) حضرت ابراہیم کا بھی یہی قبلہ تھا۔

(۳) یہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا مرکز ہے۔ اور یہیں
سارے دنیا سے لوگ کھنچ کھنچ کر حج کیلئے آتے ہیں۔
یأتین من کل فج عمیق   حج کی سواریاں دنیا کی ہر
(۲۲، ۲۷)   دور دراز مسافت طے
کرتی ہوئی آئینگی۔

واذ جعلنا البیت مثابۃ   اور دیکھو، جب ایسا
للناس وأمنا۔   ہوا تھا کہ ہم نے (مکہ کے)
اس گھر کو (یعنی خانۂ کعبہ کو) انسانوں کی گرد آوری
کا مرکز [illegible] کا مقام ٹھہرا دیا۔

(۴) حضرت ابراہیم اور اسمعیل نے اسکی تعمیر کی۔
واذ یرفع ابراہیم القواعد   اور پھر دیکھو، جب
من البیت واسمعیل۔   ابراہیم خانۂ کعبہ کی بنیاد
چن رہا تھا اور اسمعیل بھی اسکے ساتھ شریک تھا۔

دیکھو تو ذکر الٰہی اور نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں سے نماز جنازہ پڑھی۔

ماخذ

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبدالبر (طبع حیدرآباد) ص ۲۲-۲۳-۲۴۔

اسپرنگر اور اسنوک ہرگرونیے کا یہ قول ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے کہ آنحضرت نے اسلام کی بنیاد دین ابراہیمی پر قائم کی اور اسی وجہ سے آپ نے اس کا اظہار مدینہ میں کیا۔"

اگر ان دونوں کا یہ بیان صحیح ہوتا، تو اس صورت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف رکھتے تھے اور وہاں کے تمام قبائل حضرت ابراہیم کی طرف منسوب تھے اس کا اعلان زیادہ مناسب ہو سکتا تھا نہ کہ مدینہ میں جہاں کے تمام باشندے خاندان ابراہیمی سے نہیں بلکہ قبائل یمن سے تھے اور اگر یہاں آنحضرت اس چیز کو اپنے مذہب کی اشاعت کا ذریعہ بھی بناتے تو یہ کوئی فرق [illegible]

(بقیہ تعلیق)

(۵) مسجد حرام میں نماز پڑھنا اور مسجدوں سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الرجل فی بیتہ بصلوۃ وصلوتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوۃ وصلوتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسائۃ صلوۃ وصلوتہ فی المسجد الاقصیٰ بخمسین الف صلوۃ وصلوتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوۃ وصلوتہ فی المسجد الحرام بمائتہ الف صلوۃ۔ (رواہ ابن ماجہ)

جو گھر میں نماز پڑھے گا اسکو ایک نماز کا ثواب ملے گا اور جو محلے کی مسجد میں نماز پڑھے گا اسکو پچیس نمازوں کا اجر ملے گا اور جو جامع مسجد میں نماز پڑھے گا اسکو پانچ سو نمازوں کا ثواب ہوگا۔ اور جو مسجد اقصیٰ [illegible] گا اسکو پچاس ہزار نمازوں کا اجر ملے گا۔ اور جو میری مسجد میں نماز ادا کرے گا اسکو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا اور جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھے گا اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔

مسجد حرام تو اپنی جگہ پر مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کو بھی اور مسجدوں پر [illegible] بخاری اور مسلم میں ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد۔ مسجد الحرام والمسجد الاقصیٰ ومسجدی ہذا سوائے تین مسجدوں یعنی مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد (مسجد نبوی) کے کسی دوسری کیلئے سفر نہ کیا جائے (مترجم)

ابراہیم نخعی

ابو عمران ابراہیم بن یزید بن قلیس بن الاسود الکوفی :۔

علقمہ، مسروق، اور اسود وغیرہ سے روایت حدیث کی بچپن میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

کیونکہ یہاں اس کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔
اسلام نے جس چیز کو اپنی دعوت کی اساس و بنیاد قرار دیا وہ سب سے "پہلے رسول" کا دین ہے۔ اس نے انسانی اختلاف کو مٹایا تاکہ خدا کی قائم کی ہوئی صرف ایک جماعت بن کر رہیں۔ اور تمام امور میں عقل و علم کی دستگیری سے کام لیں۔ اور اپنے شرائع و عقائد میں حق کی نشانیوں سے ہدایت حاصل کریں نہ کہ [illegible] رسولوں کی مخصوص سیرتوں[کہ] سے اس نے [illegible]ان کر دیا کہ ہر انسان کی تعمیر اسکی اپنی شخصی سیرت سے ہوتی ہے۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تم اسوقت حاضر تھے

ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالو نعبد الٰہک

جب یعقوب نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں سے سوال کیا تھا کہ میرے بعد کسکی عبادت کرو گے؟

([تقیہ] [illegible]حاشیہ)

کہ [illegible]کرام کی سیرت مبارکہ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور تکمیل اخلاق و روحانیت و تزکیہ نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے، دعوت و تبلیغ کی حقیقی اور اصلی روشنی اسی وقت سامنے آتی ہے جب کہ مبلغ و داعی از سرتا پا اپنی تبلیغ و دعوت کا نمونہ ہو، صحیح ہدایت و رہنمائی کیلئے قول کیساتھ عملی مثال و نمونہ کی بھی سخت ضرورت ہے، پیش کردہ صداقت کا کامل نمونہ ہی اپنی قوت جذب و کشش سے دنیا

(بقیہ تعلیق)

کی توجہ اپنی جانب کھینچ لیتا ہے، چونکہ انبیاء کرام دعوت الہیہ کے بہترین عملی مظہر اور واضح نمونہ ہیں اسلئے ضروری ہے کہ لوگ ان کی مقدس سیرتوں اور عملی مثالوں سے ہدایت تامہ حاصل کریں خداوند تعالیٰ انبیاء کو مبعوث کرتا ہے اور بار بار ان کے اعمال اور اسوۂ حسنہ کیطرف توجہ دلاتا ہے نیز ان کے ساتھیوں کے سوانح و حالات اور اسوۂ حسنہ کو بھی پیش کرتا ہے۔

[illegible]ۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ (٦٠-٤)

لوگو! ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لئے یعنی تمہاری ہدایت و رہنمائی کے لئے بہترین سیرت ہے۔
خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی،

ان کے تلامذہ میں، فقیہ حماد بن ابی سلیمان، سماک بن حرب، حکم بن عتیبہ، ابن عون، اعمش، اور منصور اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں۔

یہ شہرت سے بچتے تھے، امام شعبی نے ان کی وفات کی خبر سنکر فرمایا: ابراہیم نخعی نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا،، ان کو جب حجاج کی موت کی خبر ملی تو

واذٰ آبائک ابراہیم واسمعیل واسحٰق الٰہاً واحداً ونحن لہ مسلمون تلک امۃ قد خلت لہا ماکسبت ولکم ماکسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

ان کے بیٹوں نے جواب دیا کہ ہم صرف اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے جسکی آپ نے اور آپ کے آباؤاجداد ابراہیم اسمٰعیل اور اسحٰق نے عبادت کی تھی اور ہم لوگ خدا کے فرمانبردار بندے ہیں۔

یہ ایک امت تھی جو گزر چکی اس کے لئے وہ تھا جو اس نے اپنے عمل سے کمایا اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم اپنے عمل سے کماؤ۔ ان کے کاموں کیلئے تم سے باز پرس نہ ہوگی؛

(بقیہ تعلیق)
تمام دنیا کیلئے ایک نہایت ہی واضح اور سب سے زیادہ عالمگیر، اور دائمی اور کامل نمونہ [illegible] مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ انسانوں کے ہر گروہ کے کیلئے اسمیں ہدایت و رہنمائی کا بہت بڑا سامان ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (احزاب ۸) (لوگو) تمہارے لئے خدا کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کی نسبت کسی خاص شخصیت، قبیلہ، یا شعبہ کی طرف نہیں ہے بلکہ اسکی اساس صرف حقائق موجودات ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے انسانوں کے اختلاف اصل، اور اختلاف رنگ و وطن کے باوجود اسکی وحدت کی تاکید کی ہے

(بقیہ تعلیق)
خداوند تعالیٰ نے آنحضرت کی سوانح حیات کو ان کی نبوت کیلئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (سورہ یونس) اور تم کہو میں نے اس وحی سے پہلے تم میں اپنی ایک پوری زندگی بسر کی ہے کیا تم سمجھتے بوجھتے نہیں ہو

قرآن نے آنحضرت کی سیرت و زندگی کی اتباع کو خدا کی محبت کا معیار قرار دیا۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے لوگو اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو خدا تم کو پیار کرے [illegible]

خود آنحضرت نے فرمایا۔

ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وسنتی۔ میں تم میں دو مرکز ثقل چھوڑ جاتا ہوں خدا کی کتاب اور اپنا عملی راستہ۔

بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور فرط مسرت سے رونے لگے ۔ سعید بن جبیرؒ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ابراہیم نخعی کے موجود رہتے ہوئے تم مجھ سے فتویٰ کیوں پوچھتے ہو ؟

فرمایا :

" یا ایھا الناس انّا	اے لوگو ! ہم نے تم کو مرد
خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ	اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو
وجعلنٰکم شعوبا و قبائل	قبیلوں اور شعبوں میں
لتعارفوا ان اکرمکم	تقسیم کر دیا تاکہ یہ تمہارے
عند اللّٰہ اتقاکم "	جان پہچان کا ذریعہ ہو خدا

کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے پھر بیان کیا کہ یہ بشریت متحدہ ضروری ہے کہ اس کا صرف ایک ہی [illegible] ہو وہ دین کیا ہو ؟ سب سے پہلا دین جس کی وحی خدا نے ابوالبشر ثانی یعنی حضرت نوح کی طرف کی ، اس دین کا قیام ، قانون فطرت پر ہے جس سے کوئی علحدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ [illegible] فطرت انسانی ہے ۔

اس [illegible] کا قیام علم و عقل پر ہے اور معلوم ہے کہ یہ دونوں چیزیں تمام ترقیات صوری و معنوی کی اصل و بنیاد ہیں اور قیام [illegible] انسان کے عقلی و نفسی کمال و بلندی کیلئے یہ دونوں چیزیں حد درجہ ضروری ہیں ، اور ان کے سوا کوئی چارہ [illegible] نہیں ۔

(محمد فرید وجدی)

اس عہد کے مقدس نفوس یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوۂ حسنہ کو ہی پیش فرمایا ہے ۔

لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ (۶۰ : ۶) (مترجم)

([illegible])

ایک دن ناغہ کر کے روزہ رکھا کرتے تھے علمی گفتگو اسی وقت کرتے تھے ، جب ان سے سوال کیا جاتا تھا

۹۵ھ کے آخر میں بڑا پے سے پہلے بزمانۂ کہولت انتقال فرمایا ۔

ماخذ
ذہبی : تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ، ص ۶۳ (۶۴ -) (ا ض)

۳۷ ۔ ابراہیم بن موسیٰ

ابو اسحٰق رازی الفراز

بہت بڑے حافظ حدیث ، متقن ، اور ثقہ ابو الاحوص ، جریر بن عبد الحمید ، یحییٰ بن ابی زائدۃ ، ولید بن مسلم اور اس طبقہ کے لوگوں سے روایت حدیث کرتے ہیں ان کے تلامذۂ حدیث میں بخاری ، مسلم ، ابو داؤد ، ابو زرعہ ، محمد بن اسمٰعیل الترمذی اور دوسرے محدثین ہیں ۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ابراہیم ، ابوبکر بن شیبہ سے اتقن و اصح فی الحدیث تھے ، اور صفوان بن صالح سے [illegible] تھے ابو زرعہ نے ابراہیم بن موسیٰ سے ایک لاکھ حدیث روایت کی تھی اور اتنی ہی حدیث ابن ابی شیبہ سے بھی روایت کی تھی ۲۳۰ھ کے اندر یا اس سے پہلے وفات پائی ۔ ذہبی : تذکرۃ الحفاظ

(ج ۱ ، ص ۴۵۹ ، ۴۶۰)

٢٧ ابراہیم

بن احمد۔ احمد اول کا سب سے چھوٹا بیٹا۔
شوال کی بارہویں تاریخ ۱۰۲۴ھ (۴ نومبر
۱۶۱۵ء) میں پیدا ہوا۔ اپنے بھائی مراد رابع
(متوفی ۱۶ شوال ۱۰۴۹ھ ۸ فروری ۱۶۴۰ء)
کے مرنے کے بعد سلطنت عثمانیہ کا بادشاہ
ہوا۔ یہ سلاطین آل عثمان کا انیسواں[1]
بادشاہ تھا۔ اس کے دونوں بھائیوں
"عثمان ثانی" اور "مراد رابع" نے اپنے
ایام سلطنت میں اسکو بالکل نظر بند رکھا،
اسوجہ سے یہ جوانی میں ضعیف الجثہ تھا
وہ ہمیشہ ان کی مکاریوں اور آنیوالے
حوادث سے گھبراتا رہتا تھا۔ ان امور نے
اس کو دولت عثمانیہ جیسی بڑی سلطنت
کی حکمرانی کے قابل نہیں رکھا۔

اسی وجہ سے اس نے حکومت کے
ابتدائی دور میں انتظام سلطنت اپنے مدبر
وزیر "قرہ مصطفی" کے حوالہ کیا۔ معاہدۂ
زہون (۱۵ مارچ ۱۶۴۲ء) [illegible] مصطفی
(SZON)
نے آسٹریا سے صلح کی تجدید کی۔ پھر نئے
طور سے قلعۂ آزاق پر جنگ کی، اور فتح کیا۔
جن مختصر شورشوں سے اسکو واسطہ پڑا
ان میں نصوح پاشا کی شورش جو ۱۶۴۲ء
میں ہوئی تھی، اہم ہے۔ اور وہ اسی وقت
سے نہایت بیداری کیساتھ مالیات، اور
عملہ کی اصلاح، اخراجات کی مناسبت اور
تحصیل مالگذاری کی دیکھ بھال میں مصروف
ہو گیا لیکن وزارت کے چار برس کے
بعد محل کی سازشوں کا شکار ہو گیا
ذی قعدہ ۱۰۵۳ھ (۲۱ جنوری ۱۶۴۴ء)
کو اسکا سر کاٹ لیا گیا۔

سلطان اپنے اسلاف اور جانشینوں
کیطرح شاہی محل کی حرموں کیساتھ عیش و
عشرت میں بہت زیادہ مشغول ہو گیا۔
اپنی لونڈیوں، اور دوستان باصفا کو
جنمیں خوجہ حسین کے مشورہ و رائے پر
چلتا تھا خوجہ حسین زعفرانبولی ایک جاہل
آدمی تھا چونکہ اس نے اپنی طلسمات سحریہ
سے سلطان کے مرض غشی کے دورہ کا علاج
کیا تھا اس وجہ سے اسکو سلطان کے
مزاج میں بہت دخل تھا۔

ابراہیم اور اس کے [illegible] والوں کی
رنگ رلیوں نے خزانہ شاہی کو خالی کر دیا
القاب، اور مناصب ان ہی لوگوں کو
عطا ہوتے تھے جو لونڈیوں میں مشہور تھے

---

[1] انیسواں نہیں بلکہ اٹھارہواں بادشاہ تھا۔ (مترجم)

یا جو اس سلسلے میں گراں رشوت ادا کرتے تھے اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صدارت عظمی اور سلطنت کے بڑے بڑے افسران قریباً ہر سال بدلنے جانے لگے ۔ یہی ابتر حالت تھی کہ اس دمیان میں مالٹا کے بحری ڈاکوں نے کارپاتھوس —

KARPATHOS کے قریب ۲۸ ستمبر ۱۶۴۴ء میں حاجیوں کے ایک جہاز کو لوٹ لیا اسی جہاز میں غلاموں کا سردار "سنبل" بھی تھا جو قاہرہ جا رہا تھا۔ ڈاکوں نے اس کا مال لوٹ لیا اور اس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا یہ خبر سنکر سلطان نے انتقام کا مصمم ارادہ کر لیا سلحدار یوسف جو سلطان کے خاص بہن تھا سلطان کو وینس کے خلاف جنگ کیلئے ابھار رہا تھا۔

اسی وجہ سے ہم ابراہیم کو دیکھتے ہیں کہ وہ [illegible] ریہ وینس کے خلاف جنگ آزمائی میں [illegible] سے اور جون ۱۶۴۵ء میں بغیر اعلان جنگ کے جزیرۂ اقریطش (کریٹ) پہ ایک قوی فوج اتار دیتا ہے — "مرشو" RHETHYMO — کو فتح کرتا ہے — "قندیا" کے مضبوط قلعوں کیوجہ سے اسکے حصار میں طوالت ہوئی اور اسی وقت سے "دلماشیا" میں پے درپے ترکوں کو شکست ہوئی

اس سے سلطان بیحد غضب ناک ہوا اور تمام مسیحیوں کے ذبح کر دینے کا ارادہ کیا یا کم سے کم ان یورپینوں کو جو حکومت میں قیام رکھتے تھے۔ لیکن شیخ الاسلام کے آڑے آجانے کی وجہ سے یہ تجویز مسترد ہو گئی۔

ان جنگجوئیوں نے جو ربع صدی تک رہیں حکومت کی قوتوں کو پامال کر دیا ؛ مگر پھر بھی سلطان عیش وعشرت سے باز نہ آیا، اس نے نئے نئے ٹیکس لگانے شروع کئے تاکہ اس کے محل کے مجنونانہ رنگ رلیوں کے اخراجات پورے ہوں۔ اسی وجہ سے ینگچریوں کی ماتحتی میں ایک زبردست شورش برپا ہو گئی، اس شورش میں علماء اور شیخ الاسلام ابو سعید بھی ان لوگوں کی مدد کرتے تھے۔

صدر اعظم ہزار پارہ احمد پاشا، اس برانگیختہ جماعت کا اول قربان گاہ بنا۔ اس کے بعد ۱۸ رجب ۱۰۵۸ھ (۸۔ اگست ۱۶۴۸ء) میں ابراہیم پاشا تخت سلطنت سے [illegible] اپنی محل "چینیلیکوشک" میں قید کر دیا گیا جہاں تھوڑے ہی دنوں بعد پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

ابراہیم جسوقت تخت سلطنت پر بیٹھا تھا تو خاندانی عثمانی کے اولاد ذکور میں

صرف یہی ایک تھا، لیکن اس نے اپنے مرتے وقت چار بیٹے چھوڑے، جنہوں نے سلطنت خاندان عثمانیہ کی حفاظت کی۔ یہی ایک واحد خصوصیت ہے جس کو تاریخ سلاطین کے لئے محفوظ رکھا ہے[1]

مآخذ

(۱) حاجی خلیفہ؛ فذلکہ ج ۲، ص ۲۲۰ — ۲۳۰ — ۲۳۹ —، اور اس کے بعد۔

(۲) نعیما؛ تاریخ، ج ۱، ص ۶۹۷؛ ج ۲ — ص ۱۷۱ —

(۳) روضۃ الابرار ص ۶۱۰ — اور اسکے بعد

(۴) منجم باشی، ج ۳، ص ۶۷۹ — ۶۹۲ —

(۵) صولاق زادہ، ص ۷۶۶ — ۷۷۳ —

(۶) اولیا؛ سیاحت نامہ ج ۱، ص ۲۶۷ — ۲۷۴ — ۳۵۵۔

(۷) اولیا؛ سیاحت وغیرہ، ج ۱، ص ۱۲۶۱، ۱۵۱ —

(۸) RYCAUT—KNOLLES: HISTORY ETC — ص ۴۹ — ۷۹ —

(۹) HAMMER: GESCHICHTE DES OSMANISCHEN REICHES ج ۵ ص ۲۹۴ — ۴۵۴ —

(۱۰) ZINKEISEN:

---

[1] ابراہیم جامع آجیا صوفیا میں مدفون ہوا، انہی اپنے باپ، چچا، دو بھائیوں اور اپنے بیٹے کی سلطنت دیکھی، کہا جاتا ہے کہ کسی دوسرے بادشاہ کو ایسا اتفاق نہیں ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابراہیم نام کے سلاطین کے حالات کا استقرا کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کسی کو بھی سلطنت کا پورا موقع نہ ملا بلکہ درمیان [illegible] محاضرات راغب میں ابو علی المنطاح سے نقل کیا ہے کہ مہدی عباسی اپنے بیٹے ابراہیم کو بہت چاہتا تھا، ابراہیم کی ماں تسکلہ نے درخواست کی کہ اس کو ولی عہد سلطنت بنایا جائے مہدی نے کہا کہ ابراہیم نام کے لوگوں کو سلطنت کا موقع نہیں ملتا ہے بلکہ مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔)

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام پہلے نبی ہیں جن کو آگ میں ڈالدیا۔

حضرت ابراہیم صاحبزادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کم سنی [illegible]

ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی گئی لیکن اسے سلطنت کا موقع ہو [illegible]

ابراہیم امام نے ملک کی حکمرانی کرنی چاہی لیکن وہ مقتول ہوئے۔ اور دوسرے کو یہ حصہ پہونچا۔

ابراہیم بن عبد اللہ بن حسین نے [illegible] خلافت کی فکر اور جد و جہد کی لیکن باوجود جلالت شان اور کثرت افواج ان کو بھی اس کا موقع حاصل نہ ہوا۔

متوکل نے اپنے بیٹے ابراہیم بن المویہ کیلئے بیعت کی، لیکن اسے بھی سلطنت کے موقع نہ ملا اور مقتول ہوا۔

(دائرۃ المعارف بستانی) (ا ض)

مذکورہ بالا کتاب، ج ۴، ص ۳۰۵–۸۹۲–

(11) JOUANNIN:
LATURQUIE — ۲۵۲–۲۴۴ ص

(12) LAJONCIERE:
HIST.DE L'EMPIRE OTTO MAN — ۳۱۳–۳۱۱ ص

(13) RANKE:
DIE OSMANNEN UND DIE SPANISCHE MONARCHIE IMXVL U.XVII JAHRH 2 — ۷۱–۶۴ طبع چہارم
(J.H.MORDTMANN— جے ایچ مورڈٹمان –)

۷۵ ابراہیم آغا متولی

جامع بنی امیہ دمشق کا متولی تھا ایک آل عثمان میں سے تھا۔ حرم سلطانی میں چھوٹے غلاموں کو جو حرم کے اندر خدمت بجالایا کرتے تھے تعلیم دیتا تھا ایک زمانہ تک علمی خدمت کی وجہ سے اس میں اچھی علمی صلاحیت پیدا ہو گئی تھی بسا اوقات علما کی مجلس میں آ بیٹھتا تھا اور بحث و مناظرہ کرتا تھا۔

۱۰۰۱ھ میں دمشق پہونچا اور سوق البزوریہ کی ایک گلی میں سکونت اختیار کی۔ یہ ایک باصلاحیت آدمی تھا، اس نے جامع اموی کی اصلاح و انتظام میں اپنی بہتر استعداد و صلاحیت کا ثبوت دیا۔

باب جیرون کی جانب حجرۃ الساعات کے مقابل جو حجرہ تھا اس نے اس کی تعمیر کی کوئی شخص اس حجرہ کی تعمیر کیلئے توجہ نہیں کرتا تھا لوگوں کا خیال تھا کہ اس میں بہت بڑا سانپ ہے یہ حجرہ ایک شخص رمضان مرادی کے قبضے میں تھا اس کے مرنے کے بعد اس کے قبضہ و انتظام کیلئے کوئی تیار نہیں ہوا۔ جب ابراہیم آغا آیا تو اس نے بہت اچھی تعمیر کی اور عمارت میں بہت کچھ مفید اصلاحات کئے۔ ۱۰۲۱ھ میں وفات پائی۔

(دائرہ بستانی)

(ا ض)

۷۶ ابراہیم بن ابی تاشفین

(دیکھو "بنو مرین")

(ا ض)

۷۷ ابراہیم بن ابی الحسن

(دیکھو "ابو سالم ابن ابی الحسن")

(ا ض)

٧٨ ابراہیم بن احمد
ابو اسحٰق

یہ خاندان اغالبہ (امراء قیروان افریقہ) کا نواں بادشاہ ہے گو اس نے اپنے بھائی محمد ابو الغرانق کی موت کے وقت اس کے سامنے سخت قسمیں کھائی تھیں کہ وہ اپنے بھتیجے ابو عقال کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ لیکن اپنے بھائی کے مرنے پر ٦ جمادی الاولیٰ ٢٦١ھ مطابق ١٦ فروری ٨٧٥ء کو اہل قیروان کی امداد سے تخت نشین ہوا

ابراہیم ان دو متضاد باتوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

(١) عمارت بنوانے کا شوق۔

(٢) وحشیانہ بے رحمی چنانچہ اس نے رقادہ میں قصر البحر بنوایا اور اسی طرح ساحل بحر پر رات کے خطرناک حملوں سے بچنے کیلئے منارے بنوائے اس وجہ سے بعض دوسری عمارتیں بھی غلطی سے اس کی طرف منسوب کردی گئی ہیں۔

اس نے متعدد جنگوں میں حصہ لیا جن میں سے قابل ذکر وہ جنگ ہے جس میں وہ عباس طولونی کے مقابلے میں شریک ہوا جب کہ اس نے اپنے باپ احمد طولونی بانئے خاندان طولونیہ مصر کے خلاف ٢٦٦ھ مطابق (٨٧٩ — ٨٨٠ء) میں بغاوت کی تھی۔

اغالبہ کی جماعت کو شکست دینے کے بعد جو محمد بن قرہب کی زیر قیادت وادی "وردسا" میں تھی اس نے پہلے "لبدہ" کا اور بعد ازاں "طرابلس" کا محاصرہ کیا چنانچہ اس شہر کی امداد کیلئے "جبل نفوسہ" کے اباضی فرقہ کے لوگ (جن کے حالات "اباضیوں" کے ماتحت درج ہیں) اپنے سردار الیاس بن منصور کی زیر قیادت روانہ ہوئے انہوں نے عباس کے لشکر کو شکست دے کر مصر کی طرف ٢٦٧ھ مطابق (٨٨٠ — ٨٨١ء) میں بھگا دیا

ذی الحجہ ٢٦٨ھ مطابق ماہ جون و جولائی ٨٨٢ء میں بربریوں کی بغاوت میں محمد بن قرہب مارا گیا اس بغاوت کو ابراہیم کے بیٹے ابو العباس نے [illegible] کیا، ابھی اس بغاوت کا خاتمہ نہ ہونے پایا تھا کہ ابو العباس جزیرۂ سسلی بھیجا گیا جہاں وہ ٢٨٧ھ میں سرقوسہ پر قابض ہوگیا۔ بعد ازاں خلیفہ عباسی کے حکم سے ابراہیم بھی ماہ رجب ٢٨٧ھ

مطابق ۔ ماہ جولائی ۔ اگست ۸۹۲ء میں
پہونچ گیا اور طبریں پر قبضہ کرلیا ۔۔
پھر وہ آبنائے کو عبور کرکے کسنتہ کا محاصرہ
کرنے لگا لیکن اسی محاصرے کے دوران
میں ابراہیم کا دستوں کے مرض سے
۱۹ ذی القعدہ ۲۸۹ھ مطابق ۲۶ اکتوبر
۹۰۲ء میں انتقال ہوگیا ۔

اس کی لاش قیروان بھیجی گئی جہاں
وہ یکم محرم ۲۹۰ھ مطابق ۵ دسمبر ۹۰۲ء
کو دفن کیا گیا ۔

مورخین بالاتفاق اسپر سنگدلی اور
بے رحمی کا الزام لگاتے ہیں اور اس کی
مثالیں پیش کرتے ہیں مثلاً غلاموں،
باشندگان رقادہ اور اہل تونس کا
قتل عام نیز اپنے طبیبوں، وزیروں
نوکروں یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابوالاغلب
اور اپنے آٹھوں بھائیوں کا قتل کرنا ۔

ان تمام باتوں پر بے بنیاد خوف نے
اس کو آمادہ کر رکھا تھا اور اس مقصد کیلئے
اس نے حبشیوں کو اپنا محافظ و باڈی گارڈ
مقرر کر رکھا تھا اور وہی اس کے
نزدیک قابل اعتبار اور اس کی
سنگدلی کا ذریعہ تھے ۔

ماخذ

(۱) ابن اثیر: الکامل (طبع ٹورنبرگ)
ج ۷، ص ۱۹۵ ۔ ۱۹۸ ۔ ۲۲۲ ۔
اور اس کے بعد ۲۲۵ ۔ ۲۵۸ ۔
۳۴۹ ۔ ۳۵۱ ۔ ۳۶۰ ۔
(۲) ابن عذاری: تاریخ افریقیہ والاندلس
ج ۱، ص ۱۰۹ ۔ ۱۱۷ ۔ ۱۲۳ ۔ ۱۲۷ ۔
(۳) ابن خلدون: تاریخ افریقیہ وصقلیہ
(طبع DESVERGERS مع ترجمہ
پیرس ۱۸۴۱ء) اصل ص ۵۵ ۔ ۶۰ ۔
اور ترجمہ ص ۱۲۶ ۔ ۲۲۴ ۔
(۴) الشماخی: کتاب السیر
(طبع قاہرہ تاریخ طبع مذارد) ص ۲۲۵ ۔
(موافق ابن الرقیق)
(۵) المقریزی: الخطط (طبع قاہرہ ۱۲۹۰ھ)
ج ۱، ص ۳۲۰ ۔
(۶) دیکھو نویری جو ابن خلدون المسمی
"تاریخ بربر" کے فرانسیسی ترجمہ از
DE SLANE ج ۱ کے آخر میں ملحق ہے
ص ۳۹۸ ۔ ۴۰۳ ۔
(۷) ابن ابی دینار: المونس ص ۴۹ ۔
اور اس کے بعد ۔
(۸) COSTA-LUZI اور

LAGUMINA: LACRONACA SICULA — SAR ACENA (طبع پلرمو ۱۸۹۰ء) ص ۳۲ـ ۳۹ـ

(۹) AMARI: BBLIOTECA ARABO-SECULA اس کے مختلف مقامات میں۔

(۱۰) AMARI: STORIA DEI MUSULMANI DI SICILIA ج۲، ص ۷۲ـ ۹۳ـ

(۱۱) یونانی مآخذ جس کا ذکر ESSAI DE LA MURALTCHRONOGRAPHIEBYZANTINE — میں کیا ہے (پیٹرسبرگ ۱۸۹۶ء) ص ۴۵۶ـ اور اس کے بعد ۴۶۰، ۴۷۷ ـ اور اس کے بعد ۴۸۰ ـ

(۱۲) FOURNEL: LES BERBERES ج ۱، ص ۵۲۳ـ ۵۲۴ـ ۵۲۵ـ ۵۲۹ـ ۵۳۹ـ ۵۵۸ اور اس کے بعد ۵۶۳ـ اور اس کے بعد ۵۷۱ـ ۵۸۳،

(۱۳) A.MULLER: DER ISLAM ج ۱، ص ۵۴۸ ـ ۵۵۲ـ اور اس کے بعد ۵۵۵ ـ اور اس کے بعد ۵۶۰ـ ۵۹۶ـ

(رینی باسٹ — RENE BASSET)

۷۹ ابراہیم بن ادہم

بن منصور بن زید بن جابر (ابو اسحاق) تیمی عجلی:

بلخ کے مشہور زاہد

مختلف سندوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات ۱۶۰ھ/ ۱۶۱ھ ـ ۱۶۶ھ (۷۷۶ـ ۷۸۳ء) کے درمیان میں ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بیزنطینیوں کے خلاف بحری جنگ میں شرکت کے وقت ان کی وفات ہوئی (حلیۃ الاولیا، قلمی ہالینڈ ج ۱، ص ۱۸۸) ان کے بھانجے محمد بن کناسۃ کوفی متوفی ۲۰۷ھ مطابق ۸۲۲ء نے اپنے ایک قصیدہ میں اُن کے زہد، خصائل حمیدہ، اور شجاعت کی تعریف کی ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ اُن کی قبر شہر کے مغربی قبرستان میں ہے (اغانی ج ۱۲، ص ۱۱۳، س ۷ ـ اور اس کے متصل) ایک دوسری روایت کے مطابق بلاد روم کے قلعہ "سوقین" میں مدفون ہوئے

یاقوت، معجم البلدان طبع کردہ وسٹنفلڈ ج ۳
ص ۱۹۶، س ۱۴) حلیۃ الاولیا" کی اکثر
روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صوفیت
میں داخل ہونیکے بعد بلاد شام کی طرف ہجرت
کرگئے تھے اور یہیں اپنی وفات تک مزدوری
کرکے زندگی بسر کی، بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ
بن مبارک نے ان سے خراسان چھوڑنیکی
وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا:
"میں نے زندگی کا آرام، بلاد شام میں پایا،
اپنے دین کو لئے ہوئے ایک پہاڑ سے
دوسرے پہاڑ پر بھاگا چلتا تھا، دیکھنے والا
کہتا تھا کہ یہ وہمی ہے، یا مزدور" یہ ظاہر ہے
کہ ابراہیم بن ادہم کا متصوفانہ قصہ بودھ
کے قصہ پر ڈھال لیا گیا ہے (ملاحظہ ہو

GOLDZIHER:
A. BUDDHISMUS HATASA
AZ ISZLAMRA اس کا اختصار
T. DUKA. نے مجلہ اسیویہ ۱۹۰۴ء
ص ۱۳۲ اور اس کے بعد میں کیا ہے)
اس قصہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بلخ کے
امیر تھے ایک دن شکار کیلئے باہر نکلے۔
لومڑی یا خرگوش کے پیچھے گھوڑا دوڑایا،
یکایک غیب سے ندا آئی "اے ابراہیم!
کیا تم اسی لئے پیدا ہوئے ہو اور اسی کا حکم
دیئے گئے ہو" پھر زین سے آواز آئی "خدا کی
قسم تم اس کام کے لئے پیدا نہیں ہوئے اور
نہ اس کا حکم دیئے گئے۔ بس اسی وقت یہ
اپنے گھوڑے سے اتر پڑے، گھوڑا اور تمام
سامان اپنے باپ کے چرواہے کے حوالہ کیا،
اور اس کے بدلے صوف کا جبہ اس سے مانگ
پہن لیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت کے کام میں
لگ گئے۔ ان کی صوفیت اختیار کرنے کے
متعلق، مزید معلومات کیلئے ملاحظہ ہو گولڈ زیہر
[illegible] کا کتاب "اور فوات الوفیات مطبوعہ
بولاق ۱۲۸۳ھ ج ۱، ص ۳، س ۱۹ اور
اس کے بعد) ان کے اقوال و حالات سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ زاہد و عابد اور عملی تصوف
پر عامل تھے اس نظریہ تصوف کو جس نے

ایک روایت کے مطابق شہر "صور" میں مدفون
ہیں جو ساحل شام کا ایک شہر ہے۔

توفی ابراہیم بالجزیرۃ وحمل الی صور فدفن
هناک سنۃ احدی وستین و مائۃ
(کتاب اختیار الرفیق لطلاب الطریق لابی العباس
شہاب الدین احمد بن سلامۃ، قلمی)
مرآۃ الا[illegible]

(قبر ابراہیم بن ادہم) بعضے گویند در بغداد پہلوئے
امام احمد بن حنبل است و بعضے گویند در شام آنجا کہ
خاک لوط پیغمبر علیہ السلام است وصاحب نفحات گوید
کہ بشام وفات کرد در سنہ احدی وستین ومائۃ و بروایتے
در سنہ ست وستین ومائۃ وبقولے غرہ ماہ شوال سنہ
سبع وثمانین ومائۃ (مرآۃ الاسرار قلمی) (مترجم)

بعد میں نشو و نما پایا، ان کے تصوف میں
تلاش کرنا عبث ہے۔ متقدمین صوفیوں
کی طرح ان کا کھانا پینا قواعد دین کے مطابق تھا۔
ان کا توکل ایسا نہ تھا کہ ہاتھ پر ہاتھ
دھرے بیکار بیٹھے رہیں، اور حلال روزی کی
طلب کو ذلیل سمجھیں بلکہ اس کے برعکس
وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے اور اس قسم
کے دوسرے کاموں سے روزی حاصل
کرتے تھے۔ اگرچہ وہ سائل کے سوال
کو محض اس لئے جائز سمجھتے تھے کہ وہ لوگوں
کیلئے نیکی کا ذریعہ ہے، اس سے ثواب
میں زیادتی اور گناہ میں کمی ہوتی ہے۔
مگر وہ اس سوال کو ذریعۂ زندگی بنالینے کے
خلاف تھے۔

اُن کا بیان ہے کہ سوال دو قسم کا
ہوتا ہے، ایک تو یہ کہ لوگوں کے دروازوں
پر سوال کرتا پھرے
اور دوم یہ کہ مسجد میں بیٹھ جائے
اور تہیہ کرلے کہ میں نماز پڑھوں گا، روزہ
رکھوں گا، خدا کی عبادت کروں گا، اور
کوئی، جو کچھ مجھے دیدے گا اسکو میں لے لوں گا
یہ دوسری صورت سوال کی بدترین
صورت ہے۔

ابراہیم کو ان کی تیس بار کی مسرتوں
اور خوشیوں میں، ایک اسوقت حاصل
ہوئی، جب انہوں نے ایک مرتبہ اپنے
پوستین پر نظر ڈالی تو جوئیں کی کثرت سے
پوستین کا بال نہیں معلوم ہوتا تھا۔
(القشیری: الرسالۃ، طبع قاہرہ ۱۳۱۸ھ
ص ۸۳)

ابراہیم کے اس مندرجہ ذیل قصہ میں،
اسلامی تصوف کے اعتبار سے ہندی اور
سریانی تصوف کے خصائص زیادہ
پائے جاتے ہیں:۔

اب ہم زہد سے متعلق، اُن کے بعض
اقوال بیان کرتے ہیں:

"فقیری آسمان میں ایک خزانہ ہے
جسے خداوند تعالیٰ اپنے خاص بندوں
کو عطا فرماتا ہے"۔

"عارف باللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ
خیر و عبادت اور خدا کی حمد و ثنا میں
سب سے زیادہ مشغول رہتا ہے"۔

ابویزید جذامی نے کہا تھا کہ "عابدوں
کی غایت "جنت" ہے"۔

ابراہیم بن ادہم نے اس کی تردید کی
اور کہا کہ "عابدوں کی سب سے بڑی غایت
یہ ہے کہ خدا ان سے خوش ہو"۔

اگرچہ اس قسم کے اقوال،

مذہب کی سرحد سے گذر کر تصوف کی حدیں
داخل ہیں لیکن پھر بھی ہم ابراہیم کو ان
زاہدوں میں شمار نہیں کرتے جو زہد کے
حدود سے نکل کر تصوف میں چلے گئے۔
ان کے دینی مذہب کی اساس بنیاد
دو چیزوں پر قائم ہے۔
دنیا سے اعراض، اور نفس کی
تادیب ان دونوں سے جو طمانینت قلب
اور سعادت حاصل ہوتی ہے وہ تامل اور
ذہول نفس سے حاصل نہیں ہوتی۔
(نکلسن NICHOLSON
برلن میں ابراہیم ادہم کا قصہ عربی
زبان میں قلمی موجود ہے۔
(دیکھو BROCKELMANN:
GESCH.D.ARAB.LITT.
ج ۱ ص ۱۰۳) یہاں مخطوطہ کے مضامین کو متعلق
معلومات VERZ.d.AHLWARDT میں (؟)
جو حنا یش حسن سدی کی ترکی کتاب سے
ترجمہ کیا گیا ہے۔
پھر اس کا اختصار احمد بن یوسف سنان
قرمانی دمشقی (متوفی ۱۰۱۹ھ ۱۶۱۱ء) نے
صدیش حسن سدی کی ایک اور قلمی
کتاب ملی ہے جس کا نام سیرۃ السلطان
ابراہیم بن ادہم" ہے حبیب الزیات نے
اپنی کتاب خزائن الکتب فی دمشق

دضاحیا ص ۹۳ نمبر ۱۳۲؍۲ میں بیان
کیا ہے۔
گوتھا کے کتب خانہ میں ایک نظم،
جسکی سرخی "قصہ ولی الہ ادہم" ہے
ایک قلمی مجموعہ میں ملی ہے
(ملاحظہ ہو PERTSCH.
DIE ARAB.HSS. نمبر ۲۷۵۲)
ابوالحسن (حسین) محمد نے اردو زبان میں
گلزار ابراہیم" کے نام سے ابراہیم بن ادہم
کا قصہ لکھا ہے (۱۸۶۵ء میں میرٹھ میں
طبع ہوئی اور پھر ۱۸۶۹ء میں لکھنؤ میں
پتھر پر چھاپی گئی۔ اور ۱۸۷۷ء میں کانپور
میں طبع ہوئی ملاحظہ ہو
J.F.BLUMHARDT CAT. OF
HINDUSTANI. PRINTED
BOOKS BRIT.
MUS. ——— ص ۲۱۶
GARCIN DE TASSY اور ملاحظہ ہو
DE LA LITT. HINDOUIE
ET HINDOUSTANIE
ج ۱، ص ۱۰۱)
ملائی زبان میں بھی ابراہیم بن ادہم کا
قصہ ملتا ہے جسکو ڈاکٹر
J.J. DEHLLANDER

نے اپنی کتاب HANDLEIDING BIJ DE BEOEFENING DER MALEISCHE TAAL-EN LETTERKUNDE مطبوعہ ششم مقام BREDA ۱۸۹۳ء ص ۳۴۸ ۳۴۹ میں اس طرح ملخص کیا ہے۔

سلطان ابراہیم، ملک عراق پر چند سال اچھی طرح حکومت کرنے کے بعد، کاروبار سلطنت اپنے معتمد وزیروں کے حوالہ کرکے ادائے حج کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوئے

جب کوفہ پہونچے تو وہاں سیدہ صالحہ بنت شریف حسن سے ملاقات ہوئی انہوں نے اس سے نکاح کر لیا لیکن سفر حج کی وجہ سے جلد ہی اس سے رخصت ہوکر مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ پھر بیس برس کے بعد مذکورہ بالا خاتون کے بطن سے ان کا لڑکا محمد بن طاہر اپنے باپ کی زیارت کیلئے مکہ معظمہ پہونچا، یہاں ابراہیم دنیا سے علحدہ ہوکر مسجد حرام میں مصروف [illegible] تھے،

چونکہ ابراہیم نے تہیہ کر لیا تھا کہ ساری عمر دنیا سے الگ رہ کر خدا کی عبادت کریں گے اس لئے سلطنت کی انگوٹھی بطور نشان حق سلطنت اپنے بیٹے کے حوالہ کی اور کہا کہ تم عراق جاؤ اور وہاں سلطنت سنبھالو ان کا بیٹا عراق روانہ ہوا وہاں وزیروں نے ان کے حق سلطنت کا اقرار کیا، لیکن اسکے باوجود انہوں نے حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں نہیں لی وزیر کے حوالہ کیا اور باپ کا سارا خزانہ بھی وزیر ہی کو سونپ دیا۔

یہ قصہ ملائی زبان میں دو قسم ملتا ہے ایک مختصر، اور دوسرا طویل،

(مختصر قصہ کو ہولینڈی ترجمہ کیا تھا P. R. OORDA VAN EYSINGA: نے LEVENSSCHETS VAN SULTHAN IBRAHIEM, VORST VAN EIRAKH. میں ۱۸۲۲ء کو بٹاوہ میں چھاپا اور پھر ۱۸۴۶ء میں۔

L. LENTING: نے GESCHIEDENIS VAN SULTHAN IBRAHIEM ZOON VAN ADAHAM, VORST VAN IRAKH تعلیقات کے ساتھ BREDA میں شائع کیا۔

۱۸۹۰ء میں A.REGENSBURG نے اس کو بٹاوہ میں نئے طور سے شائع کیا اسکے بعد اس نے ۱۸۹۱ء میں اسکو لاطینی زبان میں بٹاوہ ہی سے شائع کیا؛ طویل قصہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شیخ ابوبکر حضرمی کی عربی کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

دیکھو PH S VAN RONKEL: CATAL. DER MALEISCHE HANDSCHRIFTEN VAN 'HET BATAVIAASCHGENOO-TSCHCHAP ، ص ۱۲۰ — ۱۲۲ نمبر ۱۱۷ — ۱۲۲ = VERHANDELINGEN VAN HETBATAVIAASCH GENOOTSCHAPVAN KUNSTEN EN WETENSCHAPPEN— (جلد ۵۷

ابراہیم بن ادہم کے قصے، جن کے بعض مقامات مطبوعہ نسخہ کے مطابق ہیں، کتاب بستان السلاطین، جلد ۴، فصل ۱ میں بھی ملتے ہیں یہ کتاب [illegible] تالیف ہوئی ہے۔
۱۰۴۰ھ — ۱۶۳۰ء — ۱۶۳۱ء

دیکھو H.N.VANDER TUUK: BIJDRAGEN TOT DE TAAL— LAND-EN VOLKENKUNDE VAN NED INDIE ، مجموعہ سوم، ج ۱ ص ۴۲۷ — ۱ور اس کے بعد نمبر ۱۱؛ اور دیکھو خود مؤلف کی کتاب MALEISCH LEESBOEK جو GRAVENHAGE میں ۱۸۸۷ء میں طبع ہوئی ہے۔ ص ۲۰ — ۲۸۔ اور دیکھو VANRONKLE کا مضمون نمبر ۵؛ نیز جاوی تصنیفات میں بھی ملتے ہیں

LASMAS (?) SALATIN
(کتب خانۂ برٹش میوزیم میں)

دیکھو G. NIEMANN: INLEIDING TOT DE KENNIS VAN DEN ISLAM ص ۲۷۹) اور نوٹ وی میں،

دیکھو J.H.G.CUNNING اس رسالہ میں جو ۱۸۹۱ء میں لیدن میں طبع ہوا ہے، ص ۲۰ — اور اسکے بعد؛

A.C. VREEDE: CATAL VAN DE JAVAANSCHE HANDSCHR. DER LEIDSCHE UNIV. BIBL.

ص ۳۰۳ — نمبر ۳۲۲ —
ان قصوں کو

P.R ROORDA VAN EYSINGA
(امسٹرڈم ۱۸۴۳ء) اور
C.F. WINTER
بٹاوہ ۱۸۸۲ء ۱۹۰۸ء) دونوں نے
جاوی زبان میں نظم کیا ہے۔
دوسرے نے اپنی نظم کی بنیاد اس مضمون
پر رکھی ہے جسے F.L. WINTER
نے نثر میں لکھا ہے (سمرنگ ۱۸۸۱ء)
اور دیکھو VREEDE کی مذکورہ بالا
کتاب ص ۲۱۶ — اور اس کے بعد
یہ قصے سونڈو SUNDA زبان میں
بھی نقل کئے گئے ہیں (۱۸۵۹ء اور
۱۸۸۶ء میں بٹاوہ میں طبع ہوئے ہیں
دیکھو H.H. JUYNBOLL:
CATAL. VAN DE MALEISCHE EN SOENDANEESCHE HAND SCHR. DER LEIDSCHE UNIV. BIDL.
ص ۳۲۰ — اور اس کے بعد نمبر ۳۸۱ —
۳۸۲ — اور ملحق میں ص ۴۷ — اور
اس کے بعد، نمبر ۶۴۳)
اور بوجینیہ BUNGINAISE زبان میں بھی
(ملائی زبان سے) یہ قصہ نقل کیا گیا ہے۔
(دیکھو B.F. MATTHES:
KORT VERSLAG AANG AAN DE. MAKASSAAR SCHE'EN BOEGINEESCHE HANDSCHR
(ص ۳۲، نمبر ۹۵ —
(آرنڈنک C.VAN ARENDONK)

مآخذ

ان مآخذ کے علاوہ جو درمیان مضمون میں بیان کئے گئے ہیں دیکھو مندرجہ ذیل مآخذ:

(۱) ابو عبدالرحمن السلمی: طبقات الصوفیہ قلمی برٹش میوزیم، نمبر F. 4 A

(۲) ابو نعیم اصفہانی: حلیۃ الاولیا قلمی، ہالینڈ جـ۱، نمبر ۱۸۲ —
(انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کے عربی مجلس مترجمین نے اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ازہر شریف مصر میں پایا جس کا نمبر ۵ ہے۔)

(۳) القشیری: الرسالۃ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۱۸ھ ص ۹ س ۱۲ — اسکے بعد۔

(۴) الہجویری: کشف المحجوب، ترجمہ نکلسن، ص ۱۰۳ — اور اس کے بعد۔

(۵) العطار: تذکرۃ الاولیا طبع نکلسن، جـ۱، ص ۸۵ — ۱۰۶ —

(۶) جامی: نفحات الانس (طبع LEES) نمبر ۱۴ —
(۷) الشعرانی: الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۹۱ —
(۸) ابن خلکان (طبع وسٹنفلڈ) ص ۱۳ — اور اس کے بعد —
(۹) الکتبی: فوات الوفیات، ج ۱، ص ۳ —
(۱۰) V.KREMER: GESCH.DER HERRSCHENDEN IDEEN DES ISLAMS ص ۵۷ — اور اس کے بعد —
(۱۱) NICHOLSON: دیکھو ابراہیم بن ادہم کے متعلق اس کا مقالہ، ZEITSCHR.FUR ASSYRIOL ج ۲۶، ص ۲۱۵ — ۲۲۰ —
(۱۲) GOLDZIHER: VORLESUNGEN UBER DEN ISLAM ص ۳ —
(۱۳) E.G. BROWNE: LIT. HIST OF PERSIA ج ۱ ص ۴۲۵ —
(۱۴) قصۂ ابراہیم بن ادہم کا ایک حصہ فنی حیثیت سے JOURN. ROY. ASIAT. SOC. ۱۹۰۹ء ص ۱۵۷ — اور ۱۹۱۰ء ص ۱۶۷ میں مصور کیا گیا ہے۔ (NICHOLSON — نکلسن —)

۸۰ ابراہیم بن عیسیٰ

اپنے عہد کا مشہور اور فاضل طبیب، بغداد میں "یوحنا بن ماسویہ" سے تعلیم حاصل کی اور استفادہ کیا۔

امیر احمد بن طولون کا طبیب خاص تھا ہمیشہ اس کی خدمت میں رہا، مصر میں بھی اس کے ساتھ تھا اور فسطاط مصر میں آخر دم تک مقیم رہا، ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔

(طبقات الاطباء ابن اصیبعہ جلد دوم ص ۸۳ مطبوعہ مصر)

(اض)

۸۱ ابراہیم ابوالمنیٰ بن رئیس موسیٰ بن میمون

فسطاط مصر کا باشندہ، فن طب کا مشہور عالم اور عملی حیثیت سے بھی نہایت ماہر، الملک الکامل محمد بن ابی بکر بن ایوب کا

طبیب خاص تھا، لیکن شاہی محل سے قاہرہ کے شفاخانہ میں بھی مریضوں کے علاج کے لئے آیا کرتا تھا۔

اس زمانے میں ابن اصیبعہ مصنف طبقات الحکماء مصر کے شفاخانہ میں طبیب تھا وہ لکھتا ہے کہ ابراہیم ابوالمنی لانبے قدکا دبلا پتلا آدمی تھا، ظریف، اور خوش گفتار تھا فن طب میں خاص امتیازی مہارت رکھتا تھا ۶۳۶ھ میں مصر میں وفات پائی۔

ماخذ

(طبقات الحکماء ابن اصیبعہ جلد دوم ص ۱۱۸ — مطبوعہ مصر —)

(اض)

۸۲ ابراہیم بن حبیب الفزاری

حکماء اسلام میں مشہور امام اور عالم، سلسلہ خاندان مشہور صحابی سمرۃ بن جندب تک پہونچتا ہے۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام میں اسطرلاب استعمال کیا۔ اس کی ایک کتاب تسطیح کرہ میں تھی تمام مسلمانوں نے اس کا استعمال اسی سے سیکھا، اس کا رجحان علم فلک اور اسکے متعلقات کی طرف تھا۔

اس کی بعض تصانیف یہ ہیں۔

(۱) کتاب القصیدہ، فی علم النجوم۔

(۲) کتاب المقیاس للزوال۔

(۳) کتاب الزیج علی سنی العرب۔

(۴) کتاب العمل بالاسطرلابات ذوات الحلق

(۵) کتاب العمل بالاسطرلاب المسطح۔

ماخذ

(اخبار الحکما ص ۴۲ — مطبوعہ مصر)

(اض)

۸۳ ابراہیم بن سنان

بن ثابت الصابی الحرانی ابو اسحٰق

انواع علوم حکمیہ کا عالم، بیحد ذہین اور عاقل ایسا ذہین آدمی دیکھنے میں نہیں آیا، عام علوم حکمیہ میں سے اس کو فن ہندسہ کی طرف خاص رجحان تھا، اس فن میں اس کی عمدہ تالیفات ہیں علم نجوم میں بھی اس کی [illegible] کتابیں ہیں، علم نجوم کی پہلی تصنیف کتاب "آلات الاظلال" سولہ یا سترہ برس کے سن میں لکھنا شروع کیا فن ہندسہ میں اس کے تیرہ مقالے ہیں [illegible] جن اس فن کے سخت مشکل [illegible] مسائل سے بحث کی ہے۔

ماخذ

(اخبار الحکماء جمال الدین القفطی ص ۴۲—۴۳—)

(اض)

۸۴ ابراہیم بن سعید

بن عبداللہ النعمانی

(دیکھو "ابو اسحق الحبال")

۸۵ ابراہیم بن محمد

بن حسین بن شنظیر الاموی۔

(دیکھو "ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن حسین")

۸۶ ابراہیم بن محمد الہمدانی

البزار

(دیکھو "موسی ابو اسحق ابراہیم")

۸۷ ابراہیم بن یعقوب السعدی

(دیکھو "ابو اسحق الجوزجانی")

۸۸ ابراہیم بن الجنید

(دیکھو "ابو اسحق الختلی")

۸۹ ابراہیم بن محمد

بن عرعرۃ بن البرند ابو اسحق
الشامی البصری:

حافظ حدیث اور صادق الروایۃ
بہ روایت حدیث: جعفر بن سلیمان
الضبعی، غندر، یحیٰی القطان، اور دوسرے
محدثین سے کرتے ہیں۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں: ابو زرعہ،
مسلم، ابو یعلی، احمد بن الحسن الصوفی،
اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں
ابوحاتم نے ان کو "صدوق" (صادق
الروایۃ) کہا ہے۔ اور ابن معین نے
توثیق کی ہے رمضان المبارک ۲۳۱ھ
میں انتقال کیا۔

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، طبع حیدرآباد
ج ۲، ص ۲۲)

(ر اض)

۹۰ ابراہیم بن یوسف

ابو اسحق الباہلی البلخی۔

(دیکھو "الماکیانی")

۹۱ ابراہیم بن یحیٰی النقاش

ابو اسحق المعروف بولد الزرقیال الاندلسی:
[illegible] ہیئت افلاک، اور استنباط
آلات نجومیہ میں اپنے وقت کا سب سے
زیادہ صاحب بصیرت انسان،

اس کی ایک کتاب صفیحۃ الزرقیال ہے
جو اس فن کے علماء میں متداول ومشہور ہے

اسمیں حرکات فلکیہ کے متعلق تمام نادر باتیں
اختصار کیساتھ جمع کی ہیں۔

جب یہ کتاب مشرق میں پہونچی تو
یہاں اس فن کے ماہرین دیکھکر حیران
رہ گئے اور بہت غور وخوض کے بعد
یہ کتاب سمجھ میں آئی۔

اس نے رسد بھی تیار کی تھی اور
اس رصد کی بنیاد پر لوگوں نے رصد تیار کی
(القفطی: اخبار الحکما، طبع مصر ص ۴۲)

(اض)

۹۲ ابراہیم

بن یزید بن شریک التیمی۔

(دیکھو ابواسماء ابراہیم تیمی)

(اض)

۹۳ ابراہیم بن طہمان

(دیکھو "ابوسعید الہروی ثم النیسابوری")

(اض)

۹۴ ابراہیم بن سعد

بن ابراہیم بن عبد الرحمن [illegible]،

(دیکھو "ابواسحق المدنی")

(اض)

۹۵ ابراہیم بن محمد

بن حمزہ بن عمارۃ الاصبہانی۔

(دیکھو "ابواسحق بن حمزہ")

(اض)

۹۶ ابراہیم بن سعید

الجوہری؛

(دیکھو "ابواسحق الطبری ثم البغدادی")

(اض)

۹۷ ابراہیم بن محمد

بن الحسن بن متویہ الاصبہانی یہ ابن
قبرۃ الطیان، اور ابہ کے لفظ سے بھی
مشہور رہیں۔

روایت حدیث، محمد بن عبد الملک بن
ابی الشوارب، بشر بن معاذ العقدی،
احمد بن منیع، ہشام بن خالد الازرق،
عبد الجبار بن العلاء، محمد بن ہاشم البعلبکی
اور اس طبقہ کے محدثیں سے کرتے ہیں۔
انہوں نے بہت طویل سفر کیا تھا۔ [illegible]
پرہیزگار اور عابد تھے ہمیشہ [illegible] رکھتے تھے
حفظ حدیث کے ساتھ اسمیں روایت بھی
رکھتے تھے۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں ابو علی بن
ہارون، طبرانی، [illegible] غسان، ابوالشیخ،
ابن المقری ہیں۔ ابن المقری کہتے ہیں
کہ ابراہیم بن محمد ہمارے سب سے پہلے شیخ ہیں
جن سے میں نے حدیث لکھی۔

ابوالشیخ کا بیان ہے کہ ابراہیم بن محمد صدق و سچائی کے منبع و معدن تھے۔ جمادی الآخرۃ سنہ ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔

ابراہیم بن محمد بن الحسن الاصبہانی۔ ابن متویہ کے علاوہ ایک دوسرے شیخ ہیں۔

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۲ ص ۳۰۴)

(اض)

۹۸ ابراہیم ابو مسعود بن محمد بن عبید الدمشقی

حافظ حدیث، کتاب الاطراف کے مصنف، اس علم میں بہت کمال حاصل کیا تھا۔

محمد بن عبداللہ السقاء وغیرہ سے واسط میں حدیث سنی، اور اصحاب [illegible] سے کوفہ میں، اور ابوبکر القبان[1] اور [illegible] کے طبقہ والوں سے اصبہان میں اور اصحاب ابی خلیفۃ الجمحی سے بصرہ میں، اور اصحاب خزیمہ سے نیشاپور میں۔ اور ابوبکر بن عبدان الشیرازی سے بھی حدیث [illegible]

خطیب کہتے ہیں: کہ ابراہیم نے بہت سفر کیا تھا۔

صادق الروایۃ، فہیم، دیندار، اور پرہیزگار تھے۔

ابراہیم بن محمد کے تلامذہ میں:

ابوذر الہروی، حمزۃ السہمی، احمد بن محمد العتیقی، ابوالقاسم اللالکائی اور دوسرے لوگ ہیں۔

چونکہ ابراہیم ایام کہولت میں انتقال کر گئے تھے اس لئے حدیثیں کم روایت کیں۔

احادیث معللہ کے متعلق ان کا ایک رسالہ ذہبی کو ملا تھا، ذہبی لکھتے ہیں کہ اس سے ان کے حفظ و تنقید کا مرتبہ معلوم ہوتا ہے، رجب سنہ ۴۰۰ھ میں انتقال کیا اور بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی وفات سنہ ۴۰۱ھ میں ہوئی جیسا کہ عتیقی نے بیان کیا ہے۔

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۲۶۹ — طبع حیدرآباد دکن)

(اض)

۹۹ ابراہیم بن عبداللہ

[illegible] بن ماعز البصری، صاحب کتاب السنن: د دیکھو ابو مسلم الکجی)

(اض)

۱۰۰ ابراہیم بن اورمہ

الحافظ البارع ابو اسحاق الاصبہانی:

---

[1] القنان۔

یہ محمد بن بکار، صالح بن حاتم بن وردان، عاصم بن النضر، عمرو بن علی الفلاس، اور اس طبقہ کے محدثین سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن یحییٰ بن مندہ، ابوبکر الباغندی اور ان کے علاوہ ایک جماعت محدثین ہے۔

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ معرفت و حفظ حدیث میں ابراہیم اپنے ہم عصروں پر فائق ہیں۔ دارقطنی نے ان کو ثقہ، حافظ اور جید الرای کہا ہے ۲۶۰ھ کے آخر میں وفات پائی۔

(ذہبی تذکرۃ الحفاظ۔ طبع حیدرآباد۔ جہ ۲، ص ۲۰۳۔)

(ا ض)

۱۰۱۔ ابراہیم بن عبداللہ

ابو اسحٰق الہروی:

نزیل بغداد، بہت بڑے حافظ حدیث راوی صادق، اور زاہد و عابد تھے بہت روزہ رکھتے تھے اسمٰعیل بن جعفر، عبدالرحمن بن ابی الزناد، ہشیم، الدراوردی اور اسی طبقہ والوں سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، فریابی، ابویعلی اور بہت سے محدثین ہیں ان کی وفات رمضان المبارک ۲۴۴ھ میں ہوئی۔

(ذہبی تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۶۸) طبع حیدرآباد۔ (ا ض)

۱۰۲ ابراہیم بن المنذر

ابو اسحٰق المدینی۔

امام حدیث، اور راوی ثقہ، سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، معن بن عیسیٰ ابن وہب، ابوحمزہ اور اس طبقہ کے محدثین سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں بخاری ابن ماجہ، بقی بن مخلد، محمد بن ابراہیم البوشنجی، مطین اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ ہیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے امام مالکؒ کو دیکھا تھا اور ان سے ایک مسئلہ بھی دریافت کیا تھا۔

ان کی وفات محرم الحرام سنہ میں ہوئی

(ذہبی، تذکرۃ الحفاظ طبع حیدرآباد،

جـ ۲، ص ۵۵) (ا ض)

۱۰۳- ابراہیم بن ابی طالب

محمد بن نوح بن عبد اللہ، ابو اسحق النیسابوری۔

(دیکھو ابو اسحق النیسابوری)
(ا ض)

۱۰۴- ابراہیم الدانی

ابو اسحق:

فن طب کا بہت بڑا ماہر، اصل میں بجایہ کا رہنے والا تھا لیکن پھر مراکش میں آکر مقیم ہوا اور یہاں شفاخانہ کا طبیب اور امین مقرر ہوا۔ المستنصر بن الناصر کے زمانے میں مراکش میں وفات پائی۔

(طبقات الاطبا، ابن اصیبعہ مطبوعہ مصر جـ ۲، ص ۷۹) (ا ض)

۱۰۵- ابراہیم بن معقل

(دیکھو ابو اسحق النسفی) (ا ض)

۱۰۶- ابراہیم بن یوسف الرازی

(دیکھو "ابو اسحق" الرازی)
(ا ض)

۱۰۷- ابراہیم بن اسحق

النیسابوری الانماطی۔

(دیکھو "ابو اسحق الانماطی")
(ا ض)

۱۰۸- ابراہیم بن محمد

بن احمد بن ہارون السبتی محدث مغرب۔ ان کی ولادت ۵۸۰ھ کے آخر میں ہوئی۔ حافظ حدیث اور بہت بڑے واعظ۔ سماعت حدیث ابو عبد اللہ التجیبی، ابو النجاح بن الشیخ اور اسی طبقہ کے محدثین سے کی۔

اپنے وقت کے سب سے بڑے حافظ حدیث اور ماہر تاریخ و رجال، وجرح و تعدیل تھے ۶۶۳ھ میں وفات پائی۔ مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو مضمون ("ابو اسحق ابن الکماد)

(ذہبی: تذکرۃ الحفاظ جـ ۴ ص ۲۵۰ طبع حیدر آباد) (ا ض)

۱۰۹- ابراہیم بن أغلب

(۱۴۰ — ۱۹۶ھ = ۸۰۰ — ۸۱۲ء)

سلطنت اغالبہ کا مؤسس جو گویا ایک

مستقل حکومت تھی، سلسلہ نسب یہ ہے ابراہیم
بن أغلب بن سالم بن عقال تمیمی، مروالروذ کا
رہنے والا تھا

اس کے باپ نے ۱۴۸ھ میں ابن
الاشعث کے جانے کے بعد افریقہ میں سلطنت
کی، اور پھر حسن بن حرب کی شورش ۱۵۰ھ
میں مارا گیا۔

اور ۱۷۹ھ ۷۹۵ء میں اپنے بیٹے
ابراہیم کو زاب کی سلطنت عطا کی، جب ابن
مقاتل کے غلط طرز عمل نے لوگوں میں شورش
پھیلا دی اور لوگوں نے اسکو (۱۸۳ھ سے
۷۹۹ء) میں نکال دیا تو ابراہیم بن اغلب
افریقہ کا گورنر مقرر ہوا۔

جب نظام حکومت اپنی جگہ پر آگیا،
تو ابراہیم نے ہارون رشید کے دربار میں
اتنا تقرب حاصل کیا کہ خلیفہ نے اسکی تقرری
مزوسی بھی "ہرثمہ" کے مشورہ کے مطابق
چالیس ہزار دینار خراج کے بدلے میں افریقہ
کی گورنری عطا کی۔ [1]

اور مصر کا خراج جو افریقیہ کو ہر سال ایک لاکھ
دینار ادا کرتا تھا موقوف کیا گیا۔

۱۲ جمادی الآخرۃ ۱۸۴ھ (۹ جولائی
۸۰۰) میں یہ واقعہ پیش آیا۔

بلاد مغرب اور اندلس جس طرح
دولت عباسیہ سے علحدہ ہو گئے، اسی
طرح افریقیہ بھی علحدہ ہو گیا اور فوراً ہی
مصر نے بھی یہی راہ اختیار کی۔ نئے امیر نے
قیروان کی جگہ ایک نئی دار الحکومت "عباسیہ"
کی بنیاد ڈالی (دیکھو مضمون "عباسیہ")

اس کے ایک سال بعد ابراہیم نے
۸۰۱ء میں شارلمان کے سفیروں کا
استقبال کیا جو افریقیہ سے قیمتی تحفے لیکر لوٹے
یہ ظاہر ہے کہ اس سفر کا مقصد صرف اتنا ہی نہ تھا
بلکہ گمان غالب ہے کہ شارلمان، اندلس
کے اسویوں کے خلاف اپنا ایک حلیف بنانا
چاہتا تھا۔

۱۸۶ھ (۸۰۲ء) میں ابراہیم نے
تونس میں حمدیس قیسی کی شورش کو دفع کیا،
پھر ۱۸۹ھ (۸۰۵ء) میں طرابلس میں
دوسری شورش اٹھی یہاں کے باشندوں
نے أغلبی حاکم سفیان بن مضا کو نکال دیا
قریب تھا کہ ۱۹۴ھ (۸۰۹ء) میں عضو عام
کے بعد یہ شورش فرو ہو جاتی۔ لیکن
اسی درمیان میں اس سے زیادہ خطرناک

---

[1] ابراہیم بن اغلب نے گویا مستقل حکومت قائم کر لی
تھی صرف خراج دیتا تھا اور بنی عباس کا خطبہ پڑھا جاتا تھا
ورنہ اور باتوں میں آزاد تھا۔ (مترجم)

شورش خود افریقیہ میں عمران بن مجالد الربیع (بقول ذہبی بجائے مجالد "مخلد" عمران بن مخلد دیکھو فگنان : کامل ابن اثیر ص ۱۵۸ تعلیق نمبر ا ص ۱۷۳) اور قریش بن تونسی کی قیادت میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

ابراہیم دارالسلطنت "عباسیہ" میں کامل ایک سال تک محصور رہا اور اس عظیم الشان شورش کو مال و دولت دیکر فرو کیا۔

عمران بن مجالد : زاب میں ٹھہرا رہا جہاں اپنی زندگی ابراہیم کی موت تک سکون کے ساتھ بسر کی۔ پھر طرابلس میں ایک نئی شورش (۱۹۶ھ سنہ ۸۱۱ء) میں اٹھی جسمیں ہوارہ خارجی نے شہر کو لوٹ لیا ابراہیم نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو ایک فوج کا افسر بنا کر بھیجا جب اسکو ابتدائی [illegible] حاصل ہونے لگی اسیوقت تاہرت (تاقدمت) سے آنیوالے خوارج سے جنگ [illegible] پڑی یہ لوگ رستمی عبدالوہاب بن عبدالرحمن (دیکھو یہ مضمون) کی سرکردگی میں آئے تھے۔ انہوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا تھا لیکن جنگ اسوقت تک جاری نہ ہوئی جب تک کہ قیروان میں ابراہیم کی موت کی خبر ۲۱ شوال ۱۹۶ھ (۵ جولائی ۸۱۲ء) کو نہ پہونچی۔ چونکہ عبداللہ کو اپنے باپ ابراہیم کی جگہ حکومت کرنیکی فکر لگی ہوئی تھی اس لئے اس نے عبدالوہاب کیساتھ صلح کرلی شہر طرابلس کے علاوہ علاقہ جات طرابلس اس کے حوالہ کئے اور دو مقامات قستیلیہ اور جربة بھی حوالہ کردیئے۔

مآخذ

(۱) بلاذری : فتوح البلدان (طبع دی گوسے DE GOEJE) ص ۲۳۲ — ۲۳۴ —

(۲) کتاب العیون، ایک غیر معروف مؤلف کی تالیف جسکو DE GOEJE اور JONG نے FRAGMENTA HISTORICORUM ARABICORUM — میں شائع کیا ہے ص ۳۰۲ — اور اسکے بعد

(۳) ابن اثیر : الکامل (طبع ٹورنبرگ) ج ۶ ص ۹۶ — ۱۰۶ — ۱۰۸، ۱۱۳، ۱۶۴، ۱۸۷، اور اسکے بعد

(۴) ابن عذاری : تاریخ افریقیہ الاندلس (طبع دوزی) ج ۱ ص ۸۱ — ۸۴، ۸۶، فگنان کے ترجمہ میں ج ۱ ص ۱۰۶ — ۱۱۶ —

FAGNAN

(۵) ابوالمحاسن: النجوم ج ۱، ص ۲۸۸،
۵۱۱، ۵۲۸ ئے

(۶) ابن خلدون: کتاب العبر ج ۶،
ص ۱۱۲ —

(۷) ابن خلدون: تاریخ بربر، ترجمہ
ڈی سلین ج ۱، ص ۲۲۵ —

(۸) ابن خلدون، تاریخ افریقیہ وصقلیہ
(ترجمہ وطبع DESVERGERS
پیرس ۱۸۴۱) ص ۱۳۱، ۱۳۳ ئے ۱۳۶ —
اصل میں، ص ۸۱، ۸۳، ۴۹ ترجمے میں

(۹) دیکھو نویری جو ابن خلدون تاریخ
افریقیہ و صقلیہ کے فرانسیسی ترجمہ جز اول
کے ذیل میں ملحق ہے ص ۳۹۷ — ۴۰۳،

(۱۰) ابو زکریا یحیی بن ابوبکر: السیرۃ و اخبار
الائمۃ (فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ
E. MASQUERAY —
جزائر میں کیا ہے ۱۸۷۹ء،
(CHRONIQUE
ص ۱۲۱ — ۱۲۶ ترجمہ میں

(۱۱) الشماخی: کتاب السیر (قاہرہ
چھپی ہے تاریخ طباعت مذکور نہیں —
ص ۱۵۹ — ۳۴۱ —

(۱۲) ابن ابی دینار: المؤنس (تونس
۱۲۸۶ھ ص ۴۷ —

(۱۳) FAGNAN:
ANNALES DU MAGHREB ET DE L'ESPAGNE
(ترجمہ) ص ۱۴۹، ۱۵۶ — ۱۶۰ — ۱۶۲ ئے
۱۶۷ — اور اس کے بعد ص ۱۷۱ —
۱۷۵ — اور اس کے بعد —

(۱۴) EGINHARD:
ANNALES FRANCO-RUM.
AD ANN. 801 —

(۱۵) REINAUD:
INVASOINS DES SARRAZINS EN FRANCE —
(طبع پیرس ۱۸۳۶ء) ص ۱۱۷ —

(۱۶) FOURNEL:
LES BERBERES —
ج ۱، ص ۴۰۷ ئے ۴۱۱ — ۴۱۵ —
۴۵۰ — ۴۵۳ — ۴۵۸ — ۴۶۴،
۴۶۷ — ۴۷۰ —
(RENE BASSET — رینی باسٹ)

۱۱۰
(دیکھو مد ابو ثور")

۱۱۱ - ابراہیم بن عبداللہ

یہ حضرت علیؓ کے سب سے بڑے پوتے، عبداللہ بن حسن (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کے بیٹے ہیں، اپنے بھائی محمد[1] (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کیساتھ ان کی تربیت ہوئی خیال تھا کہ یہ ایک دن خلیفہ ہوں گے یہ دونوں بھائی عباسیوں کو اپنے حق خلافت کا غاصب سمجھتے تھے۔

ابوجعفر منصور نے سلطنت بنوامیہ کے سقوط سے پہلے محمد کے سامنے خلافت پیش کرکے ایک صحیح راہ اختیار کی تھی[2] اسی سبب سے یہ دونوں بھائی خلافت کیلئے زبردست خطرہ تھے اور ابوجعفر ہمیشہ ڈرتا رہتا تھا اس نے اسوقت تک خلافت قائم نہیں کی جب تک کہ اپنی فوجوں کو ان دونوں کی تلاش میں نہ بھیج لیا، یہ دونوں خوف کیوجہ سے اور آنیوالے خطرات سے بچنے کیلئے لوگوں سے چھپے پھرتے تھے، آخر میں اپنی دعوت کیغرض سے محمد مدینہ گئے اور ابراہیم بصرہ کیطرف روانہ ہوئے۔ لیکن موافق حالات کے قبل ہی محمد نے رمضان ۱۴۵ھ (نومبر ۷۶۲ء) میں بغاوت کا جھنڈا بلند کردیا اور اس مقصد کی کامیابی میں شک کی وجہ سے اپنے بھائی کو بھی مجبور کیا کہ وہ بصرہ میں یہی طریقہ اختیار کرے، ابراہیم کا مرکزی مقام مضبوط و مستحکم نہیں تھا کیونکہ عراق والے علی کیساتھ تھے ابوجعفر اسوقت کوفہ میں مقیم تھا اس لئے ایک بڑا لشکر مدینہ اور دوسرے اطراف میں بھیجا ادھر ابراہیم نے بیت المال پر قبضہ کرلیا ۰۰ پھر ایک فوج تیار کرکے اہواز، فارس، اور واسط پر قابض ہوگئے۔ لیکن جلد ہی ان کے بھائی محمد کے مدینہ میں ۱۴ رمضان ۱۴۵ھ (۶ دسمبر ۷۶۲ء) کو

---

[1] المعروف بہ نفس ذکیہ ان کے پاکیزہ خصلت کے سبب یہ لقب پڑا تھا۔ (مترجم)

[2] مروان کے زمانہ سلطنت میں بہت سے لوگوں نے جنہیں سفاح اور منصور بھی تھا، ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، سفاح جب خلافت پر بیٹھا تو محمد اسکی احسانمندی کیوجہ سے خاموش رہے۔ جب سفاح کے بعد اس کا بھائی منصور خلافت پر بیٹھا تو وہ چونکہ ان دونوں بھائیوں کے پورے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے ان دونوں سے ہمیشہ خطرہ محسوس کرتا رہتا تھا۔

(مترجم)

قتل کی خبران کے پاس پہونچی [1]
پھراس کے بعد خلیفہ نے اپنے سپہ سالار
عیسیٰ بن موسیٰ کو مدینہ سے عراق روانہ کیا
ابراہیم بصرہ سے کوفہ جارہے تھے ۱۵ ۔
ذی قعدہ (۱۴ فروری ۷۶۳ء) کو
باخمرا میں جو جنوبی کوفہ میں واقع ہے عیسیٰ
سے مقابلہ ہوا پہلے تو ابراہیم کی فوجوں
کو فتح حاصل ہوئی لیکن فوراً ہی جنگ کا
پانسہ پلٹ گیا ابراہیم کو ایک تیر لگی اور
ان کا سر کاٹ کر خلیفہ کے پاس بھیجدیا گیا
اسوقت ابراہیم کی عمر ۴۸ برس کی تھی۔
ان کی زندگی شورشوں کی قیادت سے
زیادہ، اُنکا ہجو، اور درد سائی سے زیادہ
قریب تھی۔ باوجودیکہ وہ خاندان کے
دوسرے معظم افراد کیطرح بہادر اور
شجاع تھے مگر اپنی ہی رائے پر چلا کرتے تھے
اچھے مشوروں سے اعراض کرنا اور بغیر
غور و خوض کے ہلاکت انگیز راہوں کو
اختیار کرنا علویوں سے وراثت پائی
تھی

ماخذ

(۱) طبری (طبع DE GOEJE)
ج ۳، ص ۱۴۳ ۔ اور اس کے بعد، ۲۸۲ ۔ ۲۱۹ ۔ ۴۱۶ ۔ ۵۳۲ ۔
(۲) مسعودی: مروج الذہب (طبع BARBIER DE MEYNARD)
ج ۴ ص ۱۹۰ ۔ ۲۰۲ ۔
(۳) ابن اثیر: کامل (طبع ٹورنبرگ)
ج ۵، ص ۳۹۰ ۔ ۳۹۸، ۴۰۸، ۴۲۰ ۔ ۴۲۸ ۔ ۴۳۷ ۔
(۴) FRAGM. HISTOR. ARABIC. (طبع DE GOEJE) ص ۲۱۴، ۲۵۶
(۵) NOLDEKE: ORIENTALISCHE SKIZZEN
ص ۱۳۱ ۔ ۱۴۳ ۔
(FR. BUHL.) ایف۔ آر بوہل۔

۱۱۲ ابراہیم بن علی

(دیکھو "الشیرازی")

---

[1] عیسیٰ بن موسیٰ نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا تھا۔ محمد نے تاب مقابلہ نہ دیکھکر پیغام اطاعت بھیجا لیکن عیسیٰ نے کوئی جواب نہ دیا مجبور ہوکر اپنے تین چار سو جان نثاروں کیساتھ مقابلہ کیلئے نکلے اور شہید ہوئے ان کا سر کاٹ کر منصور کے پاس بھیجا گیا۔ (مترجم)

۱۱۳ ابراہیم

بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس؛ سفاح" اور" منصور" جو یکے بعد دیگرے سلطنت عباسیہ کے خلیفہ ہوتے گئے، ابراہیم کے بھائی تھے ابراہیم ۸۲ھ (۷۰۱ — ۷۰۲ء) میں پیدا ہوا اس کا باپ محمد جس نے مشہور روایت کے مطابق ذی قعدہ ۱۲۵ھ مطابق اگست ۷۴۳ء میں وفات پائی، پوشیدہ دعوت عباسیہ کا موسس تھا، اس نے اپنی زندگی ہی میں امامت عباسیہ میں اپنے کچھ حقوق محفوظ کرنیکے بعد ابراہیم کو اپنا نائب مقرر کیا۔ باپ کے مرنیکے بعد دوسرے سال ابراہیم نے "بکیر بن ماہان" (دیکھو یہ مضمون) کو "مرو" بھیجا، جس نے خراسانیوں کو محمد کی وفات، اور ابراہیم کے قائم مقام ہونیکی خبر دی ۱۲۷ھ (۷۴۴ — ۷۴۵ء) میں بکیر کے مرنے کے بعد اس کی جگہ پر "ابو سلمہ خلال" (دیکھو یہ مضمون) کو عباسیوں کا داعی مقرر کیا گیا۔ جسوقت شہر کوفہ عباسیوں کی پوشیدہ دعوتوں کا مرکز خصوصی تھا

اسوقت ابراہیم اپنے باپ کیطرح شہر حمیمہ میں جو جنوبی کرمیت میں واقع ہے مقیم تھا۔

عباسی داعیوں کیلئے خراسان کی زمین نہایت بار آور ثابت ہوئی ۱۲۸ھ (۷۴۵ — ۷۴۶ء) میں "ابو مسلم خراسانی" سلطنت عباسیہ کے پوشیدہ داعیوں کا خراسان میں سردار بنایا گیا۔ آخرکار آیندہ گرمی کے ایام میں ان داعیوں کی قدیم کوششیں جو شورش و بغاوت کیلئے جاری تھیں ظاہر ہونے لگیں یکم شوال ۱۲۹ھ (۱۵ جولائی ۷۴۷ء) کو پہلا مرتبہ سیقذنج میں عباسی رسوم ادا کیئے گیئے[1] اور اسی سال خلیفہ مروان ثانی نے ابراہیم کو گرفتار کرکے حران لایا ابراہیم یہیں رہا اور یہیں اس نے انتقال کیا،

---

[1] ابو مسلم نے سفیدنج میں قیام کرکے تمام بیعت کرنیوالوں کو طلب کیا جب سب جمع ہوگئے تو سرخ یدعلم ظل، اور سحاب جو امام وقت نے اسکو دئے تھے بطور رعایت الملت عباسیہ کھڑا کیا اور عباسی طریقے کے مطابق سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا اور اسلحہ وغیرہ دیکر لڑائی کیلئے تیاری کیا۔ سبز لباس علوی شعار تھا۔ (مترجم)

بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ابراہیم
مروان کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

مآخذ

(۱) طبری، ج ۲، ج ۳، (دیکھو فہرست اسماء)
(۲) ابن الاثیر (مطبوعہ ٹورنبرگ)
ج ۵، ص ۱۹۱ ـــ اور اس کے بعد۔
(۳) یعقوبی: طبع کردہ ہوتسما ج ۲،
ص ۳۹۳ ـــ ۴۳۳ ـــ
(۴) ابن الطقطقی: الفخری (مطبوعہ ڈیرنبرگ)
ص ۱۸۶ ـــ اور اس کے بعد ـــ
(۵) شہرستانی: (طبع کیورٹن) ص ۱،
ص ۱۱۴ ـــ ۱۲۵ ـــ
کتاب شہرستانی کے ترجمہ
HAARBRUCKER:
میں دیکھو ج ۱، ص ۱۷۳ ـــ ۲۱۸ ـــ
(۶) VAN VLOTEN:
DEOPKOMSTAER ABB
ASIDEN ص ۴۸ ـــ اور اسکے بعد
(۷) [illegible]LHAUSEN:
DAS ARABISCHE REICH
ص ۳۱۲ ـــ اور اس کے بعد۔

(کے۔ وی۔ ستر شتین۔
(K.V. ZETTERSTEEN—

۱۱۴ ابراہیم

بن مسعود: بارہواں غزنوی پادشاہ
(دیکھو "الغزنویون")

۱۱۵ ابراہیم

بن مہدی عباسی: ۱۶۲ھ (جولائی ۷۷۹ء) کے آخر میں پیدا ہوا، خلیفہ محمد مہدی کا لڑکا تھا، اس کی ماں کا نام شکلہ تھا حبشہ کی رہنے والی تھی۔

مامون رشید نے دوم رمضان ۲۰۱ھ (۲۴ مارچ ۸۱۷ء) میں بزمانہ قیام مرو جب امام علی رضا کو ولیعہد سلطنت مقرر کیا تو عباسیوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر دیا۔ آخر ذی الحجہ (جولائی ۸۱۷ء) میں عباسیوں نے مامون رشید کے چچا ابراہیم کو ولیعہد سلطنت بنایا" اور [illegible] لقب دیا۔

پہلے ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ روز سہ شنبہ (جولائی ۸۱۷ء) کو خاص [illegible] س نے خفیہ بیعت کی تھی اور پھر یکم محرم ۲۰۲ھ کو عام طور سے اہل بغداد نے بیعت کی۔
(مترجم)

اور ۵ محرم ۲۰۲ھ (۲۴ جولائی ۸۱۷ء) کو مسجدوں میں اس کا اعلان ایک خاص قسم سے کیا۔

اس کی حکومت زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکی کیونکہ یہ فوجیوں کی بخشش دینے سے مجبور رہا، فوج نے شورش برپا کردی۔ جب نظام سلطنت فوجیوں کے ہاتھ میں چلا گیا، تو اسوقت دو مقامات حیرہ، اور کوفہ اس کے قبضہ میں تھے، لیکن ۲۶ رجب مطابق ۷ فروری ۸۱۹ء کو بمقام واسط اسکے دونوں سپہ سالار، سعید بن ساجور، اور عیسیٰ بن محمد حاکم حسن بن سہل کے مقابلے میں شکست کھا گئے یہانتک کہ وہ بغداد میں پناہ لینے پر مجبور ہوا [اور] جلدی، کھلم کھلا دشمنوں سے م[ل گ]یا۔ اور باقی سپہ سالاران فوج [بھی پو]شیدہ پوشیدہ مامون کے طرف[دار] تھے۔

[مام]ون جب خراسان سے لوٹا تو ابراہیم ثابت قدم نہ رہ سکا۔ اور مجبوراً نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ (جولائی ۸۱۹ء) میں اپنی سلطنت کی کوششوں سے رک گیا[۱]

۱۵ صفر ۲۰۴ھ (۱۱۔ اگست ۸۱۹ء) کو مامون رشید بغداد پہونچا۔ اسوقت سے ابراہیم نے گوشہ نشینی اختیار کرلی

۲۱۰ھ (۸۲۵ ۔ ۸۲۶ء) میں مامون رشید نے اسکو گرفتار کرلیا لیکن پھر چند ہی دنوں کے بعد چھوڑ دیا۔

رمضان ۲۲۴ھ (۱۰ جولائی ۸۳۹ء) کو شہر "سرمن رائے" میں وفات پائی۔

اس کو سلطنت کی صلاحیت نہیں تھی لیکن پھر بھی ذوق سلیم رکھتا تھا اور گانے بجانے میں خاص اہتمام کرتا تھا۔

مآخذ

(۱) طبری، ج ۳ ملاحظہ ہو فہرست

(۲) ابن اثیر: الکامل (طبع ٹورنبرگ) ج ۶ ص ۲۳۰ ۔ ۲۶۲ ۔

(۳) یعقوبی (طبع ہوتسما) HOUTSMA ج ۲، ص ۵۴۷ ۔ ۵۵۸ ۔

---

[۱] ۱۷ ذی الحجہ کی رات اسکی سلطنت کی آخری رات تھی جسمیں لباس بدلکر روپوش ہوگیا کل ایک برس گیارہ مہینے بارہ دن اسکی فرمانروائی رہی۔ (مترجم)

(۴) مسعودی: مروج الذہب (طبع پیرس)
ج۶، ج ۷، اور دوسری جگہوں میں
(۵) اغانی، ملاحظہ ہو فہرس
(۶) ابن خلکان طبع WUSTENFELD
نمبر ۸ (ترجمہ (DE SLANE
ج ۱ ص ۱۶ — اور اس کے بعد —
(۷) ابو المحاسن: النجوم الزاہرة ج ۱،
ص ۵۷۸ — اور اس کے بعد —
(۸) ابو الفداء: تاریخ (قاہرہ ۱۳۲۳ھ)
ج ۲، ص ۲۳، ۲۸ — ۳۰ —
(۹) DE GOEJE:
FRAGM. HISTOR ARABIC
ج ۵ دیکھو الفہرس —
(۱۰) ابن خلدون: العبر، ج ۳،
ص ۲۴۷ — اور اس کے بعد
(۱۱) اتلیدی: اعلام الناس (قاہرہ
۱۲۹۷ھ) ص ۱۴۴ — ۱۴۸ —
(۱۲) BARBIER DE MEYNARD: IBRAHIM FILS D'[illegible]MAHDI — پیرس ۱۸۶۹ء
(۱۳) HUMBERT:
ARABICA ANALECTA INEDITA —
(پیرس ۱۸۳۸ء) ص ۶۰ — ۷۲ —
(۱۴) WEIL:
GESCH. D. CHALIFEN
ج ۲، ص ۲۱۹ — اور اسکے بعد —
(۱۵) MULLER:
DER ISLAM. IM MORGEN UND ABENDLAND —
ج ۱، ص ۵۰۴ — اور اس کے بعد —
(۱۶) MUIR:
THE CALIPHATE, ITS RISE, DECLINE AND FALL
(طبع سوم) ص ۴۹۵ — ۴۹۷ —
اور اس کے بعد —
(۱۷) CHAUVIN:
BIBLIOGR DES OUVRAGES ARABES
ج ۶، ص ۵۴ — ۵۵ —
(طبع لیبج ۱۹۰۲ء)
(کے. وی تشترشین —
(K. V. ZETTERSTEEN —)
۱۱۶ ابراہیم [illegible]
(دیکھو "القّاہی")

۱۱۷ ابراہیم پاشا

محمد علی[1] کا سب سے بڑا بیٹا، یہ بہت بڑا سپہ سالار اور مصر کا والی تھا اکثر مؤرخین کا بیان ہے کہ ۱۷۸۹ء میں پیدا ہوا اور بعض مورخین اس کی ولادت ۱۷۸۶ء میں بتلاتے ہیں۔

محمد علی (ملاحظہ ہو مضمون "خدیو") کے وقت میں مصر کی تاریخ میں اسکی بہت اہم شخصیت تھی۔ اس کا لقب "محمد علی کا جنگی ہاتھ" پڑ گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد علی کی سیاسی کامیابیاں، ابراہیم پاشا ہی کے جنگی کارناموں کی رہین منت ہیں۔

مصر میں محمد علی کی مرکزیت جب کچھ مستحکم ہو گئی تو ۱۸۰۵ء میں اپنے دونوں بیٹوں ابراہیم اور طوسون کو بلا بھیجا اور ۱۸۰۶ء میں اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں اسمٰعیل اور اس کے دونوں بھائیوں کو بھی بلا لیا۔

۱۸۰۶ء میں محمد علی نے اپنے بیٹے ابراہیم کو ... عمدہ کپتان کے ساتھ قسطنطنیہ، بطور اماننی رہین (یرغمال) بھیجا۔

جب ۱۸۰۷ء میں انگریزی جنگی بیڑے نے اسکندریہ کو چھوڑ دیا تو باب عالی نے ابراہیم پاشا کو اس کے باپ کے پاس بھیجدیا ۱۸۱۰ء میں ابراہیم اکونٹنٹ جنرل بنایا گیا ۱۸۱۱ء میں سرداران ممالیک کے واقعۂ ذبح کے بعد محمد علی نے اسکو تحصیل مالگذاری کے لئے "صعید" بھیجا اس نے جماعت ممالیک کو ملک سے نکال دیا اور بدویوں کی قوتوں کو بھی توڑ دیا اس کے بعد شہر میں امن و اطمینان ہو گیا لیکن اس نے تحصیل خراج میں سختی برتی۔

جبرتی نے اپنی کتاب میں حوادث ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) کے ختم پر اسکی وصول مالگذاری کے خوفناک واقعات بیان کئے ہیں۔ ۱۸۱۶ء تک ابراہیم جنوبی علاقے میں حکومت کرتا رہا۔

اسی زمانہ میں اسکے باپ کی خدمات کو ملحوظ رکھتے ہوئے باب عالی سے ... "پاشا" کا خطاب عطا ہوا۔

(منجن جلد ۲، ص ۴۸) ۱۸۱۶ء میں محمد علی نے نجدیوں کی جنگ کے قطعی فیصلہ کیلئے اسکو بلاد عرب کیطرف روانہ کیا۔ جہاں نجدیوں سے اس کا بھائی،

---

[1] محمد علی خدیو مصر۔ (مترجم)

(۴) مسعودی: مروج الذہب (طبع پیرس)
ج۶، ج۷، اور دوسری جگہوں میں
(۵) اغانی، ملاحظہ ہو فہرس
(۶) ابن خلکان طبع WUSTENFELD
نمبر۸ (ترجمہ (DE SLANE
ج۱ ص۱۶ — اور اس کے بعد —
(۷) ابوالمحاسن: النجوم الزاہرۃ ج۱،
ص۵۷۸ — اور اس کے بعد۔
(۸) ابوالفداء: تاریخ (قاہرہ ۱۳۲۳ھ)
ج۲، ص۲۳، ۲۸ — ۳۰ —
(۹) DE GOEJE:
FRAGM·HISTOR ARABIC-
ج۵ دیکھو الفہرس —
(۱۰) ابن خلدون: العبر، ج۳،
ص۴۷۲ — اور اس کے بعد
(۱۱) اتلیدی: اعلام الناس (قاہرہ
۱۲۹۷ھ) ص۱۴۴ — ۱۴۶ —
(۱۲) BARBIER DE MEY
NARD: IBRAHIM FILS
DE MAHDI — پیرس ۱۸۶۹
(۱۳) HUMBERT:
ARABICA ANALECTA
INEDITA-
(پیرس ۱۸۳۸ء) ص۶۰ — ۷۲ —

(۱۴) WEIL:
GESCH.D.CHALIFEN
ج۲، ص۲۱۹ — اور اس کے بعد۔
(۱۵) MULLER:
DER ISLAM.IM MORGEN
UND ABENDLAND—
ج۱، ص۵۰۴ — اور اس کے بعد
(۱۶) MUIR:
THE CALIPHATE, ITS RI
SE, DECLINE AND FALL
(طبع سوم) ص۴۹۵ — ۴۰۲ —
اور اس کے بعد۔
(۱۷) CHAUVIN:
BIBLIOGR DES OUVRA
GES ARABES
ج۶، ص۵۴ — ۵۵ —
(طبع لیج ۱۹۰۲ء)
(کے. وی تشتر شتین —
(K. V. ZETTERSTEEN —
۱۱۶ ابراہیم
(دیکھو "القابی")

۱۱۷ ابراہیم پاشا

محمد علی[1] کا سب سے بڑا بیٹا، یہ بہت
بڑا سپہ سالار اور مصر کا والی تھا اکثر
مورخین کا بیان ہے کہ ۱۷۸۹ء میں
پیدا ہوا اور بعض مورخین اس کی
ولادت ۱۷۸۶ء میں بتلاتے ہیں۔

محمد علی (ملاحظہ ہو مضمون "خدیو") کے
وقت میں مصر کی تاریخ میں اسکی بہت اہم
شخصیت تھی۔ اس کا لقب "محمد علی کا
جنگی ہاتھ" پڑ گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ
محمد علی کی سیاسی کامیابیاں، ابراہیم پاشا
ہی کے جنگی کارناموں کی رہین منت ہیں۔

مصر میں محمد علی کی مرکزیت جب کچھ
مستحکم ہو گئی تو ۱۸۰۵ء میں اپنے دونوں
[illegible]ں ابراہیم اور طوسون کو بلا بھیجا اور
۱۸۱[illegible] میں اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں
اسم[illegible] اور اس کے دونوں بھائیوں
کو بھی [illegible]لیا۔

۱۸۰۶ء میں محمد علی نے اپنے بیٹے
ابراہیم [illegible] عہدہ کپتان کے
ساتھ قسطنطنیہ، بطور ضمانتی رہین (یرغمال)
بھیجا۔

جب ۱۸۰۷ء میں انگریزی جنگی بیڑے نے
اسکندریہ کو چھوڑ دیا تو باب عالی نے
ابراہیم پاشا کو اس کے باپ کے پاس
بھیجدیا ۱۸۱۰ء میں ابراہیم کو لفٹننٹ
جنرل بنایا گیا ۱۸۱۱ء میں سرداران
ممالیک کے واقعۂ ذبح کے بعد محمد علی
نے اسکو تحصیل مالگذاری کے لئے "صعید"
بھیجا اس نے جماعت ممالیک کو ملک سے نکال دیا
اور بدویوں کی قوتوں کو بھی توڑ دیا
اس کے بعد شہر میں امن و اطمینان
ہو گیا لیکن اس نے تحصیل خراج میں
سختی برتی۔

جبرتی نے اپنی کتاب میں حوادث
۱۲۲۹ھ (۱۸۱۳ء) کے ختم پر اسکی
وصول مالگذاری کے خوفناک واقعات
بیان کئے ہیں۔ ۱۸۱۶ء تک ابراہیم
جنوبی علاقے میں حکومت کرتا رہا۔

اسی زمانہ میں اسکے باپ کی خدمات
کو ملحوظ رکھتے ہوئے باب عالی سے
"[illegible] پاشا" کا خطاب عطا ہوا۔
(منجن ج ۲، ص ۴۸) ۱۸۱۶ء میں
محمد علی نے نجدیوں کی جنگ کے قطعی فیصلہ
کیلئے اسکو بلاد عرب کیطرف روانہ کیا۔
جہاں نجدیوں سے اس کا بھائی،

---

[1] محمد علی خدیو مصر۔ (مترجم)

طوسون پاشا ۱۸۱۱ء سے ۱۸۱۳ء تک
لڑتا رہا تھا اور پھر ۱۸۱۳ء سے ۱۸۱۵ء تک
خود محمد علی جنگ کرتا رہا تھا۔ تین برس
تک نہایت ہی سخت جنگ کے بعد نجدیوں
کو شکست فاش ہوئی اور نجدیوں کے
دارالسلطنت درعیہ کو برباد کر دیا۔
(ملاحظہ ہو مضمون "درعیہ") عبداللہ بن
سعود اور اس کے اقارب گرفتار کر کے
مصر بھیجے گئے۔

(ملاحظہ ہو مضمون "ابن سعود" عبداللہ)
دسمبر ۱۸۱۹ء میں ابراہیم پاشا فتح یاب ہو کر
قاہرہ لوٹا۔ پھر چند دنوں بعد سلطان نے
جدہ کا گورنر مقرر کیا اس درمیان میں
محمد علی نے اپنے تیسرے بیٹے اسمعیل کو
سوڈان پر قبضہ جمانے کیلئے بھیجا۔ دراصل
اس حملہ سے اس کا مقصد سوڈان کے
سونے کے کانوں کو کھودنا تھا جو قدیم
زمانے سے مشہور ہیں۔

اور اس کے علاوہ غلاموں کا بہم پہنچانا
جو بعد میں نئی فوج کیلئے تیار کئے گئے تھے،
ابراہیم بھی جنگی سامان کیساتھ اپنے بھائی
کی مدد کیلئے سوڈان پہونچا اس کے ارادے
بہت ہی خطرناک تھے لیکن اس کو زخم معدہ
سے سخت اسہال لاحق ہو گیا اس لئے مجبور

ہو کر ۱۸۲۲ء کے اوائل میں اس کو قاہرہ
لوٹنا پڑا آئندہ سال کو لونیل سویف فرانسیسی
کیساتھ فوجیوں کی تربیت نظام جدید میں شریک
رہا یہ یورپین ماہر جنگ کولونیل سویف فرانسیسی
ابراہیم کا استاد خاص تھا جو بعد میں سلیمان پاشا
کے نام سے مشہور ہوا اور آئندہ جنگوں میں
ابراہیم کا دایاں بازو بن کر رہا۔

جب ۱۶ جنوری ۱۸۲۴ء کو محمد علی کے نام
جنگ مورہ کیلئے فرمان سلطانی صادر ہوا
تو اس نے اسی سال جولائی کے آخر میں اپنے
بیٹے ابراہیم کو ایک مضبوط فوج کا جو یورپ
کے طریق جنگ پر تربیت یافتہ، اور زبردست
جنگی ساز و سامان سے مسلح تھی، سپہ سالار
بنا کر بھیجا۔ یہ ناوارین پر قابض ہو گیا اور
پھر ٹریپولی میں داخل ہوا سو جیسے مورہ
کی حیثیت قبضۂ سلطانی کے لحاظ سے
جزیرہ کیطرح ہو گئی۔ فروری، مارچ، اپریل
۱۸۲۶ء میں میسولونگی کے حصار [illegible] میں
مشغول رہا جب باب عالی اور محمد علی نے [illegible]
کی وساطت چھوڑ دی تو اسی [illegible] اکتوبر
۱۸۲۷ء میں نا[illegible] کی بحری جنگ
پیش آئی اور اسی میں حلفا (انگلینڈ، فرانس،
اور روس) کے بحری بیڑوں نے مصری
ترکی بیڑے کے ایک بہت بڑے حصہ کو تباہ کر دیا

انگریزی) امیرالبحر کوڈرنگٹون" اسکندریہ
کے سمندر میں داخل ہو گیا اس لئے مجبوراً
محمد علی کو اپنے بیٹے اور مصری فوج کو بلانا پڑا
ابراہیم پاشا ۱۰ اکتوبر ۱۸۲۶ء کو اسکندریہ
پہونچا۔

۱۸۳۱ء میں اپنے بیٹے ابراہیم کو حملۂ شام
کی قیادت کیلئے مقرر کیا۔ یکم نومبر کو اپنی
فوجوں کیسا تھ فلسطین وارد ہوا اور ۲۷
مئی ۱۸۳۲ء میں چھ مہینہ کے حصار کے بعد
[illegible] پر قابض ہوا اس سے پہلے والی طرابلس
وحلب پر جنوبی حمص میں اسے فتح حاصل ہو چکی
تھی جنوبی حمص پر قبضہ کرنیکی وجہ سے شام
اور ایشیائے کوچک کی ترکی فوجوں پر جس کا
سپہ سالار محمد پاشا والیٔ حلب تھا ۹
جولائی) غالب ہو گیا۔
[illegible] سکندرونہ کے قریب بیلان سے گذرتے
[illegible] ۲۹ جولائی کو افواج ترکی کے قلب پر
[illegible] سپہ سالار حسین پاشا کر رہا تھا
[illegible] ہوا۔
۲۱ دسمبر کو قونیہ میں [illegible]
فوج کی قیادت رشید پاشا کر رہا تھا اسکو
[illegible] شکست دی۔ یہ تمام فتح یابیاں، مصری
[illegible] کی فوقیت، ابراہیم کی فطری قیادت،
[illegible] کے اس سیاسی تجربہ کو ثابت کرتے ہیں

جس نے شامیوں کو باوجود ترکی اثر و
نفوذ، اور امیر بشیر لبنانی جیسے صاحب
اقتدار کی کوششوں کے، ایک جھنڈے کے
نیچے جمع کر دیا ابراہیم ۳ مئی ۱۸۳۳ء کو
بڑھتا ہوا کوتاہیہ تک پہونچ گیا۔ یہ فوجوں
کی یورپین طرز پر تربیت کا نتیجہ تھا باب عالی
اور محمد علی کے درمیان ایک معاہدہ طے
پایا جس میں محمد علی کو شام اور ادنہ ملا
اور سلطان کی جانب سے ابراہیم کو محصل
ادنہ کا لقب ملا محمد علی نے ان
جدید ممالک کا انتظام ابراہیم کے سپرد کیا۔
یہ کام آسان نہیں تھا کیونکہ وہاں کے
باشندوں کے طبائع مختلف تھے اگرچہ یہ لوگ
متفق طور پر ترکی حکومت سے نفرت کرتے
تھے لیکن پھر بھی ابراہیم کے نظام حکومت نے
ان لوگوں کو مطمئن نہیں کیا۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر جگہ فتنہ و فساد کا
طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ابراہیم نے
جنگی مدد سے ان فتنوں کا سد باب کیا۔
لیکن [illegible] فوجی دباؤ سے پریشان ہو کر
بہت سے ایشیائے کوچک و ما وراء
النہر کے شہروں کی طرف ہجرت کر گئے
چارپایوں کو جنگی اغراض میں استعمال کرنے کی
وجہ سے ملک کی زراعت اور تجارت کو بھی

سخت نقصان پہونچا غرض اس عظیم الشان
جنگ سے تمام شہر برباد ہوگئے۔
۱۸۳۹ء میں جب ترکوں نے جنگ
شروع کی تو اسمیں ترکی فوجوں پر جسکی
قیادت حافظ پاشا کر رہا تھا نصیبین (غربی
بیرہ جک) کے قریب ابراہیم پاشا کو زبردست
فتح حاصل ہوئی۔ فوزی پاشا ترکی بیڑے لے
کیساتھ محمد علی کیطرف بڑھا۔ لیکن دول
یورپ کی مداخلت سے صورت حال بدل
گئی، ان دول کی سیاسی گفت وشنید کے بعد
۱۵ جولائی ۱۸۴۰ء کو معاہدۂ لندن
قرار پایا (اس معاہدہ کا نام "الحلف الرباعی"
ہے) چونکہ محمد علی فرانسیسیوں کی معاونت
چاہتا تھا اس لیے اس نے شام یہاں
تک کہ عکا کا بھی تخلیہ کردیا اور صرف مصر
کی حکومت پر قانع ہوگیا۔ لیکن فرانس
نے دست اعانت دراز نہیں کیا اور
حلفا کے جنگی بیڑوں نے مصر اور شام
کو گھیر لیا ابراہیم حلفا کی خشکی پر اتری ہوئی
فوجوں اور باشندگان لبنان کے درمیان
جو اس کے دشمن تھے، اور اس کے
خلاف میں بھڑکائے گئے تھے سخت پریشانی
میں پڑگیا جب انگریزی امیرالبحر نا پیر
NAPIER-

عکا پر قابض ہوگیا تو اس نے اسکندریہ
میں محمد علی کیساتھ گفت وشنید کی جس پر
محمد علی ۲۲ نومبر ۱۸۴۰ء کو تخلیۂ شام پر طیار
ہوگیا ۲۹ دسمبر کو ابراہیم پاشا اپنی فوجوں
کیساتھ دمشق پہونچا، اور پھر غزہ کی راہ
سے مصر لوٹا اور ساتھ ہی تھوڑی سی فوج
سلیمان پاشا کی قیادت میں عقبہ کی راہ سے
مصر روانہ کیا۔ اس کے بعد آئندہ سالوں تک
ابراہیم پاشا مصر کے انتظامات میں مشغول
رہا زراعت کے متعلق اس کی توجہ اور معلومات
قابل تعریف ہیں۔
ابراہیم چند بار یورپ گیا، اور وہاں کے
بعض شہروں کی چشموں کے پانی سے شفا پانی چاہی
یورپ میں اس کا زبردست استقبال کیا گیا
۱۸۴۸ء کے اوائل میں جب یہ مالٹا میں تھا،
اس کے باپ کے مواقع وحالات نے اس [illegible]
مصر آنے پر مجبور کیا اور اسی سال جولائی [illegible]
میں مصر کا حقیقی طور پر والی ہوگیا [illegible]
میں رسمی طور پر قسطنطنیہ میں سلطان [illegible]
[illegible] کی حکومت عطا کی ۱۹ نومبر ۱۸۴۸ء کو
۶۰ برس کے سن میں ابراہیم نے وفات پائی
اور مقبرۂ امام شافعی کے قریب اپنے خاندانی
گورستان میں مدفون ہوا۔ اس کی وفات
کے بعد اس کے بیٹے، احمد (المولود ۱۸۲۵ء)

اور اسمٰعیل (المولود ۱۸۲۶ء) جو بعد میں
مصر کا خدیو ہو گیا اور مصطفےٰ (المولود ۱۸۳۲ء)
زندہ رہے۔ ابراہیم پاشا کی تصویر کتاب
HIST. DE LA GUERRE DE
MEHEMED-ALI CONTR
E LA PORTE OTTOMANE
مصنفہ CADALVENE ET BARRAULT
میں موجود ہے۔
اس کے ذاتی حالات کلوٹ بک کی کتاب
ج ۱۰ ص ۳۳۔ اور اس کے بعد۔
از کتاب۔
A HISTORY OF THE EGYPTIAN REVOLUTION
مصنفہ PATON ج ۲ ص ۵۵۔
میں ملتے ہیں۔

ماخذ

(۱) جبرتی [illegible] عجائب الآثار فی تراجم الاخبار
مطبوعہ بولاق ۱۲۹۷ھ، اور اسکے دیگر
طبعات۔ [illegible] اس کا ترجمہ فرانسیسی
[illegible] مطبوعہ قاہرہ
[illegible] جلدوں میں [illegible]
(۲) ابراہیم پاشا کے حالات ۱۸۲۰ء [illegible]
[illegible]
(؟) [illegible] ماسپارک [illegible] التوفیق

ج ۱ ص ۶۵۔۔ ۷۷۔
(۳) میخائیل شاروبیم بک: الکافی فی
تاریخ مصر القدیم والحدیث مطبوعہ بولاق
۱۳۱۸ھ ج ۴۔
(۴) FELIX MENGIN:
HISTOIRE DE L'EGYPTE
SOUS LE GOUVERNEME
NT DE MOHAMMED ALY
OU RECIT DES EVENE
MENTS POLITIQUES ET
MILITAIRES QUI ONT EU
LIEU DEPUIS LE DEPART
DES FRANCAIS JUSQU'
EN 1823 یہ دو جلدوں میں ہے
(پیرس ۱۸۲۳ء)
(۵) خود مولف
HISTOIRE SOMMAIRE
DE L'EGYPTE SOUS LE
GOUVERNEMENT DE
MOHAMMED ALI
(ان حوادث کے متعلق جو ۱۸۲۳ء
۱۸۳۸ء کے درمیان واقع ہوئے)
پیرس ۱۸۳۹ء۔
(۶) A. DE VAULABELLE:

HISTOIRE MODERNE DEL'EGYPTE
(۱۸۰۱ء سے ۱۸۳۳ء تک)

(۶) HISTOIRE SCIENTIFIQUE ET MILITAIRE DEL' EXPEDITION FRANCAISE EN EGYPTE
ج۹، ج۱۰، پیرس ۱۸۳۰ء و ۱۸۳۶ء۔

(۷) DECADALVENE ETE.BARRAULT
HISTOIRE DE LA GUERRE DE MEHEMEDALI CONTRELA PORTE OTTOMANE
(۱۸۳۱ء ـــــ ۱۸۳۳ء)
پیرس ۱۸۴۷ء۔

(۸) خود مؤلفین کی:
DEUX ANNEES DE L' HISTOIRE D' ORIENT
(۱۸۳۹ء ـــــ [illegible])
پیرس ۱۸۴۰ء۔

(۹) F.PERRIER:
LA SYRIE SOUS LE GOUVERNEMENT DE MEHEMED-ALIJUSQU'EN 1840
پیرس ۱۸۴۲ء۔

(۱۰) CLOTBEY:
APERCU GENERAL SUR L' EGYPTE ـــ دو جزر
پیرس ۱۸۴۰ء

(۱۱) EDOUARD GOUIN:
L'EGYPTE AU XIX SIECLE.
HISTOIRE MILIT ET POLIT. ANECDOTIQUE ET PITTORESQUE DE MEHEMET ALI IBRAHIM PACHA SOLIMANPACHA–
پیرس ۱۸۴۷ء

(۱۲) MAR[illegible]L:
EGYP[illegible] MODERNE
پیرس ۱۸۴۶ء ـــ ص [illegible] ۴۲ ـــ

(۱۳) PAUL M[illegible]URIEZ:
HISTOI[illegible] DE MEHEMET ALI, VICE [illegible] EGYPTE.
چار اجزا میں ـ پیرس ۱۸۵۵ء ـــ ۱۸۵۸ء ـــ

(۱۴) CH.AUG.MURRAY:

ملاحظات

(۱) اسلامی انسائیکلوپیڈیا نمبر ۲ کی اشاعت میں بالکل خلاف امید، بہت زیادہ تاخیر ہوگئی، اس کا سبب کاتب کی علالت، اور دیگر پیش آمدہ حالات ہیں۔

لیکن اب اس کی اشاعت کے لئے زیادہ مناسب اور بہتر انتظامات عمل میں لائے جارہے ہیں یقین ہے کہ چند نمبروں کے بعد اس کی اشاعت بالکل ٹھیک وقت پر ہونے لگے گی۔

معزز ناظرین کو جو طویل انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑی ہے امید ہے کہ معاف فرمائیں گے

(۲) اس قسم کی اہم علمی کتابوں کی طباعت کے لئے، ٹائپ کی طباعت زیادہ موزوں ہے، اس لئے آیندہ نمبروں کا کچھ حصہ لیتھو کے ساتھ نسخ ٹائپ میں بھی طبع ہوا کرے گا، اور دوسری جلد سے مکمل طور پر تمام پرچے نسخ ٹائپ ہی میں طبع ہوا کریں گے۔

(۳) پہلے، دیباچہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ "اردو ترجمہ میں بہت سے اسماء اعلام، اور اماکن، نیز الفاظ لغویہ کا اضافہ کیا جائے گا" لیکن اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ مستقل مضامین کے یہ اضافے، پوری کتاب کی تکمیل کے بعد، چند خاص جلدوں میں بطور ضمیمہ شائع کئے جائیں، اس لئے اب تیسرے نمبر سے صرف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ہی کے مضامین ہوں گے، یہ اضافے نہ ہوں گے، البتہ مصری حواشی کے علاوہ، اردو ترجمہ میں مزید حواشی و تشریحات کا سلسلہ اپنی جگہ پر بدستور جاری رہے گا۔

(۴) اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ایک نہایت ہی اہم علمی سلسلہ ہے، جس کی بہترین افادی حیثیت نظر و فکر کی محتاج نہیں، اس عام گرانی کے زمانے میں اس کی قیمت بھی نہایت ہی کم ہے، لیکن افسوس ملک کا عام علمی ذوق اتنا بلند نہیں کہ وہ اس قسم کی علمی مساعی کا خاطرخواہ خیر مقدم کرے پھر بھی اگر ہمارے مخلص ارباب علم، اور اصحاب ذوق اس کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائیں، تو یقیناً اس کی اشاعت بہت کچھ وسیع ہو سکتی ہے

منیجر

چندہ سالانہ تین روپیہ

فہرست مضامین

ہر دو ماہ پر شائع ہوتا ہے
قیمت فی نمبر ۸ ر

مندرجہ فہرست تمام مضامین کا ترجمہ مدیر نے کیا ہے، صرف آٹھ مضامین یعنی مضمون ابراہیم بن [illegible] صفحہ ۱۰۰، [illegible] صفحہ ۱۴۲، [illegible] بلوق صفحہ ۱۴۷، ابن الاباء صفحہ ۱۵۲ نمبر ۱۷۶، ابن الاحنف صفحہ ۱۵۰، ابن ریحان صفحہ ۱۹۱، ابن اعثم الکوفی صفحہ ۱۹۰، ابن ایاس صفحہ ۱۹۹ کا ترجمہ [illegible] مولوی [illegible] شیخ احمد [illegible] الدہلوی (مولوی فاضل، دمشقی فاضل) نے کیا ہے۔ مدیر

اے شورٹ میموآئر آف محمد علی لندن ۱۸۹۶ء۔

(۱۵) A.A. Paton:
اے ہسٹری آف دی ایجپشین ریوو لیوشن فروم دی پیریڈ آف دی ملوکس ٹو دی ڈیتھ آف محمد علی۔
دوجزء میں لندن ۱۸۶۳ء ج ۲، ص ۱۰۔ ۲۰۹۔

(۱۶) G. ROSEN:
Geschichte Der Turkei von dem Siege der Reform im Jahre 1826 bis zum Pariser Traktat vom Jahre 1856
دوجلدوں میں لیپزگ ۱۸۶۶-۱۸۶۷ء

(۱۷) دیکھو ابراہیم پاشا کے متعلق، P. Ravaisse کا مقالہ
La Grande Encyclopedie ج ۲۰ ص ۵۲۰۔

(۱۸) ڈبلیو۔ الیسن فلپس:
Mehemet Ali (The Cambridge Modern History فصل ۱۷، جلد ۱۰)
کیمبرج ۱۹۰۷ء۔ اسمیں ابراہیم پاشا کے متعلق دوسرے ماخذ کا بھی ذکر ہے

(۱۹) A. Hasenclever:
Die orientalische Frage in den Jahren 1838—1841—Ursprung des Meerengenvertrages vom 13. Juli 1841 --
لیپزگ ۱۹۱۴ء

(پی۔ کے۔ ہلے —— P. KAHLE)

۱۱۷ - ابراہیم پاشا

مشہور صدر اعظم اور سلیمان قانونی کا مقرب، ۱۴۹۳ء کو پارجا میں جو ایپیروس کے ضلع میں ہے پیدا ہوا اس کے ماں باپ مسیحی مذہب رکھتے تھے ایام جوانی میں اغوا کرکے غلاموں کی طرح سلیم اول کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے محل سلطانی کی خدمت کیلئے اسکو مقرر کیا پھر ولی عہد سلیمان کے مصاحبوں میں رہا جو اسوقت مغنیسیا میں صاروخان کا حاکم تھا۔

چندہی دنوں میں اس کی مہارت موسیقی اور لطف معاشرت سے ولی عہد بہت خوش ہوا

جب ستمبر ۱۵۲۰ء میں یہ جوان ولی عہد تخت نشیں ہوا تو اس نے اس کو خاص اوده باشی کا منصب عطا کیا اور اسکے بعد شاہی اصطبل اغاسی کے عہدہ پر مامور کیا۔ اور ۱۳ شعبان ۹۲۹ھ (۲۷ جولائی ۱۵۲۳ء) میں سلطان نے اسکو صدر اعظم بنا دیا اور اسے وقت رومیلی کی حکومت بھی عطا کی۔ تیرہ برسوں تک ابراہیم ان اعلے بلند مناصب پر فائز رہا۔ اس میں اس نے سلطان کا پورا اعتماد حاصل کر لیا تھا، ایسا اعتماد نہ تو کسی کو اس سے قبل حاصل ہوا اور نہ بعد میں حاصل ہوا۔ سلطان نے بلند مناصب کی بخشش کے ساتھ اسکو اپنی محافل المعانی میں بھی شریک کر لیا مہاترل خانہ (یعنی جنگی موسیقی) کا انتظام اس کے سپرد کیا۔ اور ملک کی نصف ریاست بھی حوالہ کر دی، اور شریک سلطان" کا لقب عطا کیا۔

۱۸ رجب ۹۳۰ھ = ۲۳ مئی ۱۵۲۴ء کو اپنی شادی کے دن ایک نہایت ہی اہم اور عظیم الشان محفل قائم کی جسمیں خود سلطان بھی شریک ہوا تھا اور جسکی وجہ سے یہ دن عثمانی دور کا ایک تاریخی دن ہو گیا پھر چند مہینوں کے بعد احمد پاشا خائن کی پیدا کردہ شورش کو فرو کرنیکے لئے مصر بھیجا گیا تاکہ شورش کو دبا کر وہاں کے انتظامات کو اصلی حالت پر لائے اور ملکی اصلاحات کو جدید اصول پر جاری کرے۔

(اکتوبر ۱۵۲۴ء — ستمبر ۱۵۲۵ء)

۱۵۲۶ء میں ہنگری کے خلاف، سلیمان کے پہلے حملہ کی قیادت کی (جنگ موہاکس ۲۸۔ اگست ۱۵۲۶ء کو ہوئی) اور اوفن پسٹ پر غلبہ ۱۰ ستمبر کو) تین سال کے بعد ہنگریا کے خلاف دوسرے حملہ میں بھی سلطان کے ساتھ تھا۔ اور دوسری مرتبہ اوفن پسٹ" پر قبضہ کیا۔ کیونکہ شاہ فرڈیننڈ نے اسکو واپس لے لیا تھا۔

اس کے بعد اس نے اس فوج کی سپہ سالاری کی، جو مدولنا" پر حملہ کرنیکے لیے گئی تھی (ویانا کا حصار ۲۲ ستمبر سے ۱۵۔ اکتوبر ۱۵۲۹ء تک رہا)

۱۵۳۱ء میں ابراہیم نے تیسری بار ہنگریا پر حملہ کیا لیکن وہ گونز" سے آگے نہ بڑھا اور صرف شہروں کی لوٹ مار پر قناعت کی۔ دوسرے سال کی ربیع میں فرڈیننڈ کے ساتھ جو صلح نامہ طے ہوا تھا وہ ابراہیم ہی کے اثر اور سعی و کوشش کا نتیجہ تھا۔

جب شاہ فرڈیننڈ اور جون زاپولیا کے درمیان ہنگریا کی حد بندی میں اختلاف ہوا۔ اسکی خبر سلطان کے پاس پہونچی تو آویں میں مدد کیلئے "لویجی جرلی" بندقی جو ابراہیم کا سچا دوست تھا مقرر کیا گیا (۱۵۳۳ء سے ۱۵۳۴ء) جب ابراہیم نے فارس پر حملہ کیا اور ۱۳ جولائی ۱۵۳۴ء کو حدود تبریز کے اہم اور مضبوط قلعوں پر قبضہ کرنیکے بعد شہر میں داخل ہوا۔ اور اسی سال ۳۱ دسمبر کو بغداد کو بھی لے لیا۔ اور جولائی ۱۵۳۶ء میں قسطنطنیہ لوٹا جہاں پہلے فرانسیسی سفیر کے اتفاق رائے سے فرانسیسیوں کے عطا شدہ امتیازات کے اولین معاہدہ کا اعلان کیا۔

ابراہیم اعزاز و منزلت کے نہایت بلندی پر پہنچ چکا تھا کہ یکایک ۲۲ رمضان ۹۴۲ھ = ۱۵ مارچ ۱۵۳۶ء کو سلطان نے بغیر کسی ظاہری سبب کے شاہی محل میں جہاں وہ دن کے آخر وقت رہتا تھا اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

اسکی نعش بہت ہی پوشیدہ طور پر وہاں سے منتقل کی گئی۔ "اوق میدان" کے بجوار میں جو اسلحہ خانہ کے قریب واقع ہے دفن کی گئی۔

اور پھر اس کے بعد یہاں سے اس کی طرف منسوب قبر کھول کر اسکی نعش درویشوں کے تکیہ "جانفزا" میں منتقل کردی گئی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابراہیم حصول سلطنت کا خواب دیکھتا تھا اور سلطان کے پاس اس الزام کے قطعی دلائل موجود تھے سلطان نے ہر قسم کی تنبیہیں کیں اس کے اس خیال سلطنت کے متعلق لوگوں نے جو جو باتیں اس سے منسوب کر رکھی تھیں ابراہیم کے افعال سے بھی اسکی تائید ہوتی تھی۔ کچھ مدت کے بعد ابراہیم کی دو حیثیتوں "مقبول" اور "مقتول" کے متعلق اقوال و خرافات کا ایک سلسلہ جاری ہو گیا۔

عام لوگ ابتک اس قسم کی بعض چیزیں بیان کرتے ہیں۔

اسکی تعمیر کردہ مساجد اور مختلف عمارات (دیکھو مضمون "عمارت") اور معلق پل جو قسطنطنیہ اور دوسری جگہوں، خصوصاً روملی میں جابجا پھیلے ہوئے ہیں آج تک اسکی یاد کو تازہ کرتے رہتے ہیں اس کے اس عالیشان قصر میں جو "آت میدانی" کے قریب واقع تھا، بعد میں خادمان سلطانی

نے سکونت اختیار کرلی۔

اس کے باقیات "شو ستاخ زریں" کے کنارے پھیلے ہوئے ہیں مدفون سے شہر کے عجائبات میں سے شمار کئے جاتے ہیں

ماخذ

(۱) سولاق زادہ: تاریخ۔

(۲) پچوی: تاریخ ج ۱ -

(۳) ولادر زادہ حدیقۃ الوزراء ص ۳۶

(۴) عطا: تاریخ ج ۳ ص ۱۵ - ۱۸ -

(۵) حافظ حسین ایوان سرائی · حدیقۃ الجوامع، ج ۱، ص ۸۰۳ ج ۱، ص ۳۹ -

(۶) معاصرین بنادقہ کے چند خطوط -
RelationidegliAmbasciatoriVeneti--
مؤلفہ Alberi مجموعہ سوم جلد اول و سوم -

(۷) MarinoSanuto Diarii-

(۸) تقاریر Cordelius de Schepper مبعوث شارل خامس و شاہ فرڈیننڈ اور مجموعہ ابحاث مؤلفہ Von Gevay:
Urkundenund Akten-stilcke- ج ۶ ؛ اور

(۹) Missinos diplomatiques de corneille Duplucius de Schepper dit Scepperus (Mem. de l' Acad. roy. des Sciences.... de Belgiques.)
جلد ۳۰ ۱۸۵۶ء میں اس کے متعلق مضامین ملتے ہیں

(۱۰) Giovo: cose dei Turchi
(بدقیہ ۱۵۴۱ء)

(۱۱) Geuffroy: Brieve description de lamort du grand Turc- (پیرس ۱۵۴۶ء)

(۱۲) Guillaum Postel: La tierce Partie des Orientales Histoires——
(پواتییہ ۱۵۶۰ء) ص ۳۸ - ۴۱ -

(۱۳) RadiMoysenAlmosnino: Extremos y Grandezas de Cons

tantinople—

میسڈ ریڈ سنہ ۱۸۷۳ء ص ۱۰۴—
۱۲۹—

(۱۴) فون ہیمر:

Geschichte des Osmanischen Reiches.

جلد سوم، ونہم ص ۲۹ — اور اس کے بعد —

Zinkeisen — اور

جلد دوم و سوم ص ۰۷ — ۸۱ —

(۱۵) فون ہیمر:

نے توقیع (طغرا) ابراہیم کو

Wien's Turkische Belagerung vomJahre 1529—

(پسٹ سنہ ۱۸۲۹ء) ص ۱۷۴ میں نقل کیا ہے —

(جے - ایچ مورڈٹمان J H.Mordtmann—

۱۱۸— ابراہیم پاشا

(دیکھو "چندرلی")

۱۱۹— ابراہیم پاشا

مراد ثالث کا مقرب، مراد ثالث کے بیٹے احمد ثالث کے عہد میں تین مرتبہ صدارت عظمیٰ کے عہدے پر فائز ہوا۔

یہ سقلیہ کا رہنے والا تھا۔ جوانٹسا جوزہ" میں پیدا ہوا۔

سلطانی محل میں تربیت پانے کے بعد سنہ ۹۸۲ھ (سنہ ۱۵۷۴ء/سنہ ۱۵۷۵ء) میں سلحدار (یعنی حامل سلاح سلطان) مقرر کیا گیا۔ پھر ذی قعدہ سنہ ۹۸۶ھ سے جمادی الآخرۃ سنہ ۹۸۹ھ تک (آخر دسمبر سنہ ۱۵۷۸ء سے جولائی سنہ ۱۵۷۹ء تک) آغا انکشاری رہا۔ اور اسکے بعد روملی کا بکلربک ہو گیا۔ سنہ ۹۹۰ھ (سنہ ۱۵۸۲ء) میں مصر کا والی مقرر کیا گیا جس پر ڈیڑھ برس تک قائم رہا اوائل سنہ ۱۵۸۵ء میں دروز لبنان کے خلاف حملہ کی سپہ سالاری کی، اور اسی سال ستمبر کے مہینے میں قسطنطنیہ لوٹا۔

جمادی الآخرہ سنہ ۹۹۴ھ آخر مئی سنہ ۱۵۸۶ء میں عائشہ بنت سلطان مراد رابع سے اپنی شادی کے موقع پر مجلس قائم کی تھی آخر رجب سنہ ۹۹۵ھ (آخر جون سنہ ۱۵۸۷ء) میں قپودان پاشا مقرر کیا گیا اس

عہدے پر تقریبا ایک سال تک رہا۔
پھر تقریبا سو دنوں کے بعد جب سلطان
محمد ثالث تخت سلطنت پر بیٹھا تو ابراہیم
ابتدا، ۱۷ شعبان ۱۰۰۳ھ (۱۶ اپریل
۱۵۹۵ء) کو قائمقام مقرر ہوا اور
ایک سال گذرنے کے بعد (۲۷ شعبان
۱۰۰۴ھ = ۲۴ اپریل ۱۵۹۶ء) کو
صدر اعظم کے عہدے پر سرفراز کیا گیا
سلطان نے جب شہر ارلو (ترکی میں
ایگری کہتے ہیں) پر حملہ کیا تھا تو یہ بھی
سلطان کے ساتھ تھا۔
۲۷ اکتوبر جنگ کرزت۔
Keresztes کی جنگ کو صدراعظم کے
عہدے سے معزول کیا گیا پھر چھ مہینوں
کے بعد (اواخر ربیع الثانی ۱۰۰۵ھ
۱۵ دسمبر ۱۵۹۶ء میں) دوبارہ اس
عہدے پر مقرر کیا گیا۔
لیکن ایک برس کے اندر ہی ۲۳
ربیع الاول ۱۰۰۶ھ (۴ نومبر ۱۵۹۷ء)
کو سلطان نے اسکو برطرف کر دیا
اس نے پھر تیسری مرتبہ ۹ جمادی الآخرۃ
۱۰۰۷ھ (۷ جنوری ۱۵۹۹ء) کو اس
عہدے کی درخواست کی۔
اس کو عثمانی افواج کی سپہ سالاری
جو ہنگریا میں تھی سپرد کی گئی۔
ان دونوں حملوں میں جو زیر سپہ سالاری
ابراہیم ۱۰۰۷ھ و ۱۰۰۹ھ (۱۵۹۹ء
۱۶۰۰ء) میں ہوئے۔
ان آسٹرین فوجوں کے رد کرنے میں جس
ہنگریا پر غارت گری کی تھی ابراہیم کامیاب ہوا
اور نائی کانیزسا Nagy Kanizsa
کے مضبوط قلعہ کو (ربیع الثانی ۱۰۰۹ھ
آخر اکتوبر ۱۶۰۰ء میں) فتح کر لیا۔
اس خدمت کے بدلے میں سلطان نے
اسکو مدت العمر کیلئے صدارت عظمی کا منصب
عطا کیا۔ ابراہیم نے بلغراد میں ۹ محرم
۱۰۱۰ھ (۱۰ جولائی ۱۶۰۱ء) کو وفات پائی

مآخذ

(۱) دیکھو تواریخ سلانیکی، اور پچوی، اور
حاجی خلیفہ (فذلکۃ اور تقویم التواریخ)
اور نعیما۔
(۲) دیکھو تراجم، جو، حدیقۃ الوزرا،
ص ۴۵ ۔ اور اس کے بعد اور تاریخ
عطا ج ۲، ص ۱۴۱ ۔ اور اس کے بعد
اور سجل عثمانی ج ۱ ۔ ص ۹۷ میں ہیں
(۳) فون ہیمر:
Gesch. des—

Osmanischen Reiches
جلد چہارم۔

(۴) Charrieres:
Negociations de la France dans le Levant۔

ج ۴، ص ۴۹۰ ــ اور اس کے بعد

(۵) ووسٹنفلڈ:
Fachr ed din der Drusen furst Und Seine Zeitgenossen—

(جے۔ ایچ موردٹمان
(J.H.Mordtmann)

۱۲۰۔ ابراہیم پاشا

احمد سوم کے مقربین میں سے تھا۔ مدتوں تک صدر اعظم کے عہدے پر رہا۔ اسکے باپ کا نام علی آغا تھا۔ ۱۶۶۸ء کو ایک گاؤں "موشہرہ" میں جو "ارقبا" کے قریب اور "نیدہ" کے ضلع میں ہے پیدا ہوا۔ جس برس کی عمر میں دار السلطنت پہونچا۔ قصر سلطانی میں اسکو حلوائی کے کام کی ایک جگہ مل گئی پھر حرم سلطانی کی حفاظت کیلئے "سپردار"

مقرر کیا گیا چونکہ یہ نہایت ہی ذہین، اور اعلیٰ درجہ کا انشا پرداز تھا اس لئے جلد ہی حرم سلطانی کا کاتب مقرر ہو گیا اس منصب پر آنے کے بعد ۱۱ ایک امیر احمد نام سے جو بعد میں سلطان ہو گیا۔ ملاقات ہوئی۔

۱۱۱۵ھ (۱۷۰۳ء) میں جب احمد تخت سلطنت پر بیٹھا تو ابراہیم چھ برس تک خواجہ سرایوں کے سردار کا پرائیویٹ سکریٹری (۱) رہا۔ پھر سلطان نے اسکو اپنا وزیر مقرر کر لیا (۲) لیکن وہ بعض چھوٹے چھوٹے ہی عہدوں پر قائم رہے (۳) مثلاً وہ رئیس حسابات (محاسبچی) اور امین خزانہ (دفتردار) مقرر کیا گیا۔

۱۱۲۸ھ (۱۷۱۶ء) میں داماد علی پاشا کے حملہ ہنگریا میں، اس کے ساتھ تھا ۱۵۔ اگست ۱۷۱۶ء کو جب جنگ پیٹروارڈن Peterwardein میں عثمانی افواج کو شکست ہوئی تو ایک اہم کام اس کے سپرد کیا گیا۔ یعنی قسطنطنیہ میں سلطان کے پاس عثمانی افواج کی شکست کی خبر لیکر یا تھا۔ یہ سلطان سے اسکی دوسری ہی ملاقات تھی۔ سلطان نے اسکو سواروں کا سردار

مفوض کیا، اور دوسرے ہی سال (۱۶ ار
شوال ۱۱۲۹ھ = ۲۳ اکتوبر ۱۷۱۶ء کو)
صدر اعظم کا کام اسکے سپرد کیا گیا۔ پھر
چند مہینوں کے بعد ۶ ربیع الاول ۱۱۲۹ھ
(۱۸ فروری ۱۷۱۷ء) میں سلطان نے
اپنی لڑکی شہزادی فاطمہ کو اس سے بیاہ
دیا۔ اس شہزادی کی عمر اسوقت تیرہ
برس کی تھی۔

پھر ۸ جمادی الآخرۃ ۱۱۳۰ھ مطابق
۹ مئی ۱۷۱۸ء کو صدر اعظم کے منصب
پر فائز ہوا، اور آخر عمر تک پورے بارہ
سال، اسی منصب پر رہا۔ سلطنت عثمانی
کی تاریخ میں یہ دور نہایت ہی بہترین شمار
کیا جاتا ہے

سلطان اور وزیر دونوں مبدأ فیاض
سے ذوق سلیم کا وافر حصہ لیکر آئے تھے۔
تمدن و تہذیب، اور علوم و فنون کی ترقی
اور نشر و اشاعت میں ایک دوسرے پر
سبقت لیجانا چاہتا تھا ان دونوں نے
باسفورس کے کنارے بکثرت محلات
طیار کرائے اور نہر شیریں کے گرد اگرد
(کاغذ خانہ) تعمیر کرایا، جو ایک مشہور
سیر گاہ ہوگئی۔ ملک کی مجالس دینی و
دنیاوی کو اسکی اہمیت و منزلت اور
کثرت تعداد کے اعتبار سے بہت کچھ
فروغ دیا۔ تعمیرات عامہ بنوائے اور متعدد
کتب خانے مثلاً کتب خانہ سرائے،
کتب خانہ ابراہیم پاشا قائم کرائے۔
ابراہیم متفرقہ (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کو فن
طباعت کی طرف توجہ دلائی خارجی سیاست
کے لحاظ سے ابراہیم کا اہم کارنامہ یہ
ہے کہ اس نے یورپین حکومتوں کے ساتھ
یہاں موودت کو مضبوط کیا۔ منصب صدارت
پر آنیکے بعد ہی ۱۷۱۸ء میں آسٹریا اور
اس کے حلیفوں کی طویل جنگوں کو روکنے
کیلئے معاہدۂ پسارفتز ——
Passarowitz.
کو مرتب و مکمل کیا۔ ۱۷۲۴ء کو پطرس
اکبر کے ساتھ فارس کے ان شہروں کی تقسیم
کا مسئلہ طے کیا جو اس کے حدود پر واقع
تھے۔ اس تقسیم کی وجہ سے آئندہ سالوں
میں ہمدان، جنزہ، ایروان، تبریز،
وغیرہ جیسے اہم شہروں میں ترک داخل
ہوگئے۔

پھر ۳ اکتوبر ۱۷۲۷ء میں معاہدۂ
ہمدان کیوجہ سے باب عالی کی حکومت
ان شہروں میں نہایت مضبوط ہوگئی۔
پھر ۱۷۳۰ء میں طہماسپ قولی خان نے

ترکوں کے ان مقبوضات پر حملہ کر دیا۔ اس لئے باب عالی کو جنگ کا اعلان کرنا پڑا، اور اس راستے سے مجبوراً سلطان کو بھی راضی ہونا پڑا۔ چونکہ پبلک ابراہیم پاشا کی حکومت سے ناراض تھی اس لئے اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر ابراہیم پاشا کے خلاف ستمبر ۱۷۳۰ء میں خطرناک بغاوت، اور شورش پیدا کر دی۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم پاشا کی صدارت اٹھ گئی، اور احمد سوم کو تخت سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا۔ سلطان نے اپنے دوست کو برانگیختہ اور غضب ناک قوم کے حوالہ کر ناچاہا اسپر جمہور نے ۳۰ ستمبر ۱۷۳۰ء کو قصر شاہی میں گھسکر ابراہیم پاشا کو پھانسی پر لٹکایا اور دوسرے ہی دن سلطان کو بھی تخت سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا

مآخذ

(۱) ملاحظہ ہو تواریخ راشد (جلد سوم) وچلپی زادہ عاصم وصبحی۔

(۲) دلاور زادہ عمر: حدیقۃ الوزرا۔ ص ۲۹-۳۶-

(۳) سجل عثمانی، ج ۱ ص ۱۲۳-۱۲۴-

(۴) لیڈی مانٹیگو:
Letters etc.
اٹھائیسواں خط۔ اور اس کے بعد۔

(۵) Gerardcornelius von den Driesch: Historische Nachricht von der Kayserl Grosse Botschaff nach Constantinopel- (نورنبرگ ۱۷۲۳ء)

(۶) Memoire historique Surl'Ambassade de France a' constantinople par le marquis de Bonnac — جسکو Ch. Schefer نے شائع کیا ہے (پیرس ۱۸۹۴ء)

(۷) البرٹ وانڈل:
UneAmbassade Erancaise en Orient sous Louise XV—

(۸) فون ھیمر:
Geschichte des Osmanischten—

Riechès-Zinkeisen

جلد ششم اور جلد ہفتم۔

(۹) Von den Driesch

ص ۱۷۱ میں ابراہیم کی تصویر موجود ہے

(بے۔ اتح مو۔ ۂ ثمان ۔

(J.H.Mordtmann-

۱۲۱- ابراہیم پاشا

قرہ: سلطان محمد رابع کے عہد میں صدر اعظم نعا خندورک شلغ باشورد میں ۱۰۳۰ھ (۱۶۲۰ = ۱۶۲۱) میں پیدا ہوا اسکی ابتدائی زندگی فوجی تھی، لوٹ مار پر بسر کرتا تھا اس کے بعد مصطفیٰ پاشا کا خادم مقرر ہوا اس کے بعد بہت سے پاشاؤں کا وکیل مقرر رہا ۲ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ (۱۸ اگست ۱۶۷۰ء) میں اصطبل کا چھوٹا داروغہ مقرر ہوا اور پھر چند ہی ہفتوں کے بعد ناظر اور وکیل اصطبل مقرر ہوا اس کے بعد ۱۷ رمضان ۱۰۸۸ھ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۰۹۰ھ (۱۳ نومبر ۱۶۷۷ء ـــ ۲۳ اپریل ۱۶۷۹ء) تک جہاز کا کپتان رہا۔ اور اسی وقت سے بہت دنوں تک صدر اعظم کا قائم مقام رہا۔

اسی طرح دوسری بار ابتداء جمادی الآخرۃ ۱۰۹۴ھ سے قرہ مصطفیٰ کے حملہ وائنا کے اثناء میں اس عہدہ پر آیا جب ۶ محرم ۱۰۹۵ھ (۲۵ دسمبر ۱۶۸۳ء) میں اس کی مدت ختم ہوئی تو ابراہیم قرہ پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔ اور ۲۲ محرم ۱۰۹۷ھ (۱۹ دسمبر ۱۶۸۵ء) میں اس عہدے سے معزول کیا گیا اور ۱۸ مارچ ۱۶۸۶ء میں روڈس جلاوطن کیا گیا جہاں چند مہینوں کے بعد شعبان ۱۰۹۷ھ (جون ـ جولائی ۱۶۸۶ء) میں اسے پھانسی دیدی گئی

ماخذ

(۱) دلاور زادہ عمر: حدیقۃ الوزراء، ص ۱۱۰ ـ ۱۱۱ ـ

(۲) حاجی خلیفہ: تقویم التواریخ، ص ۲۳۱ ـ

(۳) سجل عثمانی، ج ۱، ص ۱۱۰ ـ

(۴) راشد: تاریخ، ج ۱،

(۵) Bycaut: ہسٹری آف دی ٹرکس ـ

(۶) فون ہیمر:

Geschichte des Osm. Reiches.-

جلد ششم۔

ایجے۔ ایچ۔ مورڈٹمان۔

(J.H Mordtmann-

۱۲۲۔ ابراہیم ابو اسحق

بن اسحق البغدادی الحربی حافظ حدیث شیخ وقت، ۱۹۸ھ میں ولادت ہوئی اصل میں مرو کے رہنے والے تھے۔

سماعت حدیث، ابو نعیم، ہوذہ بن خلیفہ عفان، مسدد، ابن صالح العجلی، ابو عبید، مسدد، اور ان طبقوں کے محدثین سے کی۔ علم فقہ امام احمد سے حاصل کی۔ امام احمد کے اجلہ اصحاب سے تھے۔

ان کے تلامذۂ حدیث میں ابوبکر النجاد و المنادی، محمد بن جعفر الخلی، عبدالرحمن ... الدمی، ابوبکر القطیعی، دوسرے لوگ ہیں۔

... کہتے ہیں:

امام۔ امام علم رئیس الزہاد، ماہر بصیر بالاحکام، حافظ حدیث، ممیز علل حدیث، ماہر ادب اور جامع لغت تھے۔ غریب الحدیث اور بہت سی دوسری کتابیں تالیف کیں غریب الحدیث ان کی بہترین کتاب ہے

ثعلب کا بیان ہے کہ مجالس نحو، لغت، میں ابراہیم کو پچاس برس سے پایا۔

دار قطنی کہتے ہیں

ابراہیم حربی اپنے زہد اور علم پرہیزگاری کے لحاظ سے احمد بن حنبل کے مثل تھے تمام علوم میں ماہر اور صادق الروایۃ تھے۔

محمد بن۔ الخ قاضی کہتے ہیں:

بغداد نے فقہ حدیث اور ادب ... یعنی ان تمام چیزوں میں ابراہیم حربی جیسا شخص پیدا نہیں کیا۔

ذی الحجہ ۲۹۵ھ میں وفات پائی

اسی سال مشہور امام ادب محمد بن یزید المبرد نے بھی انتقال کیا

مآخذ

ذہبی:

تذکرۃ الحفاظ جلد دوم۔

ص ۱۶۲۔۔۔۱۶۳۔۔۔

(مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن)

(اض)

۱۲۳- ابراہیم بک[1]

مصر کے مشہور متاخرین امرا ممالیک سے تھا یہ ایک چرکسی غلام تھا، مصر لایا گیا، اور محمد ابوالذہب مملوک نے جو علی بک کبیر (دیکھو یہ مضمون) کا مقرب تھا اس کو خرید لیا پھر اس نے آزاد کر کے اپنی بہن سے بیاہ دیا۔ (دیکھو جبرتی کی کتاب، حوادث ۲ ربیع الثانی ۱۲۳۱ھ)

۱۱۸۲ھ (۱۷۶۸-۱۷۶۹ء) میں چوبیس بکوں میں سے ایک "بک" یہ بھی تھا۔

۱۱۸۶ھ میں یہ امیر الحاج مقرر کیا گیا، اور مصری حاجیوں کے قافلے کی رہنمائی کی۔ جب حج سے لوٹا تو اس وقت محمد ابوالذہب اور علی بک کبیر کی آپس کی جنگ موخر الذکر کی کامیابی کے ساتھ ختم ہو چکی تھی۔ ابوالذہب کے قلیل ایام حکومت میں ابراہیم کا اثر و رسوخ بہت بڑھ گیا تھا۔

یہ ۱۱۸۵ھ میں لیفٹیننٹ جنرل مقرر ہوا اور محمد ابوالذہب کے حملۂ شام (۱۱۸۹ء) کے زمانہ میں شیخ البلد تھا۔

جب ابوالذہب عکا میں مر گیا، تو ابراہیم اس کی عظیم الشان دولت و ثروت، اور اسکے اثر و رسوخ کا وارث ہوا

محمد ابوالذہب کے خاندان کا ایک امیر مراد بک تھا جس کو فوج نے اپنا سپہ سالار بنایا تھا۔

ابراہیم بک اور مراد بک نے حکومت مصر کی تقسیم اس طرح کی ابراہیم بک شیخ البلد شہر کے حالات کی نگرانی کرتا تھا، اور مراد بک فوج کی، ان دونوں کے غلاموں کی کثیر تعداد سے ان کی امتیازی اور مرکزی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ سیاح وولنی Volney جس نے ۱۷۸۳ء میں مصر کا سفر کیا تھا بیان کرتا ہے کہ ابراہیم چھ سو غلاموں کا مالک تھا اور مراد بک چار سو غلاموں کا، حالانکہ ان دونوں کے علاوہ جو دوسرے بک تھے وہ پچاس اور دو سو کے اندر مملوکوں کے مالک تھے۔ ان دونوں کے اشتراک حکومت کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم صلح و آشتی اور ملائمت سے کام لیتا تھا۔ اور مراد بک بھی معاملات میں احتیاطی اور حفاظتی اصول پر عامل تھا یہی وجہ تھی کہ ان دونوں کے درمیان سوائے دو برسوں ۱۱۹۵ھ اور ۱۱۹۹ھ کے کوئی اہم اختلاف رونما نہیں ہوا۔

جب ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) میں مصر پر

---

[1] بک ایک معزز ترکی لقب ۱۲

فرانسیسیوں کا حملہ ہوا، تو اُس وقت ان دونوں کی مشترکہ حکومت ختم ہوگئی۔ ان دونوں کے ایام سلطنت میں دو مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ان دونوں کو اپنے عہدۂ سلطنت سے علیحدہ ہونا پڑا اور یہ اس وجہ سے کہ اسماعیل بک نے جو علی بک کے خاندان کا نہایت ہی طاقتور امیر تھا سلطنت میں ایک خاص اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔

عہدۂ حکومت سے علحدگی کا پہلا واقعہ ۱۱۹۱ھ میں ہوا اس میں صرف چھ مہینہ تک اسماعیل بک برسر اقتدار رہا۔ دوسرا واقعہ ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶ء) میں پیش آیا جب کہ قبودان پاشا حسن ترکی نے اس کو شیخ البلد مقرر کیا تھا۔

مصر پر جو اخیر حملہ ہوا اس سے مقصود باب عالی کا اثر و اقتدار قائم کرنا تھا جو ابراہیم اور خصوصاً علی بک کے آغاز حکومت سے کمزور ہوگیا تھا لیکن اس سے اصل مقصد میں حاصل نہ ہوا۔

حسن پاشا نے جب ان دونوں کو اپنا سب سے بڑا دشمن محسوس کیا تو ابراہیم اور مراد کو مجبوراً قاہرہ چھوڑنا پڑا اور یہ باب عالی کے قاصد کے کھلم کھلا مقابلہ کی تاب نہ کر سکے۔ لیکن بالآخر حسن پاشا کو مصر کی حکومت، ممالیک کے سپرد کرنی پڑی اور اسماعیل بک حسن پاشا کے جانے کے بعد شیخ البلد کے منصب کو واپس لینے میں کامیاب ہوگیا۔ حسن پاشا کی یہ فوری واپسی ترکی روسی سیاسی گتھیوں کے پیش آجانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جب ۱۲۰۶ھ میں اسمٰعیل اور دوسرے امرا طاعون میں مرگئے۔ اور باب عالی نے ان دونوں کو معاف کر دیا تب یہ دونوں مصر پہنچے اور پھر سے مشترکہ حکومت کی بنا ڈالی۔

۱۲۱۳ھ (۱۷۹۸ء) میں جس وقت فرانسیسیوں نے مصر پر حملہ کیا تو ابراہیم نیل کے مشرقی جانب "شبرا" اور "بولاق" کے درمیان، جنگ اہرام کے نتیجہ کا منتظر تھا، اس نے بولاق کی مصری کشتیوں کے جلا دینے کا حکم دیا تاکہ فرانسیسی فوج، دریائے نیل کو عبور نہ کر سکے، خانقاہ اور صالحیہ کی دو جنگوں کے بعد ابراہیم اپنے مال و دولت اور متعلقہ آدمیوں کے ساتھ شام بھاگا جہاں غزہ میں ٹھہرا رہا۔

پھر جب نپولین نے فلسطین پر حملہ کیا تو وہاں سے شمال مشرقی جانب روانہ ہوا۔ ابراہیم، یوسف پاشا صدر اعظم کی فوجوں کے ساتھ مصر لوٹا۔ اور فروری

۱۸۰۱ء میں جنگ "عین شمس" کے زمانہ میں نصوح پاشا کے ساتھ جس کو باب عالی نے مصر کا والی مقرر کیا تھا قاہرہ پہونچے۔ جب فرانسیسیوں نے شہر کو واپس لے لیا تو ابراہیم پاشا کو افواج ترکی کے ساتھ پھر دوبارہ شہر چھوڑنا پڑا۔ جب مراد بک نے فرانسیسیوں سے صلح کر لی تو ابراہیم نے فرانسیسیوں سے حصول تقرب چھوڑ دیا، اس صلح کی وجہ سے مصر اعلیٰ کی سلطنت اس کو حاصل ہو گئی لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اپریل ۱۸۰۱ء میں مرض طاعون میں مر گیا۔ جب فرانسیسی فوجیں ۱۸۰۱ء میں مصر سے بالکل نکال دی گئیں، تو صدر اعظم نے نئے طور پر ابراہیم کو شیخ البلد مقرر کیا لیکن جلد ہی دوسرے امرائے ممالیک کے ساتھ ۲۰ اکتوبر ۱۸۰۱ء میں باب عالی کے حکم سے قید میں ڈالدیا گیا۔ باب عالی نے ممالیک کے اثر و رسوخ کو مٹانے کے لئے اس وقت کو غنیمت سمجھا تھا لیکن قید شدہ ممالیک کو انگریزوں نے چھڑا لیا۔

اس کے بعد ابراہیم مصر علیا پہونچا اور یہیں سے اس نے آئندہ چند ہی سالوں میں خسرو پاشا ترکی والی مصر سے چند بار سیاسی گفت و شنید کیا۔ جب خسرو پاشا مصر سے نکالدیا گیا، اور طاہر پاشا البانیہ کا سردار جو خسرو پاشا کا قائمقام تھا قتل کر دیا گیا تو محمد علی نے اپریل ۱۸۰۴ء میں ابراہیم بک کو قاہرہ بلا لیا اور اس کو شیخ البلد کا عہدہ سونپا تاکہ احمد پاشا کو جو جدہ کا والی مقرر کیا گیا تھا اور مصر سے گذرنے والا تھا مصر میں قدم نہ جمانے دے۔

درحقیقت ابراہیم کا اثر و اقتدار شیخ البلد ہونے کی حیثیت سے کچھ زیادہ نہ تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ محمد علی کا آلۂ کار بن کر رہ گیا ہے، اور اسوقت سے ہر طرح اس کے شک و شبہہ روز بروز بڑھتا ہی گیا۔

وہ محمد علی کی اس سیاسی بازی گری کو کہ بوقت ضرورت ممالیک کو ملا کر اپنا کام نکالتا ہے لیکن دراصل ممالیک کے نفاق و شقاق کا دل سے خواہاں ہے، خوب سمجھ گیا۔

محمد علی نے ۱۳ مارچ ۱۸۰۵ء کو چاہا کہ ابراہیم، اور عثمان بردیسی کا بالکل خاتمہ کر دے لیکن ان دونوں کے گرفتاری سے بچکر بھاگ جانے کے بعد اس ارادے میں سست پڑ گیا۔ اس کے بعد ابراہیم قاہرہ نہیں آیا ۱۸-۱۹ اگست ۱۸۰۵ء میں ذبح ممالیک کے وقت ابراہیم اپنے بیٹے مرزوق کے ساتھ طرہ میں مقیم تھا، اور

اس جنگ محمد علی کی فوج کو زبردست نقصان ہوا۔

محمد علی سے مقابلہ کے لیے ممالیک کے اتحاد اور جتھا بندی کی جو کوششیں ابراہیم نے کی تھیں وہ بار آور نہ ہو سکیں، کیونکہ خود ممالیک آپس میں نفاق و علحدگی رکھتے تھے اور محمد علی نے ممالیک کے بعض بااثر اشخاص کو اپنی چاپلوسیوں سے اور اچھے اچھے عہدے دیکر اپنی طرف ملا لیا تھا۔ ۱۸۰۹ء میں محمد علی سے صلح کی تجویز پیش کی لیکن ابراہیم نے صلح کی اس پیشکش کو اس بنا پر کہ ان دونوں کے درمیان نہایت ہی سخت خونریزی ہو چکی ہے قبول نہیں کیا۔ سنہ ۱۸۱۰ء میں ابراہیم کی کوششوں سے ممالیک نے اتنی قوت حاصل کرلی تھی کہ محمد علی کو کھلے مقابلہ کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ لیکن محمد علی نے اپنی چاپلوسیوں سے اکثر ممالیک کو مصر بلا لیا: اور یہاں اپنے زبردست عطیوں اور بخششوں سے ان لوگوں کو مطمئن کر دیا اور اس طرح ان کی ہلاکت و بربادی کا جو سامان اس نے تیار کر رکھا تھا اس میں پوری طرح کامیاب ہوگیا۔

چنانچہ ابتدائے مارچ ۱۸۱۱ء میں قلعہ کے اندر یہ لوگ ذبح کر دیئے گئے۔

ابراہیم اور بعض دوسرے ممالیک محمد علی کے غلط وعدوں کے دام میں نہیں آئے۔ ابراہیم جنوبی مصر کے حدود میں مقیم رہا اور اس لیئے اس نے محمد علی کی دسیسہ کاریوں سے نجات پائی۔

ابراہیم نے اپنی آخری زندگی بقیہ ممالیک کے ساتھ نباہیوں کے ملک "دنقلہ" میں بسر کی، یہ لوگ جباکو کی کاشت کرتے تھے اور انکا یہی ذریعہ معاش تھا۔

اور ان کا لباس وہی قمیض تھی جس کو بردہ فروش لوگ یہاں پہنا کرتے تھے یہاں تک کہ ربیع الاول ۱۲۳۱ھ میں اس کی موت کی خبر پہونچی (دیکھو "جبرتی")

۱۸۱۶ء میں اس کی بیوی نے جو اپنے بیٹے مرزوق کی نعش منتقل کرنے کے لیے گفت و شنید کر رہی تھی۔ محمد علی سے قاہرہ میں ابراہیم کے نعش منتقل کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ چنانچہ رمضان ۱۲۳۲ھ میں اس کی نعش منتقل کی گئی۔

مآخذ

(۱) اس موضوع کا سب سے اہم مآخذ جبرتی کی تاریخ "عجائب الآثار فی التراجم والاخبار (بولاق ۱۲۹۷ھ اس کے متن دمطبوعات میں

(۱) یہ ترجمہ فرانسیسی زبان میں
Merveilles biographiques et historiques. کے
نام سے نو جلدوں میں شائع ہوا ہے
(قاہرہ ۱۸۸۸ء — ۱۸۹۶ء)
اس کتاب میں ۱۱۹۰ھ — ۱۲۳۱ھ
کے سلسلہ حوادث میں ابراہیم کا اکثر
ذکر آیا ہے۔ اور حوادث ۱۲۳۲ھ کے
بعد ابراہیم کے حالات زندگی ملتے ہیں۔
(۲) سی۔ اف۔ دولنی :—
Voyage en Syrie et en Egypte pendant les annees 1783, 1784 et 1785.
(پیرس ۱۸۶۶ء یہ کتاب چند بار
طبع ہوئی) فصل ششم سے فصل ہم تک۔
(۳) Histoire scientifique et militaire de l'Expedition francaise en Egypte.
دس جلدوں میں پیرس ۱۸۰۳ء ۱۸۲۶ء
(۴) A.A.
ہسٹری آف ایجپٹ ریوولیوشن
فروم دی پیریڈ آف دی مملوکس
ٹو دی ڈیتھ آف محمد علی۔
دو جلدوں میں۔ لندن ۱۸۶۳ء ۱۸۷۰ء
(۵) P. Ravaisse:
کا مقالہ "ابراہیم بک" کے متعلق جو
La Grande Encyclopedie.
جلد بیس ص ۱۹۵ میں ہے۔
(پی کاہلے — P. Kahle)

۱۲۴- ابراہیم حقی پاشا

اس کا دادا گرجستان کا رہنے والا
تھا جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔
اس کا باپ "محمد رمزی" آخر عمر تک
قسطنطینہ کا میر رہا ۲۲ شوال ۱۲۷۹ھ
(۱۲ اپریل ۱۸۶۳ء) کو بشکطاش قسطنطینہ
میں پیدا ہوا اور یہیں تعلیم کے لئے مدرسہ
ادارہ میں داخل ہوا۔ تاریخ میں مراد
بک، مالیات میں پورتقال میکائیل آفندی
اور اقتصادیات سیاسی میں احانس
آفندی کی تعلیمات سے بہت زیادہ مستفید
ہوا۔ جب اس مدرسہ سے نہایت ہی اعلیٰ
قابلیت کے ساتھ فارغ ہوا تو سلطان
عبد الحمید کے قصر یلدز کا مترجم مقرر ہوا
جس کو ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۴ء تک انجام

منصبوں سے اس کو دستبردار ہونا پڑا۔
لیکن اپنے مناصب قضائیہ پر برقرار رہا یہاں
تک کہ ۱۹۰۹ء میں روما کا سفیر مقرر کیا گیا۔
چونکہ یہ بہت زمانہ سے "انجمن اتحاد و ترقی"
کا سرپرست تھا اس لئے ۱۲ جولائی ۱۹۱۰ء
کو وزیر مقرر کیا گیا اور بعد میں صدر اعظم
ہوگیا۔ اس نے اپنے کو دنیائے سیاست کا ایک
زبردست خطیب ثابت کیا جس کے بلند
مقاصد اور اعمال تھے اگرچہ مشرق کی رجعت
پسندی نے ان مقاصد میں کامیاب نہ ہونے
دیا۔ نوجوان ترکی جماعت کے اتحاد کی وجہ
سے یہ اکیس مہینہ تک صدارت عظمیٰ کے
عہدہ پر برقرار رہا اس درمیان میں اس نے
البانیہ وغیرہ کے تحریک استقلال کا
زبردست مقابلہ کیا۔

اٹلی نے جب باب عالی سے جنگ کا
اعلان کیا تو ابراہیم حقی کی وزارت ۲۹ ستمبر
۱۹۱۱ء میں مستعفی ہوگئی۔

اس کی وزارت کا سب سے بڑا ایک
کارنامہ ان مفید مقاصد کا حصول ہے جو سب
بڑے عثمانی سپہ سالار احمد عزت پاشا کے
ذریعہ جملہ یمن کے سلسلہ میں حاصل ہوئے
اور جو فرقہ زیدیہ کے رہنما امام یحییٰ کے ساتھ
صلح پر ختم ہوئے۔ جس کی بنیاد یمن کے
استقلال دینی و تشریعی اور کچھ مالیات پر بھی
اس معاہدہ کی تکمیل دراصل احمد عزت پاشا
کی سعی و کوشش کی رہین منت ہے۔

ابراہیم حقی پاشا کی اکثر تالیفات قانون
میں ہیں، جو اس کی تاریخی تالیفات سے بھی
زیادہ اہم ہیں۔ اس نے سب سے پہلے
"مقدمہ قانون دول" (مدخل حقوق دول)
تالیف کیا، اس کے بعد "تاریخ قانون دول"
(تاریخ حقوق بین الدول) لکھا جو ۱۳۰۳ھ =
۱۸۸۵ء — ۱۸۸۶ء میں استنبول میں طبع
ہوئی۔ یہ دونوں کتابیں مختصر اور
یونیورسٹی کی تعلیم کے لئے بطور اساس بنیاد
کے ہیں۔ اسی زمانہ میں محمد عزمی کے ساتھ
مل کر ثانوی تعلیم کے ابتدائی درجے کے لئے
ایک کتاب تالیف کی جس کا نام مختصر تاریخ
اسلامی تھا۔ (چھٹی طباعت استنبول
۱۳۲۱ھ = ۱۹۰۳ء — ۱۹۰۴ء)
اسی طرح محمد عزمی کے ساتھ مل کر ایک اور
کتاب "مختصر تاریخ عثمانی" مرتب کی، پھر
ابتدائی مدارس کے نصاب کے لئے خود ہی
ایک کتاب "موجز التاریخ العثمانی" لکھی
(استنبول ۱۳۰۸ھ = ۱۸۹۰ء)
اس کے بعد فوراً ہی اس نے اہم تاریخی
تالیفات کا سلسلہ شروع کر دیا تین جلدوں

میں "تاریخ عام" لکھا جس میں ابتدائے سولہویں
عیسوی تک کے حالات درج کئے ہیں۔
تاریخ عمومی، استنبول سنہ ۱۳۰۲ھ - ۱۳۰۶ھ
۱۸۸۵ء - ۱۸۸۵ - ۱۸۸۸ - ۱۸۸۹ء
ان تمام تالیفات میں کوئی نئی بات درج
نہیں کی ہے۔

البتہ قانون اداری میں جو اس کی تالیف ہے
(حقوق ادارہ، طبع اول استانبول ۱۳۰۸ھ
۱۸۹۰ - ۱۸۹۱ء طبع دوم ۱۳۱۲ھ
۱۸۹۴ - ۱۸۹۵ء) ۵۰ اس کی تمام
تالیفات میں بےحد اہم ہے - یہ کتاب متوسط
تقطیع پر دو جلدوں میں تمام ہوئی ہے -
یہ پہلی کتاب ہے جو مثالی طور پر اس جیسے
مشکل و وسیع، اور اہم موضوع پر لکھی گئی ہے۔
اس بحث میں ابتک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں
اس کو ان سبھوں پر فوقیت حاصل ہے۔ انکے
علاوہ اور متعدد تالیفات تیار کیں جن کی
طباعت میں اس کی تعلیمی و سیاسی انہماک
مشاغل کی وجہ سے جس برس کی دیر ہوگئی۔

مآخذ

(۱) تو سال ثروت فنون احمد احسان
استانبول ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ -
۱۸۹۴ء)، ص ۴۷ - ۵۰، ۶۰

(۲) سالنامہ ثروت فنون اسماعیل صبحی
و محمد فواد، استانبول ۱۳۲۷ھ
(۱۹۱۱ - ۱۹۱۲ء) اور ۱۳۲۸ھ
۱۹۱۲ - ۱۹۱۳ء

(۳) خاطرات سعید پاشا جلد دوم
ص ۲ (سعادت ۱۳۲۸ھ، ۱۹۱۱ء)
ص ۲۳ - ۲۴ -

(۴) بکثرت معلومات حقی پاشا کی
تالیفات سے ماخوذ ہیں -

(۵) Schulthess:
Europaischer Geschichtskalender,
مجموعہ جدیدہ، چھبیسویں سال ۱۹۱۰ء
(میونک ع ۱۹۱۱ء)
اور ستائیسویں سال ۱۹۱۱ء کا (میونک
۱۹۱۲ء)

(سیسہم K. Sussheim.

۱۲۵- ابراہیم خاں

یہ ابراہیم خان زادہ کے خاندان کے جد اعلیٰ ہیں، اور شہزادی اسمیٰ دختر سلیم ثانی کے بیٹے تھے، شہزادی موصوفہ کا انتقال ۹۹۳ھ مطابق ۱۵۸۵ء میں ہوا۔ ابراہیم خاں شہزادی موصوفہ کے پہلے شوہر صدر اعظم محمد صوقوللی پاشا کی اولاد سے تھے جو سترہ شعبان ۹۸۷ھ مطابق ۱۱- اکتوبر ۱۵۷۹ء میں قتل کئے گئے تھے۔ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے باپ نے ان کی پیدائش کے موقع پر انہیں پوشیدہ کر دیا تھا، اور اس طرح انہوں نے خاندان عثمانی کی اس رسم کو توڑا جس کی بنا پر شہزادیوں کی نرینہ اولاد، پیدائش کے موقع پر قتل کر دی جاتی تھیں (حدیقۃ الجوامع جلد ۲ صفحہ ۸۳، دیکھو "داماد" کا لفظ) اور اس طرح سلطان احمد اول نے بھی پرانے قاعدے کو اس طرح توڑا کہ ابراہیم خاں کو مختلف صوبوں کا گورنر جنرل مقرر کیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ سلطان موصوف نے یہ فعل اس بنا پر کیا کہ انہوں نے سلطان مذکور کو وہ قطعۂ اراضی ہدیۃً پیش کر دیا تھا جس پر ان کے والد محمد صوقوللی پاشا کا محل قائم تھا، تاکہ وہ "آت میدانی" میں، اس جگہ بڑی جامع مسجد "احمدیہ" بنائیں۔ ان کے مغفور سے عرصہ کے بعد ابراہیم خان نے ۱۰۳۱ھ (مطابق ۱۶۲۱ء-۱۶۲۲ء) کو انتقال کیا۔

ابراہیم خان زادہ کا خاندان، "اور نوس زادہ" اور "خان زادہ" کے خاندانوں کی طرح سلطنت عثمانی کا ایسا تاریخی خاندان ہے، جس کا کوئی فرد بھی سلطنت عثمانیہ کے کسی بڑے منصب پر سرفراز نہیں ہوا۔

ابراہیم خاں، کا پوتا "علی بک" ان معدودے چند افراد سے ہے جن کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے (راشد: تاریخ، ج ۲، ص ۲۲۰،

Ryoaut Knolles: The Turkish History- ص ۲۶۳،

فان ہیمر: Gesch. d. Osm. Reiches- ج ۹، ص ۵۶۳، نمبر ۶۹۶،

:de la Mottraye voyages-(بحری سفرنامہ)
ج ۱، ص ۳۲۶ —

سترہویں صدی کے آخر میں یہ افواہ مشہور ہوئی تھی کہ عثمانی خاندان کے فنا ہوجانے پر ابراہیم خان زادہ کا خاندان تخت نشین ہوگا اس وجہ سے اس وقت سے سلاطین عثمانیہ اس خاندان کے تمام اراکین کی زندگی کا احترام کرنے لگے

de la Mottraye
اسکی مذکورہ بالا کتاب، ج ۱، ص ۲۶۱ — ۱۶۲

von den Driesch: Historische Nachricht etc — ص ۱۳

Kantemir: Osm. Gesch- ص ۱۰۰

Ludeke: Beschr. des Turkischen Reiches—
ج ۱، ص ۲۹۲، ج ۲ ص ۶۳)

ان لوگوں کی جائے رہائش — Golden Horn-- گولڈن ہارن کے علاقہ ایوب میں تھی اور ابھی تک وہ اپنے جد امجد صوقلی پاشا کے اوقات کے متولی ہیں۔
(دیکھو جودت کی تاریخ ج ۴، ۱۹۸۔

مآخذ

محولہ بالا کتابوں کے علاوہ، دیکھو
(۱) سجل عثمانی ج ۱ ص ۹۹ —
(۲) واشٹ؛ Three years in Constantinople— (قسطنطنیہ میں تین سال)

J. H. Mordt — (موردٹمان (mann —

۱۲۶-ابراہیم لودی

ہندوستان کی اسلامی سلطنت میں خاندان لودی کا آخری بادشاہ (ملاحظہ ہو "سکندر لودی")، سنہ ۱۵۱۷ء میں تخت نشین ہوا، آگرہ میں رہتا تھا۔ اس نے سولہ برس

تک حکمرانی کی۔ پھر ۱۵۲۶ء میں پانی پت
میں بابر سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔
یہ متشدد اور مستبد بادشاہ تھا امرائے
سلطنت نے اس کے طرز عمل سے تنگ
آکر بابر کو یہاں آنے کی دعوت دی۔
ابراہیم لاکھوں افغانیوں کی ایک بڑی
جماعت لے کر مقابلہ کے لئے نکلا لیکن
جلد ہی مغلوب ہو کر مارا گیا۔
اس کو بابر کے حملہ آور دشمنوں سے
پہلے، ملک کے اندرونی اصلاح و نظم
کی طرف توجہ کرنی چاہئے تھی اس بلحاظ
اس کی مثال ٹھیک شاہ ہارولڈ
کی طرح ہے۔
جب اس کے چچا علاؤالدین نے
گجرات سے پھر کابل سے بابر سے مدد
لے کر کوشش کی کہ اس کی جگہ تخت
سلطنت پر خود بیٹھے اور ابراہیم پر
۱۵۲۵ء میں حملہ آور ہوا تو ابراہیم نے
علاؤالدین کی فوج کو ہزیمت دی تھی۔

مآخذ

(۱) نظام الدین: طبقات اکبری
(۲) مذکرات بابر ترجمہ
Erskine et pavet de courteille.
(۳) عبداللہ: تاریخ دواؤدی۔ اس کتاب کا تذکرہ، اور اس کے انتخابات ہسٹری آف انڈیا مولفہ الیٹ مع جلد چہارم ص ۴۳۷ میں ہیں۔
(۴) نعمۃ اللہ: تاریخ افغان مترجمہ ڈورن Dorn ص ۷۰۔
(۵) الفنسٹن: ہسٹری۔
(بفرج H.Beveridge.

ا؎ ۱۵۱۰ء میں نہیں بلکہ ۱۵۱۷ء مطابق ۹۲۳ھ میں تخت نشین ہوا، اور ۱۵۲۶ء مطابق ۹۳۲ھ میں قتل ہوا۔ اس کی کل مدت سلطنت تقریباً دس برس ہے نہ کہ سولہ برس۔ (مترجم)

۲؎ ۱۰۶۶ء میں انگلستان کا بادشاہ تھا اسی سال ہیسٹنجز Hastings کی مشہور جنگ میں ولیم فاتح نے اس کو قتل کیا۔

۱۲۷- ابراہیم متفرقہ

(متفرقہ:

قصرِ شاہی کے ملازمین کا ایک عہدہ ہے۔
اسی نے بلادِ عثمانیہ میں فنِ طباعت کو رواج دیا۔ ۱۶۷۴ء کے مابین شہر (کولزوار) "ہنگری" میں پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ دونوں مذہب کلوں[1] کے پیرو تھے عثمانی فوجوں نے ہنگری میں ایک جنگ کے موقع پر اسکو گرفتار کیا۔ اسوقت اس کا سن اٹھارہ برس کا تھا، پھر قسطنطینہ میں لاکر فروخت کیا گیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد آزاد کر دیا گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول رہا۔
۱۷۱۵ء میں باب عالی کیطرف سے ایک سیاسی مہم میں امیر اوجین کے پاس بھیجا گیا
(فون ہیمر:

GeschichteDesOom anischen Reiches-

ج ۷، ص ۱۹۳ - اور اس کے بعد پھر شہزادہ راکوزی کی خدمت میں رہا یہ شاہزادہ "فرانسس راکوری" کی خدمت میں رہا یہ شاہزادہ ہنگریا کی جنگ آزادی لڑنیوالوں کا لیڈر تھا

ہجرت کر کے ٹرکی چلا آیا تھا اور ۱۷۱۶ء سے ۱۷۳۵ء تک وہیں مقیم رہا۔
ابراہیم اسوقت باب عالی کا ترجمان بھی تھا پھر اوائل اپریل ۱۷۳۷ء میں بولونیا کا سفیر مقرر کیا گیا (فون ہیمر کی کتاب مذکورہ بالا ج ۷ ص ۴۸۰ — ۵۲۰ —)
اور آسٹریا کے خلاف جو جنگ ہوئی تھی اسمیں یہ شریک تھا۔ جس میں یہ توپخانے کی فوج کا سکریٹری تھا اس کے بعد ہم آئندہ سالوں میں اسکو دیکھتے ہیں کہ وہ وقت کے سیاسی مسائل میں بہت زیادہ مشغول ہو جاتا ہے۔ اور خصوصی طور پر فرانسیسی سفیر اور جنگی ہتھالو نوال سے دوستانہ تعلقات قائم کرتا ہے۔

Vandal:
UneAmbasSadefr ancaise enOrient sous Louis xv — ص ۱۸۱
فون ھیمر کی مذکورہ بالا کتاب ج ۷، ص ۵۲۰ — اور اس کے بعد، ج ۸ — ص ۴۳،

Pertsch:
Verzeichn.d. turk. Handschr — برلن، ص ۲۵۶

[1] کلوں — ایک عیسائی فرقہ ۱۲ (مترجم)

۱۲۸- ابراہیم موصلی

ابراہیم ابن ماہان بن بہمان، یہ ندیم موصلی" کے لقب سے بھی مشہور ہے۔

عرب کا نہایت ہی مشہور موسیقی داں اس کا خاندان فارس کا رہنے والا تھا، ۱۲۵ھ (۷۴۲ء) میں کوفہ میں پیدا ہوا، اور ۱۸۹ھ (۸۰۴ء) میں بغداد میں وفات پائی۔

موسیقی کی تعلیم فارس کے استادوں سے حاصل کی اس نے گانے اور عود بجانے میں اعلی درجہ کی مہارت پیدا کی، خاندان عباسیہ میں، مہدی اور ہادی خصوصاً رشید کے زمانہ میں اسکی بڑی قدر و منزلت تھی۔ اس کا بیٹا اسحق بھی اسی طرح تھا یہ موسیقی اور گانے میں ماہر ہونے کے علاوہ اور علوم و فنون میں بھی مہارت تامہ رکھتا تھا۔ خاندان عباسی میں، ہارون رشید اور مامون و معتصم کے ایام سلطنت میں اس نے بہت اہمیت اور منزلت حاصل کی تھی۔

ابراہیم کی مہارت موسیقی کے متعلق بعض تعجب انگیز قصے بیان کئے جاتے ہیں۔

(اغانی ج ۵، ص ۴۱، س ۱-۱۵)

ابراہیم کا دو قصہ بہت مشہور ہے:

ایک قصہ، بھولی یا لوکری کے ذریعہ گانے والی لونڈیوں کے گھر میں پہنچنے کا۔ (اغانی ج ۵ ص ۴۱ اور اسکے بعد، الغزولی: مطالع البدور — ج ۱، ص ۲۴۳ - ۲۴۴ - اور اس کے بعد - ابن بدرون، طبع کردہ دوزی ص ۲۷۲ اور اس کے بعد، الف لیلہ و لیلۃ، آخر کی دونوں کتابوں میں یہ دونوں قصے، اسحق سے مروی ہیں۔)

دوسرا قصہ، ابراہیم کی زیارت کیلئے ابلیس کے آنے، اور اسکو ایک عجیب گانا سکھلانے کا۔

(اغانی ج ۵ ص ۳۶ - ۳۷ - اور اسکے بعد الغزولی، ج ۱، ص ۲۴۱ - اور اسکے بعد، الف لیلہ و لیلہ" بروایت اسحق"

مآخذ

(۱) ابن خلکان (مترجمہ ڈی سلین) ج ۱ ص ۲۰ - اور اس کے بعد۔

(۲) اغانی، ج ۵، س ۲-۴۹-۵۲ ۱۳۱ -

(۳) الفہرست۔ ص ۱۴۰ - ۱۴۲ -

(۴) باربیر ڈی مینارڈ:

دیکھو اس کا مقالہ ابراہیم بن مہدی کے متعلق مجلہ اسیویہ ۱۸۶۹ء ص ۲۰۱–۳۴۲ میں –

(۵) فون کریمر:

Culturgesch. Des Orients–

ج ۲ ص ۱ – اور اس کے بعد

(۶) Ahlwardt:

"ابو نواس" ص ۱۳ – ۱۴ –

(۷) بروکلمان:

Gesch.D. arab. Litt--

ج ۱ ص ۷۶ –

(ٹوری – C.C.Torrey)

۱۲۹- ابراہیم احسائی

شیخ ابراہیم بن الحسن الاحسائی الحنفی:

بہت قانع، اور عبادت گذار، علامہ، نحوی، فقیہ، ان کو مختلف علوم میں کمال حاصل تھا، اپنے شہر میں بہت سے شیوخ سے پڑھا، اور مکہ معظمہ میں وہاں کے مفتی، عبدالرحمٰن بن عیسیٰ المرشدی سے تحصیل علم کیا –

علم طریقت عارف باللہ شیخ تاج الدین الہندی سے جبکہ وہ احسار تشریف لے گئے تھے حاصل کیا –

مختلف علوم میں ان کی بہت سی تالیفات ہیں، ان میں سے شرح نظم الآجرومیہ للعمریطی، اور ایک رسالہ جس کا نام "دفع الاسی فی اذکار الصبح والمساء" ہے۔ اس رسالے کی شرح بھی لکھی ہے –

ان کی وفات، شوال کی ساتویں تاریخ ۱۰۴۸ھ کو شہر احساء میں ہوئی –

(دائرہ بستانی ص ۳۴۳، ج ۱ –)

۱۳۰- ابراہیم الجینینی

ابن سلیمان بن محمد بن عبدالعزیز الحنفی الجینینی:

نزیل دمشق، فقیہ، مورخ، حالات و وقائع کا حافظ، غوامض نقول سے واقف، جامع فروع و اصول، ۱۰۴۰ھ کے درمیان میں پیدا ہوئے، مقام رملہ کا سفر کیا، اور وہاں خیرالدین مفتی حنفیہ سے علم فقہ کی تحصیل کی، ان سے بہت کچھ علمی فوائد حاصل کئے اور پوری پابندی سے ہمیشہ ان کیساتھ رہے، مسائل فقہیہ جو مفتی صاحب کے پاس آیا کرتے تھے، اس کے کاتب یہی تھے، انہوں

نے اپنے شیخ کے مشہور فتاوی کو مرتب کیا، پھر شیخ کے انتقال کے بعد دمشق چلے گئے، اور وہیں وطن بنا لیا۔

انہوں نے اپنے ہاتھ سے متعدد کتابیں لکھیں، ان کو اسماء کتب، مؤلفین اور اسماء والقاب، وفیات وانساب، استحضار فروع فقہیہ، وعلل حدیثیہ میں درک حاصل تھا۔

مصر کا سفر کیا تھا، اور وہاں کے اجلہ شیوخ سے تحصیل علم کیا تھا، تاریخ ابن حزم کی تکمیل کی، اور بعض تاریخی رسائل تالیف کئے۔ ۶ صفر روز شنبہ ۸۳۱ھ کو دمشق میں وفات پائی۔ اور مقبرہ باب الصغیر میں مدفون ہوئے۔

"حینین" (آجکل حنین بولتے ہیں) بلاد حارثہ علاقہ شام میں ایک شہر ہے، چونکہ یہ یہیں پیدا ہوئے تھے اس لئے اس طرف منسوب ہوئے، اور "حینینی" کہلائے۔

(دائرہ بستانی، ص ۲۴۱، ج ۱)

(اض)

۱۳۱- ابراہیم تکین

بقرا خاں کا بیٹا، قوم ترک، بقرا خان نے اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے، جعفر تکیں کے لئے کی تھی جو ابراہیم سے بڑا تھا، لیکن ابراہیم کی ماں کو یہ برا معلوم ہوا چنانچہ اس نے بقرا خاں کو زہر دیکر مار ڈالا، اور اس کے بھائی ارسلان کو جو قید میں تھا گلا گھونٹ کر ختم کر دیا، پھر اعیان حکومت وامراء سلطنت کو اپنے قبضے میں لاکر اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں بادشاہ بنا دیا پھر اس کو ایک لشکر کیساتھ "برسخان"، جو نواحی ترکستان میں ایک شہر ہے بھیجا، یہاں کا حاکم سلطنت "ینال تکین" تھا، جنگ میں ابراہیم کو شکست ہوئی، اور ینال تکین نے ابراہیم کو قتل کر دیا۔

چونکہ بقرا خاں کے بیٹے آپس میں اختلاف رکھتے تھے اس وجہ سے کام بگڑ گیا، طفقاج خان نے جو سمرقند، اور فرغانہ کا حاکم تھا، ان لوگوں کے ہاتھ سے سلطنت چھین لی۔

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۴۰، ج ۱)

(اض)

۱۳۲- ابراہیم شاہیہ

یہ کتاب، فتاوی حنفیہ میں ہے،
تالیف شہاب الدین احمد بن محمد الملقب
بہ نظام گیلانی حنفی،
یہ کتاب فتاوی قاضی خاں کی طرح
ایک بڑی کتاب ہے مؤلف نے سلطان
ابراہیم شاہ کے لئے ۱۶۰ کتابوں
سے جمع کیا تھا۔

ماخذ

(دائرہ بستانی، ص ۲۵۰، ج ۱)
(اض)

۱۳۳- ابراہیم شیرازی

دیکھو "ابو اسحٰق الشیرازی"

۱۳۴- ابراہیم صولی

دیکھو "ابراہیم بن عباس الصولی"
یہ مضمون گذر چکا۔

۱۳۵- ابراہیم الکورانی

ابوالوقت، برہان الدین بن حسن
الکورانی الشہرزوری الشافعی نزیل
مدینہ منورہ علامۂ وقت، فاضل محقق،
صوفی نقشبندی، حل العلم بحر العرفان
شوال ۱۰۲۵ھ میں ولادت ہوئی۔
مدینہ منورہ، مصر، اور دمشق میں
تحصیل علوم کیا۔ مدینہ منورہ میں اقامت
اختیار کر لی تھی، ان کا شہرہ بہت
دور دور پھیل گیا تھا، ان سے تحصیل
علوم کے لئے، دور دراز شہروں
سے لوگ آیا کرتے تھے۔

ان کی بہت سی عمدہ تالیفات
ہیں، منجملہ ان کے، تکمیل التعریف
لکتاب فی التصریف، حاشیہ شرح
اندلسیہ للقصیری، شرح عوامل جرجانیہ
اور نبراس لکشف الالتباس فی الاساس
ہے، ان کی تالیفات کی تعداد ۱۰۰ سو
سے زیادہ ہے۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۱۰۱ھ کو
بروز چہار شنبہ، مدینہ منورہ سے
باہر، اپنی اقامت گاہ میں انتقال
کیا، اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے

ماخذ

(دائرہ بستانی، ص ۲۵۸، ج ۱)
(اض)

۱۲۶- ابراہیم بن مصطفےٰ الحلبی

علوم عقلیہ و نقلیہ میں عجیب و غریب مہارت تھی۔ حلب میں پیدا ہوئے قاہرہ کا سفر کیا اور یہاں سات برسوں تک تحصیل علوم میں مشغول رہے اور معقولات میں کمال پیدا کیا پھر دمشق آئے اور یہاں ایک جماعت اہل علم سے تحصیل علم کیا تصوف شیخ عبدالغنی نابلسی سے حاصل کیا اس کے بعد پھر قاہرہ لوٹے اور یہاں سید علی ضریر حنفی وغیرہ سے معقولات و منقولات کی تکمیل کی اور ان سے بہت نفع اٹھایا، مشائخ علم نے ان کو تدریس کی اجازت دی، تب انہوں نے "درالمختار" کا درس دیا اس دیار میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے "درالمختار" کا درس دیا اور اس کے سب سے پہلے محشی ہیں، تیزی ذہن اور فضیلت علم میں مشہور تھے حنفی المذہب تھے بہت سے علماء روم نے ان سے تحصیل علم کیا۔

ان کی تالیفات میں درمختار کا حاشیہ ہے اور علم ردس میں ایک رسالہ ہے، ان دو کتابوں کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں دن رات مطالعہ کتب اور پڑھانے میں مشغول رہتے تھے، اکثر محققین جامع ازہر ان کے تلامذہ میں تھے، اور اور بلاد روم میں بھی ان کے تلامذہ بے شمار تھے چنانچہ "راغب پاشا" مؤلف سفینۃ الراغب بھی ان کے شاگردوں میں سے تھے ربیع الآخر ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی، اور قسطنطنیہ میں حضرت سید خالد بن زید ابو ایوب انصاری کے جوار میں مدفون ہیں۔

ماخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۳۰)

(ر۔ش)

۱۲۷- ابراہیم لقانی

یہ ان علماء اعلام سے ہیں جو درایت و وسعت معلومات حدیث، و تبحر علم کلام میں مشہور رہیں۔ ان کے عہد میں قاہرہ میں، مشکلات، اور فتاویٰ میں ان ہی کی طرف رجوع کیا جاتا تھا ان کے عزم بلند، اور باہیبت شخصیت سے حکومت بھی ان کے سامنے جھکتی تھی اور ان کی سفارشوں کو قبول کرتی تھی یہ کسی کے پاس آتے جاتے نہ تھے بلکہ اپنے وقت کو درس و افادۂ علوم میں صرف

کرتے تھے شریعت و حقیقت کے جامع
تھے ان سے کرامات بھی صادر ہوتے
تھے مالکی المذہب تھے۔

مفید کتابیں تالیف کیں جن کی لوگوں
نے نقلیں لیں اور پڑھا۔ ان کی سب سے
زیادہ مفید تالیف عقائد میں ایک منظومہ
ہے جس کا نام "جوہرۃ التوحید" ہے اپنے
شیخ شرنوبی کے اشارے سے ایک رات
میں اس کو لکھا تھا۔ بہت سے اجلّۂ علماء
نے ان سے تحصیل علم کیا جتنے کثیر تلامذہ
ان کے تھے اس عہد کے کسی عالم کے
ایسے تلامذہ نہیں تھے۔

شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر پر
ان کا حاشیہ بھی ہے ان کی وفات حج سے
لوٹتے وقت ۱۰۴۱ھ میں ہوئی۔

مآخذ

(۱) (دائرہ بستانی ص ۲۵۸-۲۵۹)
(۲) التاج المکلل ص ۲۶۷ منقول از
آثار الادہار۔ (اض)

۱۳۸- ابراہیم دربندی

دیکھو "الدربندی"

(اض)

۱۳۹- ابراہیم بن الخشاب

دیکھو "ابن الخشاب النحوی"

(اض)

۱۴۰- ابراہیم بن الدقاق

مولف کتاب (الانتصار لواسطۃ عقد الامصار)
اس میں جغرافیہ مصر کو بیان کیا ہے متعدد
اجزاء میں ہے ۸۰۹ھ کو انتقال کیا۔

مآخذ

(دائرہ فرید وجدی ص ۱۱)

(اض)

۱۴۱- ابراہیم بن سبکتگین اول

مظفر ابراہیم بن محمد بن محمود:
دولت بنی سبکتگین کا ایک بادشاہ،
اپنے باپ محمد کے بعد، جو ۴۳۲ھ میں
مقتول ہوا تھا، تخت سلطنت پر بیٹھا۔
یہ نیک بخت، اور عبادتگذار بادشاہ تھا
اس کی اکثر مجالس جوامع اور مساجد میں
ہوتی تھیں۔
ملک کے انتظام کیساتھ طلبۂ علوم کو
اپنے درس سے فائدہ بھی پہونچاتا تھا۔

بیالیس برس سلطنت کرنے کے بعد اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشیں ہوا۔

(دائرہ بستانی ص ۲۱۵ - ج ۱ -)

(اض)

۱۴۲- ابراہیم بن سلمان القطبی

دیکھو "ظہیر الدین القطبی"

۱۴۳- ابراہیم بن طرخان

دیکھو "ابن السویدی"

۱۴۴- ابراہیم بن عباس الصولی

ابو اسحق بن عباس بن محمد بن الصول، نسلاً ترک،

بیان کیا جاتا ہے کہ "صول" اور اس کا بھائی فیروز یہ دونوں جرجان کے بادشاہ تھے اگرچہ ترکی تھے لیکن یہ دونوں مجوسی ہو گئے تھے، اور فارسیوں سے مشابہت پیدا کر لی تھی۔

یزید بن المہلب جب جرجان آئے تو "صول" ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور ہمیشہ ان ہی کیساتھ رہا یہاں تک کہ یوم العقر میں مقتول ہوا۔

ابراہیم بن العباس بہترین ادیب اور شاعر تھا عہد عباسیہ میں اچھے اچھے عہدوں پر رہا۔ سر من رای میں نصف شعبان ۲۴۳ھ کو وفات پائی۔

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۲۰ - ج ۱ -)

(اض)

۱۴۵- ابراہیم بن محمد

ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران الاسفرائنی: لقب "رکن الدین" فقیہ، شافعی، متکلم، اصولی، عالم شیوخ نیسا پور نے ان سے علم کلام حاصل کیا اور اہل عراق و خراسان نے ان کے فضل و کمال اور جلالت علمی کا اقرار کیا ان کی جلیل القدر تصنیفات ہیں منجملہ انکے ایک بڑی کتاب جامع الحلی فی اصول الدین پانچ جلدوں میں ہے۔

اسفرائن میں قاضی ابو الطیب طبری نے اصول فقہ ان سے حاصل کیا تھا۔ اور نیشا پور میں مشہور مدرسہ انکے لئے تعمیر کیا گیا۔

کہا کرتے تھے میری دلی خواہش ہے

کہیں نیشاپور ہی میں مریں تاکہ یہاں
کے کل لوگ ہمارے جنازے کی نماز پڑھیں
تقدیر الٰہی سے ایسا ہی ہوا۔
نیشاپور میں ۲۱۴ھ کو عاشورہ کے
دن وفات پائی، ہر لوگ ان کا جنازہ
اٹھا کر لے گئے اور وہیں اپنے قبرستان
میں مدفون ہوئے

(دائرہ بستانی ص ۷۷۵-۷۷۶ ج ۱)

(الاصل)

۱۴۶- ابراہیم بن محمد بن عرفہ

دیکھو مد نفطویہ "

۱۴۷- ابراہیم بن جمعان الاول

شیخ ابراہیم بن محمد بن ابوالقاسم جمعان
یمنی شافعی، مفتی زبید، ابراہیم بن جمعان
ثانی (جن کا ذکر آگے آتا ہے) کے دادا
حافظ مذہب، محدث، نقاد، ذہین و
ذکی، بہت سے شیوخ سے تحصیل علم کیا،
اور سید ابوبکر بن ابی القاسم الاہدل
وغیرہ نے ان سے تحصیل علم کیا، لوگ
حل مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے
تھے ۱۰۳۴ھ میں وفات پائی اور مقبرہ
باب السہام میں مدفون ہوئے۔

مآخذ ومصادر

دائرہ بستانی ص ۲۱۲، ۲۱۳ ج ۱

(الاصل)

۱۴۸- ابراہیم بن جمعان الثانی

شیخ ابراہیم بن عبداللہ بن ابراہیم بن
ابوالقاسم بن اسحٰق یمنی زبیدی شافعی
جامع علوم وفنون، امام وعلامہ پرہیز
گار، متواضع، متقی، ذکر الٰہی میں مشغول
ہمیشہ مسجد میں رہتے اور تمام وقت
ذکر و فکر اور بھلائی کے کاموں میں بسر
کرتے۔ فقہ اور حدیث بہت سے شیوخ
سے حاصل کیا ان کے بہت سے متفرق
فتاوی بھی ہیں، اور علم عروض میں ایک
منظومہ ہے جس کا نام أینة الحائر الی الفلک
من احرف الدوائر ہے۔ طلبا کی ایک جماعت
نے ان سے تحصیل علم کیا طلبہ علوم کے ساتھ
بہت مہربانی اور ملاطفت سے پیش آتے
تھے جمادی الاولی ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی
بنوجمعان۔ عریف بن ذوال کا قبیلہ
ہے، یہ گھرانا علم وفضل اور ورع وتقوی
کا گھرانا ہے۔

مآخذ

دائرہ بستانی، ص ۲۱۳ - ۲۱۴، ج ۱
(ا ض)

۱۴۹ ابراہیم بن محمد

بن الازہر الصریفینی (دیکھو "الصریفینی")

۱۵۰ ابراہیم بن سلیمان

رضی الدین الرومی القونوی المنطقی:

عالم و فاضل، نحوی، مفسر متدین، متواضع
فضلا کی ایک جماعت سے تحصیل علم کیا پھر
دمشق آئے، اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت
سے علم حاصل کیا، انہوں نے سات مرتبہ
حج کیا۔ چھ جلدوں میں جامع کبیر کی شرح
لکھی نیز منظومہ کی بھی شرح لکھی ۷۳۲ھ
میں وفات پائی۔

مآخذ

الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ از مولانا
عبدالحی لکھنوی رح - ص ۱۱ - (ا ض)

۱۵۱- ابراہیم رومی

ابن علی الحنفی الرومی:

"دو فوجی جماعت" جو دولت عثمانیہ میں
"عربجیہ" کے نام سے مشہور ہے،
اس کے یہ پریسیڈنٹ، اور افسر تھے۔
مختلف علوم میں فضل و کمال رکھتے تھے خصوصاً
علم القرآن میں کشف الظنون مصنفہ کاتب
چلپی رومی پر ذیل لکھا ہے، اور صدر
الشریعۃ کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی ان کی
تالیفات ہیں۔

۱۱۸۹ھ میں جب کہ دوبارہ حج
کیلئے جا رہے تھے راستہ میں انتقال کیا۔

مآخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۴۸، ج ۱،)
(ا ض)

۱۵۲- ابراہیم پاشا دالی

مشہور ابراہیم دالی پاشا ہے۔
سلطان مراد ثالث کا ایک وزیر، در اصل
یہ ارمنی تھا مختلف عہدوں کے بعد دیگرے
دیار بکر کا امیر الامراء ہو گیا، اس نے
یہاں کی رعایا پر نہایت ہی سخت مظالم
کئے اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ نہایت
ہی برا برتاؤ کیا۔ جب کسی حسین عورت کی
خبر سنتا تو جس طرح بھی ممکن ہوتا اس کے

حصول کی کوشش کرتا تھا۔ جب دیار بکر میں اس کے مظالم انتہا کو پہونچ گئے تو وہاں کے اکثر سرداروں نے سلطان مراد سے اس کی شکایت کی۔ سلطان نے حکم دیا کہ ابراہیم قید کرکے لایا جائے۔ جب اس طرح لایا گیا تو سلطان نے شکایت کرنیوالوں کو حکم دیا کہ محکمہ شرعیہ میں اس دعوی کو پیش کریں۔ لیکن کسی نے محکمہ شرعیہ میں ابراہیم کے خلاف میں گواہی نہ دی۔ اور قاضی نے بھی اس کے خلاف سماع دعوی میں تدقیق سے کام نہیں لیا کیونکہ ابراہیم کی بہن سلطان مراد کے نزدیک بہت مقبولیت رکھتی تھی مجبوراً اس کے دعویدار واپس چلے گئے اور سلطان نے دیار بکر میں اسکو اپنی جگہ پر رہنے دیا۔ جب یہاں واپس آیا تو یہ بت کرکے آیا کہ جو شخص بھی اس کے خلاف شکایت کرے گا اسکو ہلاک کردے گا چنانچہ ملک احمد پاشا اور عماد الدین بک کو اسی سلسلے میں اس نے بعذاب دیگر مار ڈالا۔

حالت یہاں تک پہونچ گئی کہ شہر والوں نے بغاوت کردی اور متحدہ طور سے اسپر حملہ کردیا، اس نے قلعہ میں پناہ لی اور شہر والوں پر گولہ باری شروع کردی جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے

سلطان مراد کا بیٹا سلطان محمد ولیعہد سلطنت اسوقت شہر مغنیسیا میں تھا اس نے ابراہیم کے پاس عام رعایا کی بھلائی کیلئے سفارش کی۔ لیکن ابراہیم نے ولیعہد کی اس سفارش کو بھی نہ مانا اور کہلا بھیجا کہ ابھی جب کہ آپ کے والد موجود ہیں آپ کا حکم نہیں چل سکتا جب آپ بادشاہ ہوں گے اسوقت جو جی میں آئے کریں۔ تب سلطان محمد نے ارادہ کیا کہ جس دن بادشاہ ہو جاؤں گا اسی دن ابراہیم کو قتل کردونگا چنانچہ حصول سلطنت کے بعد ہی اس نے ابراہیم پاشا کے متعلق دریافت کیا، معلوم ہوا کہ سلطان مراد نے اس کو قید کردیا تھا، اور اسوقت قید میں ہے اس نے حکم دیا کہ ابھی اسکو قتل کیا جائے، چنانچہ جلادوں نے اسکو قتل کردیا اور اسکی نعش دریا میں ڈالدی لیکن ابراہیم کی بہن کی سفارش سے اسکی نعش پھر دفن کی گئی۔ قتل کا واقعہ ۱۳۰۰ھ میں ہوا۔

ماخذ

(دائرہ بستانی ص ۲۳۶ ج ۱)
(اض)

۱۵۳- ابراہیم حلبی

- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی: پندرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں حلب میں پیدا ہوئے، استانہ گئے اور وہاں ۹۵۶ھ (۱۵۴۹ء) میں نوّے ۹۰ برس کی عمر میں وفات پائی۔

یہ دولت عثمانیہ کے مشہور ترین فقیہ تھے ان کی مشہور تالیف ملتقی الابحر ہے[۱]، اس کے مقدمہ میں بیان کیا ہے کہ اس میں قدوری، مختار، کنز، وقایہ کے مسائل کو سہل اور آسان عبارت میں جمع کیا ہے۔

یہ ان تالیفات میں سے ہے جو بہانا محمد سے یک قابل استناد گردانی گئی جن اس کے بعض حصوں کو موراد جیا "اور آد بسعون" نے فرانسیسی میں ترجمہ کیا اور اپنی ایک کتاب جس کے نام کا ترجمہ رسم السلطنۃ العثمانیہ" سے شائع کیا

(دائرہ بستانی ص ۲۴۴، ج ۱،)
(اض)

۱۵۴- ابراہیم خواص

ابوالحق بن اسمعیل، اپنے وقت کے بہت بڑے ولی تھے، حضرت جنید بغدادی کے اقران سے تھے بسنہ ۲۹۱ھ میں انتقال کیا،

سیاحت در یافت میں ان کا درجہ بہت بلند ہے۔ یہ جب کھڑے ہوتے تو وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔

(ماخذ۔ دائرہ بستانی ص ۴۴۵)
(اض)

۱۵۵- ابرۃ

(سوئی) جس سے کپڑوں کی سلائی کی جاتی ہے، اور کشیدہ کاری بھی۔

زمانہ قدیم میں غیر متمدن قومیں ہڈیوں اور ہاتھی دانت وغیرہ سے اپنے کپڑوں کی

---

[۱] ان کی تالیفات سے اور کتابیں بھی ہیں جیسے شرح الفیۃ العراقی اصول حدیث میں، تسفیہ الغبی فی تکفیر ابن عربی، سیوطی کی رد میں ہے، الرھص والوقص لمستحل الرقص، شیخ شبلی کے رسالے کے رد میں۔
التاج المکلل ص ۲۶۵ - منقول من الاعلام ۱/۱۱۱

سلائی کیلئے بھدی قسم کی سوئیاں تیار
کرتی تھیں، یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قدماء
مصر بھی سوئی بناتے تھے، چنانچہ مصری
آثار قدیمہ کی کھدائی سے تلسنبہ کی
سوئیاں ان کے قبروں میں پائی گئی
ہیں۔ جن کا طول ۳ سے ۴ قیراط
تک ہے۔

یورپ میں یہ چیز اسوقت پہونچی
جب کہ وہاں عربی تمدن پھیل گیا تھا
اور جب کہ یورپ والوں نے عربوں کے
صنائع اور طریقوں کو سیکھ لیا تھا۔

مشہور قدیم مورخ پلینی کہتا ہے کہ
اس کے عہد میں لوگ تانبہ کی سوئی سے
سلائی کا کام لیتے تھے۔ ہمارے نزدیک
عرب میں اس کا نام کا ہونا اسکی قدامت
کی دلیل ہے، وہ سوئی جس کا نام یورپ
میں "اسپینی سوئی" ہے، فولاد کی ہوتی ہے جو
جو ملکہ الیزبتھ کے عہد میں اسپین سے انگلستان
پہونچی، جبکہ اسپین میں عربوں کا تمدن پھیل چکا
تھا، اور یورپ والے ان کے عادات وصنائع
سے واقف ہو چکے تھے۔

(دائرہ بستانی، ص ۲۸۶-۲۸۷ ج ۱)

۱۵۶- ابرۃ القبلۃ

(کمپاس) ابرۃ القبلہ اس لئے کہتے ہیں
کہ اس سے جہت قبلہ کی تعیین ہوتی ہے اسکو
ابرۃ الملاحین بھی کہتے ہیں کیونکہ ملاح لوگ
اسکو بکثرت استعمال کرتے ہیں اس کا نام
ابرہ مغناطیسیہ (مقناطیسی سوئی) بھی
ہے بہت سی کتابوں میں آیا ہے کہ یہ
عربوں کی ایجاد ہے، اور انہیں سے
یورپ نے سیکھا اور اس کا کوئی ثبوت
نہیں ہے کہ عربوں نے مشرق بعید کے
سفروں میں اسے چینیوں سے حاصل کیا

بہرحال، اگر یہ خاص عربوں کی
اختراع ہے، تو یہ ان کثیر چیزوں
میں سے ہے جن سے دنیا نے فائدہ اٹھا
یا، اور اگر انہوں نے اس صنعت کو کسی
دوسری جگہ سے اخذ کیا تب بھی یہ کیا کم ہے
کہ اسے مشرق بعید سے حاصل کرکے یورپ والوں
کو سکھایا۔

(دائرہ بستانی ص ۲۹۱، ج ۱) (اض)

۱۵۷- الأبرزی

عمید الدین اسعد بن نصر الانصاری
شاعر اور فارس کے بادشاہ،
سعد بن زنگی اتابک کا وزیر، ابرزو کا

رہنے والا" ابرز" ملک کا ایک جانب
جو اسی نام سے موسوم ہے۔
(لطف علی بیگ : آتشکدہ، ص ۸)
آج کل شمالی شیراز میں اس کا نام "ابرج"
ہے۔ (حاجی میرزا حسن فسائی :
فارس نامہ ناصری، شیراز ۱۳۱۳ھ
۱۸۹۶ء - ۱۸۹۶ء - ج ۲، ص ۱۷۰)
اس کے آقا اتابک نے، اسکو سلطان محمد
خوارزم شاہ کے پاس اپنا سفیر بنا کر
بھیجا تھا اور اس کے تحائف و ہدایا بھی
اسی کو دے گئے۔ اور اسکی جگہ "رکن الدین
صلاح کرمانی" اتابک سعدی وفات تک
وزیر رہا۔

جب اتابک کا بیٹا ابو بکر تخت
نشین ہوا تو اس نے ابرزی کو گرفتار
کر لیا اور اسے شاہ خوارزم سے خط و
کتابت اور جاسوسی کا الزام لگایا۔
اور پھر قلعہ[1] "اشکنوان" میں (جو پرسپولیس)
کے ٹیلوں پر واقع تھا اور جسمیں شاہی
قیدی رکھے جاتے تھے) اسکو قید کر دیا۔
پانچ یا چھ مہینوں کے بعد (جمادی الاولیٰ
یا جمادی الثانیہ ۶۲۴ھ = اپریل جولائی
۱۲۲۷ء) میں اس نے وفات پائی۔
اپنے بیٹے تاج الدین محمد کو ایک سوگوارہ
بیٹوں کا ایک قصیدہ (قصیدہ اسکتوابیہ)
املا[2] کیا تھا
جسمیں اس نے اپنی بدنصیبوں کا ماتم کیا
تھا اور یہی قصیدہ اسکی شہرت کا سبب ہے

مآخذ

(۱) خوندمیر : حبیب السیر، ج ۲،
ص ۴، ۱۲۹ —
(۲) وصاف، ص ۱۵۶ —
(۳) Cl. Huart:
L'Ode arabe b Och
konwan-
مجلہ ایشیائیہ ۱۹۰۳ء میں، اور پھر علحدہ
بھی طبع ہوا۔
(۴) ڈبلو سورسے :
ہسٹری آف دی عطا بخش - ص ۲۹
میر خوند : روضۃ الصفا، ج ۴، ص ۱۰۴
(Cl. Huart - تیدار -)

۱۵۸ - اَبرشہر

شہر "نیسا پور" یا "نیشاپور" کا پرانا نام

---

[1] یعنی اصطخر (مترجم)

[2] املا، یعنی ایک شخص بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے۔ (مترجم)

(ملاحظہ ہو یہ مضمون)

۱۵۹- ابرص

حذیفۃ ابو عاج کا لقب، اس کے مرض برص کی وجہ سے تھا، عرب خوف سے ابرص نہیں کہتے تھے بلکہ یہ لوگ ابرص کی جگہ ابرش بولتے تھے۔

(دائرہ بستانی، ص ۷۶۸، ج ۱)

۱۶۰- ابرقباذ

یا برقباذ، اقلیم بابل دجلہ میں ایک علاقہ مغربی حدود اہواز (خوزستان) پر واقع ہے، شمال میں واسط، اور جنوب میں بصرہ کے درمیان،
(ملاحظہ ہو۔

Srteck:
BabyLonien Nach DemArab Geogr. .
لیدن ۱۹۰۰ء، ج ۱، ص ۱۵ - ۱۹)
ساسانی بادشاہ کواذ اول کے نام سے یہ نام ماخوذ ہے (قباذ نے ۴۸۸ء سے ۵۳۱ء تک حکومت کی) بہر حال اس نام کا پہلا ٹکڑا ابر ہے نہ کہ "ابز" یا "اباذ" جیسا کہ بعض عرب جغرافیہ نویسوں نے لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو۔

نولڈیکی:
Gesch. der Perser U. Araber zur Zeit Der Sasaniden.
لیدن ۱۸۷۹ء ص ۱۴۶، تعلیق ۲)
اکثر فارسی ٹکڑا "ابر" یا "ابر" (جسکے معنی مدد کے ہیں) فارسی مقامات کے شروع میں آتا ہے۔
بعض عربی مولفین نے غلطی سے یہ بھی لکھدیا ہے کہ ابرقباذ اس جانب واقع ہے جہاں ارجان ہے۔
(M. Streck - ام اسٹرک)

۱۶۱- ابرقوہ

فارس کے ایک شہر کا نام، اصطخر کے شمالی جانب، اصطخر اور یزد کے نصف راستہ پر واقع ہے۔ اس کا نام "ابَرقَویَہ" بھی ہے۔ اور اکثر اسکے نام کو مختصر کر کے "برقوہ" یا "ورقوہ" بھی بولتے ہیں۔
از منہ وسطی میں، اس کے باشندوں کی تعداد، باشندگان اصطخر کے ثلث کے قریب تھی۔ (ملاحظہ ہو۔

P. Schwarz:
Iran im Mittelalter nach den arab Geogr.

ایپرگ ۱۸۹۶ء، ج ۱، ص ۱۷ —
اور اس کے بعد ۔
جی۔ لی اسٹرینج: دی لینڈس آف دی
ایسٹرن کیلیفیٹ (مشرقی خلافت کے ممالک)
کیمبرج ۱۹۰۵ء ص ۲۸۴ - اور اسکے بعد
۲۹۴ — ۲۹۷ —) یہ شہر اسوقت "ابرجوۂ"
کے نام سے موسوم ہے۔
ملاحظہ ہو۔ A. de Bode.
مجلہ مجلس جغرافیہ ملکیہ" لنڈن ۱۸۴۳ء
ص ۹۷ - اور H.L. Wells کا لکچر
اسی مجلس میں، لندن ۱۸۸۳ء ص ۱۶ —
(ام اسٹرک (M.Streck-

۱۶۲۔ ابرہہ

لفظ ابراہیم کا حبشی تلفظ، جس کا لقب عداشرم[1] "ہے جو چھٹی صدی عیسوی کے نصف میں یمن کا حبشی حاکم تھا۔ پروکوپیوس[2] کہتا ہے کہ در اصل ابرہہ ایک رومی آدمی کا غلام تھا

عدن کے بادشاہ "یلا اصبحہ"[3] کے خلاف جس فوج نے شورش اٹھائی تھی اسکا سردار بن گیا اور یمن کے حاکم اسمفائیس کو (یا سُمیفع جیسا کہ حصن الغراب کے نقوش میں ہے) قید کر لیا۔

اور اس سے جنگ کیلئے جو فوجیں بھیجی گئیں ان کو بار بار شکست دی۔

شاہ حبش کے مرنے کے بعد اور ایک بار اس نے ابرہہ کو اپنی جانب سے یمن کا والی مقرر کیا جس کو ابرہہ خراج دیا کرتا تھا۔
۵۳۱ء سے اسکی حکومت کا آغاز تسلیم کیا جاتا ہے ابرہہ سے پہلے ہمیشہ اس ملک حاکم رہا۔

عربی روایتیں اپنے مختلف سال واقعات میں پرکوپیوس کے اس بیان سے کہ ابرہہ نے سپہ سالار اریاط سے جسکو شاہ حبش نے بھیجا تھا جنگ کی اور پھر آخر میں اوس سے صلح کرلی، بالکل متفق ہیں۔

---

[1] اریاط سے جو جنگ ہوئی تھی تو اس میں ابرہہ پر ہتھیار سے وار کیا گیا تھا یہ ہتھیار اس کے چہرہ پر پڑا جس سے ابرہہ کا ناک کٹ گیا اسی وجہ سے اس کا لقب اشرم ہے (مترجم)

[2] پروکوپیوس اسی عہد کا ایک یونانی مصنف ہے۔ (مترجم)

[3] عربی روایات میں اس بادشاہ کا نام "اصحم" آتا ہے۔ (مترجم)

ایسی صورت میں سینٹ ارنی تعسکلی کا بیان خطائے محض ہو کہ شاہ حبشہ نے تعرانی ابرہہ کو ۵۲۵ء سے (بلاد یمن کے فتح کے بعد ہی) بلاد یمن کا والی مقرر کیا۔

اخیر میں نقوش سند (سد مارب[1]) کے انکشاف سے جن کا انکشاف اور اشاعت گلیزر E.G l a s e r. ہی کو ششوں کا رہین منت ہے اس ابرہہ کے مفصل حالات معلوم ہو چکے ہیں ان نقوش میں ابرہہ نے اپنے کو شاہ حبشہ کا محکوم شاہ سبا، ریلان، حضرموت یمنات[2]، اور عرب النجاد و عرب السواحل ظاہر کیا ہے۔

ان نقوش سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ابتدائے حکومت کا سب سے بڑا واقعہ سنہ ۶۵۷ یعنی عام تخمینہ کے مطابق سنہ ۵۴۲ء اور گلیزر کے تخمینہ کے مطابق ۵۳۹ء کے مابین) میں سد مارب میں بعض وفود کی آمد ہے۔

انہی وفود میں سے بیز نطینی اور فارس دو باہم مخالف سلطنتوں کے وفود کی آمد بھی ہے سنہ ۵۴۲ء میں جب کہ ان دونوں سلطنتوں کے درمیان سخت جنگ بپا ہوئی تو اس میں بظاہر ابرہہ شریک نہ تھا باوجودیکہ شاہ بیز نطینی نے ابرہہ کو اپنی طرف ملانے کی کوشش کی تھی

کچھ تامل کے بعد ابرہہ نے فارسیوں سے جنگ چھیڑی لیکن پروکوپیوس کی روایت کے مطابق پھر جلد ہی جنگ روک دی۔

اس جنگ میں جو سنہ ۵۷۰ء سے پہلے ہرگز نہیں ہوئی ہے اور اس عربی قصہ میں

---

[1] سد مارب ایک مت بڑا بند آب تھا جسکی لمبائی تقریباً (۱۵۰) فٹ چوڑائی ۵۰ فٹ بیان کیجاتی ہے اسکو متعدد دستانان سبا نے اپنے دور میں تعمیر کیا تھا قوم سبا کا دارالحکومت شہر مارب تھا سد مارب کو سد عرم بھی کہتے ہیں سنہ ۵۴۲ء ابرہہ کے زمانہ میں یہ بند آخری مرتبہ ٹوٹ پھوٹ گیا۔ (مترجم)

[2] "یمنات" یعنی جمیع بلاد یمن، یمن کے تمام قطعات و اطراف کیسا تھ، جیسا کہ آجکل بلاد و شامات بولا جاتا ہے، یمن کا عربی جمع "یمنات" کسی کتاب یا شعر میں ہماری نظر سے نہیں گذرا ہے مگر آثار قدیمہ کے نقوش سے حبشی زبان میں اس کے استعمال کا پتہ چلتا ہے۔ یہ صیغہ عہد قدیم میں جنوبی جزیرہ میں مستعمل تھا در اصل یہ اسی سے منقول ہے پھر اس کا استعمال متروک ہو گیا اور لوگ اس لفظ کو بھول گئے۔
(احمد زکی پاشا)

جو واقعہ فیل سے مشہور اور قرآن مجید (سورہ فیل) سے ماخوذ ہے ہم ایک تعلق پاتے ہیں[1]۔

اس عربی قصہ میں ایک ضعیف روایت ملا لی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسوقت چیچک کی وبا پھیل گئی تھی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسی وجہ سے ابرہہ کو واپس لوٹنا پڑا یا کم سے کم اسکو اس سخت جنگ سے واپسی کا ایک ذریعہ ہاتھ آیا۔

اس واقعہ کا سال جو عام فیل سے مشہور ہے۔ اس فیل (ہاتھی) کیطرف منسوب ہے جسکو ابرہہ نے اپنے کام میں لایا تھا، یہ واقعہ جیسا کہ متاخر ماخذ سے معلوم ہوتا ہے سنہ ۵۷۰ء کا ہے۔ اور اسی سال کو عام طور سے ولادت نبویؐ کا سال تسلیم کیا جاتا ہے۔ نولڈیکی مذکورہ بالا بیان پر اعتراض کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر ہم اسکو تسلیم کرلیں تو اس وقت ابرہہ کے حملۂ مکہ اور جنگ فارس کے درمیان جو جنوبی بلاد عرب کیلئے ہوئی کوئی ایسا

---

[1] یورپین مصنفین کہتے ہیں کہ دراصل ابرہہ کا مقصد کعبہ پر حملہ نہ تھا بلکہ رومیوں اور اہل فارس کی لڑائی میں اپنے ہم مذہب عیسائی رومیوں کی اعانت کیلئے صحرائے حجاز سے گذرنا چاہتا تھا راستہ میں چیچک کی بیماری فوج میں پھیل گئی جس سے اس کی فوج تباہ ہوگئی اور مجبوراً اسکو واپس لوٹنا پڑا لیکن اصولی طور پر اس بارے میں عرب مؤرخین کا بیان زیادہ معتبر ہوسکتا ہے جن کا زمانہ اس واقعہ سے بہت قریب تھا اور جن کو تصدیق و تحقیق کیلئے بہتیرے موقع حاصل تھے۔

عرب مورخین کہتے ہیں کہ: ابرھہ نے صنعار میں ایک بہت بڑا گرجا تعمیر کیا تھا جس کا نام کعبہ رکھا تاکہ بجائے اصلی کعبہ کے لوگ یہیں آئیں اصلی کعبہ چونکہ تمام اقوام عرب میں بہت معزز و محترم تھا اس لئے قدرتی طور پر عربوں میں اسکے خلاف سخت غیظ و غضب پھیل گیا۔ ایک عرب نے رات کیوقت لوگوں سے آنکھ بچا کر ابرہہ کے نقلی کعبہ میں نجاست کردی۔ ابرہہ بہت غضبناک ہوا ایک زبردست فوج اور ہاتھیوں کا جھنڈ لیکر اصل کعبہ کو ڈھانے چلا بر چند راستے میں عربی قبائل نے مزاحمت کی لیکن وہ آگے ہی بڑھتا گیا جب مکہ کے قریب پہونچا تو پرندوں کے ایک جھنڈ نے کنکریاں برسائیں جس سے پوری فوج تباہ ہوگئی جسپر کنکریاں گرتی تھیں بدن پھوڑکر نکل جاتی تھیں عرب میں اسی سال سے چیچک کی بیماری شروع ہوئی۔ (مترجم)

Orie. مجلہ Winkler(۱۰)
nt. Literaturzeitu
ng —

ج ۱ — ص ۲۱ — اور اس کے بعد

(۱۱) Praetorius
مجلہ Zeitschr. der
Deutsch. Morgenl.
Gesellsch جلد ۵۳، عدد اول
ص ۲ — اور اسکے بعد —

(۱۲) Muir:
The Life of Mahom
et — (طبع اول) ج ۱، ص ۲۶۲ —
اور اس کے بعد —

(۱۳) Gaussin de Perce-
Val:
Essai sur l'histoire
des Arabes avent l'
Lslamisme —
ج ۱، ص ۱۳۸ — ۱۴۵ —

(۱۴) Caetani:
annali dell' Islam —
ج ۱، ص ۱۴۳ — ۱۴۸ —

[F. Buhl — بول]

۱۶۳ — ابریز

ابریز فی ما یقدم علی مؤنۃ التجہیز، شیخ شہاب الدین ابو العباس احمد بن العماد الاقفہسی الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ کی تالیف ہے —

(دائرہ بستانی ص ۳۰۴ — ج ۱)

(اض)

۱۶۴ — آبسکون

یا آبسکون یا آبہ‌کون:

یہ ملک جرجان میں بحر طبرستان (بحر قزوین) کے مشرقی جنوبی کنارے پر ایک شہر ہے، شہر استراباد، جو نہر جرجان کے آبشار کے قریب ہے، وہاں سے شمال مغرب کی طرف ایک دن کے راستہ پر واقع ہے — ازمنۂ وسطی میں بحر طبرستان کے نہایت ہی اہم بندرگاہوں میں شمار کیا جاتا تھا اگرچہ یہ اتنا اہم نہیں تھا، اسی وجہ سے اس بحر کا نام بھی بحر آبسکون پڑ گیا —

(دیکھو باربیر ڈی مینارڈ:

Diction. geogr. Histor. et litter. de la Perse

پیرس ۱۸۶۱ء ص ۱ —

جی لی اسٹرینج:

دی لینڈس آف دی ایسٹرن کیلیفٹ — کیمبرج ۱۹۰۵ء ص ۳۷۹)

M. Streck — ام — اسٹرک

۱۶۵- آبش

سلغوری خاندان کی ایک شاہزادی یہ اتابک سعد بن ابی بکر کی بیٹی تھی ۱۲۶۴ء میں سلجوق شاہ کی موت کے بعد بلا کرنے اسکو فارس کا حکمران مقرر کیا تھا، اور اپنے بیٹے منجو تیمور سے بیاہ دیا تھا، لیکن درحقیقت اسکی حکومت صرف نام کی تھی کیونکہ اصل میں مغل ہی حکمران تھے؛ ۱۲۸۶ء میں اس نے شہر تبریز میں وفات پائی۔

اور اس کی موت پر خاندان سلغوری کا خاتمہ ہوگیا (دیکھو مضمون "سلغوریین")

مآخذ

(۱) D. Ohsson: Hist. des Mongols — ج ۳، ص ۴۰۲ —

۱۶۶ ابشر

یا أبشه؛ سوڈان کے وسط میں، "وادی" کا نیا دارالسلطنت، اسکا عرض ۱۳°۴۹ شمالاً، اور خط طول ۲۱ مـ شرقاً ہے۔ قدیم دارالسلطنت "وارہ" کے جنوب میں ہے ۱۸۵۰ء میں تیار ہوا۔ اسکے باشندوں کی تعداد بیس تیس ہزار کے درمیان ہے۔

(دیکھو مضمون "وادی" اور اسکے مآخذ)

۱۶۷ - ابشقہ

(یعنی چھوٹا باپ) مشرقی عثمانی لہجہ کی ایک ترکی ڈکشنری کا نام، جو میر علی شیر کی تالیف کردہ ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے مشہور ہوا کہ یہ لفظ اس لغت میں سب سے پہلے آیا ہے۔ یہ لغت دو مرتبہ چھپ چکی ہے، اور ہنگری میں اسے فامبری Vambery نے بمقام بوڈاپسٹ ۱۸۶۲ء منتقل کیا، اور ولیمنوف زرنوف Welyaminof Zernof نے سینٹ پٹرسبرگ میں ۱۸۶۸ء میں شائع کیا، اس ڈکشنری کے کئی قلمی نسخے موجود ہیں۔ دیکھو Pertsch دیکھو برلن نمبر ۸۵)

۱۶۸- ابشہ

دیکھو "ابشر"

۱۶۹- ابشیہی

(یا إبشیہی، یہ غالباً أبشیہی بفتح ہمزہ ہی) بہاؤالدین ابوالفتح محمد بن احمد شہاب

الدین ابو العباس) بن منصور بن احمد بن
عیسیٰ المحلی الشافعی:
مصری ادیب، ۷۹۰ھ (۱۳۸۸ع)
میں قریہ "ابشویہ" میں پیدا ہوئے،
جو مدیریہ غربیہ کے ضلع میں ہے (یاقوت معجم
طبع وستنفلڈ ج ۱ ص ۹۲؛
ڈی ساسی:
Relation de l' Egypte
par Abd-Allatif --
ص ۱۴۳، نمبر ۷؛ ابن دقماق. الانتصار
طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۵، ص ۸۲، حاشیہ)
ابھی عمر کی دسویں برس اسی گاؤں میں
قرآن مجید حفظ کیا اور اس کے بعد فقہ اور
نحو کی تعلیم حاصل کی — ۸۱۵ھ (۱۴۱۲ع)
میں حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے —
یہ اکثر قاہرہ آتے رہتے، جہاں جلال
الدین بلقینی کے درس میں حاضر ہوتے
اپنے والد کی وفات کے بعد اپنے گاؤں
"ابشویہ" کے، جہاں ان کی ولادت ہوئی
تھی، خطیب مقرر ہوئے اور اپنی زندگی
کو علم ادب کیلئے جس کا ان کو خاص ذوق
تھا، وقف کر دیا۔
سخاوی کا بیان ہے کہ علم نحو میں انکی
نظر عمیق نہیں تھی، اسی طرح ان کے لغوی
معلومات بھی غلطیوں سے محفوظ نہیں،
ادب کی کتاب "المستطرف فی کل فن مستظرف"
(طبع بولاق ۱۲۶۸ھ و طبع قاہرہ ۱۲۷۲ھ،
طبع لیتھو مصر ۱۲۷۹ھ، ۱۲۹۲ھ، ۱۳۰۴ھ،
۱۳۰۵ھ، ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۸ھ) کے مؤلف
یہی ہیں —
G. Rat نے اس کا فرانسیسی ترجمہ کیا
ہے، جس کا نام:
Al-Mostatraf, Recueuil
de morceaux choisis
par le Chaik Chihab
ad-Din Ahmad Al-Abchihi etc — ہے
(پیرس — طولون ۱۸۹۹ع — ۱۹۰۲ع)
سخاوی کا بیان ہے کہ اسیطرح ادب میں
ان کی ایک دوسری کتاب بھی ہے،—
جس کا نام "الموائق الازہار علی صدور
الانہار" ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے
الشیہی نے فن ترسل میں "فی صنعۃ الترسل
والکتابۃ" کے نام سے ایک تالیف کی
بنا ڈالی تھی۔ نیز یہ ایک قلمی کتاب —
"تذکرۃ العارفین وتبصرۃ المستبصرین"
کے مصنف بھی ہیں (حبیب الزیات کی کتاب:
خزائن الکتب فی دمشق وضواحیہا ص

نمبر ۳۲) ۸۴۳ھ میں "ابن فہد" اور "بقاعی" نے البتیہی سے ملاقات کی اور یہ دونوں ان کے دروس میں حاضر ہوئے ان کی وفات ۸۵۰ھ مطابق (۱۴۴۶ء) کے بعد ہوئی ہے۔

البتیہی کے لقب سے یہ لوگ بھی ملقب ہیں:-

(۱) شہاب الدین احمد ابن محمد بن علی بن احمد بن موسیٰ جنہوں نے قاہرہ میں ۸۹۲ھ میں وفات پائی۔ (سخاوی کی گذشتہ کتاب، جو دار میں قلمی ہے نمبر ۳۶۹ ب، ص ۵۱۹۔ اور اس کے بعد)

(۲) شہاب الدین احمد مقری (سابق قلمی کتاب، ص ۶۶۱)۔

(۳) بہاؤ الدین محمد بن شہاب احمد بن محمد... المعزاوی القاہری المالکی المعروف بابن الابشیہی، ان کی ولادت ۱۲ رمضان ۸۳۲ھ میں ہوئی، اور قاہرہ میں ۸۹۰ھ میں وفات پائی (سخاوی کا پہلا نسخہ، دار نمبر ۳۶۹ ۵ ص ۵۸۲)

مآخذ

(۱) السخاوی: الضوء اللامع، قلمی، دار نمبر ۳۶۹ د ص ۵۸۹؛-

(۲) بروکلمان؛ "تاریخ ادبیات عرب" ج ۲، ص ۵۶

(سی وان آرنڈونک۔ C. Van Arendonk-

۱۷۰۔ ابطال التاویل

علم اصول کی ایک کتاب، تالیف قاضی ابویعلی محمد بن الحسن الزبیدی الاشبیلی النحوی المتوفی ۳۷۹ھ یہ کتاب نوادر زمانہ سے ہے۔-

(دائرہ بستانی، ص ۳۲۰ ج ۱)

(اض)

۱۷۱۔ ابکاریوس

إسکندر آغا بن یعقوب، یہ ایک ارمنی تھا، جس نے بیروت میں اپنی زندگی بسر کی، عربی شعر کے درس وتحصیل میں پوری محنت وجستجو سے مصروف ہوا۔

اس کی کتاب "نہایۃ الارب فی اخبار العرب" جو ۱۸۵۲ء میں مرسیلیا میں طبع ہوئی اور پھر تنقیح کے بعد "تزیین نہایۃ الارب" کے نام سے بیروت میں ۱۸۵۶ء میں چھاپی گئی (پہلے یورپ

میں ماخذ کیلئے بہت زیادہ مستعمل تھی
لیکن اب چونکہ اصل ماخذ جیسے کتاب
"الاغانی" اور عبدالقادر بغدادی کی
"خزانۃ الادب" جس سے خود نہایۃ الارب
میں مضامین لئے گئے ہیں، یورپ میں عام
طور سے طبع و شائع ہو گئے ہیں اس لئے
اب اس کتاب کیطرف توجہ باقی نہ رہی۔
اس کی تالیف کردہ "انگریزی عربی لغت"
تیسری مرتبہ بیروت میں ۱۸۹۲ء میں طبع ہوئی
تاریخ لبنان سے متعلق اس کی ایک قلمی
تالیف دار الکتب المصریہ میں ہے،
(دیکھو کتب خانہ خدیویہ کی فہرست جہ ۵۔
۱۷۱)
۱۳۰۳ھ (۱۸۸۵ء) میں ابکاریوس نے
انتقال کیا۔
(بروکلمان-Brockelmann)

۱۷۲- ابلق

یہ سموئل (یعنی صمویل samuel)
بن عادیا یہودی کا مضبوط قلعہ تھا (دیکھو
لفظ "سموئل") یہ ابلق کے نام سے اس لئے
مشہور ہوا کہ یہ مختلف رنگوں کا تھا
(دیکھو دی گوئے، طبع کردہ۔
Bibliotheca Geograph. Arab.
جہ ۶، ص ۱۲۸- اور اس کے بعد
جہ ۷، ص ۱۲۹- جہ ۸، ص ۲۵۸)
یہ قلعہ اپنی مضبوطی، اور حملوں کو روکنے
میں شہرہ آفاق تھا اس وجہ سے یہ "الابلق
الفرد" یعنی لاثانی ابلق قلعہ کے نام سے
مشہور تھا سموئل کے دو اشعار سے پتہ
چلتا ہے (اغانی جہ ۲، ص ۷۵۔
مقامات حریری طبع دوم، ص ۲۷۸) ہے
کہ اس قلعہ کو اس کے باپ (یا دادا)
نے بنوایا تھا، مگر مشہور شاعر اعشیٰ
جس نے اس قلعہ کی اور اپنے دوست
کی جس نے اسے قید سے چھڑایا تھا تعریف
کی تھی، یہ کہتا ہے کہ بادشاہ سلیمان
علیہ السلام ہی نے قلعہ "ابلق" کو بنایا تھا
اس بنا پر اگر روایت قدیمہ پر اعتماد کریں
تو اس قلعہ کی تعمیر بہر حالت میں اس زمانے
سے زیادہ قدیم ہے جس کا اشارہ
سموئل کے ان دو اشعار میں کیا گیا ہے،
کیونکہ قدیم روایات یہ بتاتی ہیں کہ مشہور
ملکہ "زبا" نے جو تیسری صدی عیسوی
میں گذری تھی، قلعہ "مارد" نیز قلعہ "ابلق"
پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اس وجہ سے
یہ کہاوت مشہور ہو گئی "تمرّد مارد
وعزّ الابلق" یعنی قلعہ مارد نے سرکشی
کی، اور قلعہ ابلق غالب آگیا۔ (دیکھو

Freytag کی معرب کہاوتیں
Arad. Proverb.
ج ۱، ص ۲۱۸) قلعۂ ابلق کا ذکر امرؤ
القیس کی زرہوں کے واقعہ میں بھی
آیا ہے۔ یہ وہ زرہیں تھیں، جنہیں
امرء القیس، سموئل بن عادیا کے
پاس امانت کے طور پر چھوڑ گیا تھا جبکہ
وہ شہنشاہ روم یوستینانوس ثانی کے
پاس طلب امداد کیلئے گیا تھا تاکہ وہ اپنے
باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکے
(دیکھو ڈی سلین De slane
کا مقدمۂ دیوان امرء القیس) قلعۂ
ابلق یاقوت حموی (مشہور عرب
جغرافیہ داں) کے زمانے میں ویران
تھا، اور یہی مؤلف رقمطراز ہے کہ اس
قلعہ کے کھنڈرات "تیماء" کے قریب ہیں
(دیکھو یہی لفظ "تیماء") اس کی دھوپ
سے خشک کی ہوئی اینٹیں کسی حالت
میں بھی یہ ثابت نہیں کرتیں کہ یہ قلعہ ایسا
مضبوط تھا جیسا کہ قدماء نے اس کا ذکر
کیا تھا، برخلاف اس کے یہ حقیقت ہے
کہ قلعہ مارد کا نام ہمارے زمانے تک
بھی باقی رہا اور اس کے کھنڈرات کو پالگر
Euting اور یوٹنگ Palgraue
جیسے سیاحوں نے بھی دیکھا تھا دیکھو
Tagebuch ج ۱ ص ۱۲۵ —
لیکن ایک سیاح نے بھی ابلق کا ذکر نہیں کیا
یہاں تک کہ اندلس کے شہر "تطیلہ" کے
رہنے والے بنیامین نے بھی اس کا ذکر
نہیں کیا۔ بنیامین وہ مشہور یہودی
سیاح تھا جو بارہویں عیسوی صدی میں
گزرا تھا اور اس نے کسی طرح بھی تاریخ
یہود کے اہم واقعہ کو نظرانداز نہیں کیا

مآخذ

(۱) یاقوت: المعجم ج ۱ ص ۹۴ —
اور اس کے بعد کے صفحات
(۲) البکری طبع وسٹنفلڈ ج ۱ ص ۶۲
(۳) القاموس المحیط مادہ "بلق"
(۴) Revue des Etudes Juives—
ج ۷ ص ۱۷۶ — اور اس کے
بعد کے صفحات۔
(ایم سلیجسن M.Seligsohn)

۱۷۳ - أبن، أبَن، أوِن

اندلسی عربوں کے نزدیک ابہ ابن
میں مختلف لغات ہیں، اسی وجہ سے

یورپ والے ابن سینا کو
(اویسنا) Avicen(n)a ابن رشد کو
(اویروس) Averroes ابن باجہ کو
(اونپاس) Avenpace ابن بشکوال کو
(ابن بسکوالس) Aben Pascualis
کہتے ہیں۔ اس قسم کے اطلاقات، اکثر عربی
اندلس کے یہودیوں کے یہاں زیادہ پائے
جاتے ہیں ان کے یہاں ابن جبرل کو وانسبرل
Avicebron یا Ave-یا افیسبرن
ncebrol — بولتے ہیں
اسی طرح (ابندانا Abendana
اور ابنٹر Abenatar
Abencerages — میں۔
(دیکھو مضمون "ابن السراج") ہیرا تا
لفظ ابن بہت کم مستعمل ہوتا ہے (دیکھو
Pedro de Alcala —
مضمون hijo = ابن ہیں؛ اور دیکھو
Anales Toledanos ۲ ج
Ibnabiamer --
(یعنی ابن ابی عامر) یہ منصور کی کنیت ہے
دیکھو مضمون "کنیت")

(C.F. Seybold - س. ف. سیبولڈ)

۱۷۴ — الأبناء

ابن کی جمع

(۱) اس لفظ کا اطلاق ایسے قبیلہ پر ہوتا ہے جو نرم ریتیلے میدانوں میں رہتی تھی یہ سعد بن زید بن منات بن تمیم کی اولاد تھی، اس کے دو بیٹوں کعب اور عمر کو مستثنی کر کے۔

(۲) اس اسم کا اطلاق، اس خاندان پر بھی ہوتا ہے جو یمن میں فارس کے مہاجرین سے پیدا ہوئی چونکہ اہل حبشہ

لہ ابن کا لفظ جب دو ناموں کے درمیان صفت واقع ہوتا ہے تو خط اور لفظ دونوں میں اس کا الف حذف ہو جاتا ہے جیسے اسحٰق بن ابراہیم یہاں پر حرف ب ساکن ہے جو حرکت ما قبل کی مدد سے پڑھا جاتا ہے۔
لیکن جب ابن صفت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کا الف حذف نہ ہو گا جیسے "ان اسحٰق ابن ابراہیم" (اسحٰق ابراہیم کے بیٹے ہیں) اسی طرح جب ابن لفظ اُم کی طرف مضاف ہو یا غیر اب کی طرف مضاف ہو مثلاً جد کی طرف جیسے محمد ابن عبد المطلب یا مثنی ہو جیسے الحسن والحسین ابنا علی یا ابتدائے سطر میں ہو تو ان تمام صورتوں میں الف حذف نہیں ہو گا۔
(مترجم)

بہت دنوں سے اس ساحل عرب پر جو
ان کے ملک کے سامنے تھا قبضہ کرنا
چاہتے تھے اس غرض سے انہوں نے
یمن پر پے در پے حملے کئے - اور ایسے
خطرہ بن گئے کہ نہ صرف باشندگان یمن
کیلئے بلکہ مقام حیرہ کے والیان فارس
کیلئے بھی خوفناک ثابت ہوئے -

اس لئے اہل یمن، فارس کے بادشاہ
کسریٰ اول نوشیرواں (۵۳۱ھ - ۵۷۹ء) سے
سے استعانت پر مجبور ہوگئے
مشہور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
سیف بن ذی یزن جو حمیر کے قدیم شاہی
خاندان کا ایک فرد تھا شہر طیسفون
Ctesiphon - گیا
یہاں اس نے فارس کے بادشاہ
(نوشیرواں) کو آمادہ کر لیا کہ وہ جنوبی عرب
کے شہروں پر جنگی حملہ کردے - اسطرح
جنوبی عربوں نے، فارسیوں سے مل کر
"وہرز" کی سپہ سالاری میں حبشیوں
کو اپنے ملک سے نکال دیا، اور سیف
بن ذی یزن کو اپنا بادشاہ مقرر کیا
لیکن جب فارس کی فوج واپس چلی گئی
تو سیف بن ذی یزن قتل کردیا گیا
اور اس کے بعد پھر سے طور سے اس

ملک پر حبشیوں کا قبضہ ہوگیا اسلئے
پھر "وہرز" ایک نہایت ہی قوی فوج
لیکر آ پہونچا، اور حبشیوں کی قوت اور
طاقت مقابلہ کو پاش پاش کردیا، اور
ملک یمن فارسی حکومت کے ماتحت
ہوگیا -

پھر وہاں کا فارسی حاکم "باذام"
(باذان) اپنے خاندان کے ساتھ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں مسلمان ہوگیا اور ان لوگوں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت کو
تسلیم کرلیا اس کے بعد یمن میں، بدامنی
اور بغاوت پھیل گئی یہاں تک کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں
تمام انتظامات درست ہوگئے[1] -

(۳) عہد عباسیہ: (دیکھو مضمون عباسین)
میں، اس لفظ کا اطلاق دولت عباسیہ
کے ان ابتدائی داعیوں کی اولاد پر ہوتا تھا

---

[1] یمن کا بادشاہ ذونواس پہلے مجوسی تھا، آگ پوجتا تھا، پھر یہودی ہوگیا اور لوگوں کو زبردستی یہودی بنانا شروع کردیا، نجران کے عیسائیوں کو یہودیت کی دعوت دی، انکا پہر ان کے سردار کو قتل کر ڈالا اور باقی لوگوں کو

جنہوں نے اس سلطنت کے قیام میں
اپنی کوششوں سے مدد لی تھی۔

۵ در "الأبناء" أبناء الدعوة کا اختصار ہے

مآخذ

(۱) وستنفلڈ:
Register zu den genealogischen Tabellen der arab. Stämme —
(۲) نولڈیکی:
Gesch. d. Perser u. Araber
zur Zeit der Sassaniden — لیڈن ۱۸۷۹ء ص ۲۲۰
اور اس کے بعد۔
(۳) de Goeje
Glossar zu Tabari
(۴) A. Müller
Der Islam im Morgen und Abendland
ج ۱ ص ۳۶ اور اس کے بعد۔
(K.V. Zettersteen. (زیٹرسٹین)

آگ کے گڑھے میں جلا دیا، جب شاہ روم کے
پاس "قتل" اور انجیل کے جلائے اور گرجوں کے
ڈھائے جانے کی خبر پہنچی تو اس نے نجاشی
شاہ حبشہ کو لکھا، اس نے ارباط کو ایک
بڑے لشکر کیساتھ حملہ کرنے کیلئے ساحل
عدن پر بھیجا، ادھر سے ذونواس بھی مقابلہ
کیلئے آ پہنچا، سخت جنگ ہوئی، ذونواس مارا
گیا اور حبشہ کی فوج صنعا پر قابض ہو گئی۔
صنعا کا نام "ذمار" تھا صنعا حبشی لفظ ہے
اس کے معنی مضبوط اور مستحکم کے ہیں، یمن پر
حبشیوں کی حکومت مدتوں تک قائم رہی،
یہاں تک کہ ذونواس کی اولادوں میں سے ایک
شخص سیف بن ذی یزن حمیری، انطاکیہ میں
قیصر کے پاس پہونچا اور حبشیوں کے مقابلے
میں اس سے مدد چاہی، لیکن اس نے کہا وہ تو
ہمارے ہم مذہب ہیں اور تم لوگ بت پرست ہو
میں اس کی مدد دے سکتا ہوں،

جب وہ یہاں سے مایوس ہو گیا، تو کسریٰ
سے طلب امداد کا خیال آیا "حیرہ" میں نعمان
بن منذر کے پاس پہونچا، اس نے نوشیرواں
سے اسکی سفارش کر دی نوشیرواں نے "وہرز"
کی سرکردگی میں ایک فوج روانہ کی "وہرز" بوڑھا
تھا اور عجم کا نہایت ہی بہادر شہسوار تھا۔
"وہرز" سیف بن ذی یزن رسالہ ساحل

۱۷۵- ابن الأبّار

ابو جعفر احمد بن محمد الخولانی، امیر اشبیلیہ کا شاعر، ۴۳۳ھ / ۱۰۴۱ء - ۱۰۴۲ء میں وفات

عدن پر اترا، ادھر سے مقابلہ کیلئے حبشیوں کا سردار مسروق پہونچا جنگ ہوئی اور مسروق مارا گیا ۔

"وہرز" نے اس فتح کی خبر نوشیرواں کے پاس بھیجی، اس نے حکم بھیجا کہ سیف بن ذی یزن کو یمن کا حاکم بناؤ، اور تمام حبشیوں کو قتل کردو، اور تم خود چلے آؤ، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، کچھ حبشی جو قتل سے بچ رہے تھے ان کو سیف بن ذی یزن نے رہنے دیا، وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا، یہ لوگ سواری کے آگے آگے چلتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے ایک دن موقع پاکر سیف کو قتل کردیا؛ جب یہ خبر نوشیرواں کو پہونچی تو اس نے "وہرز" کو پھر یمن بھیجا، اور حبشیوں کے بالکلیہ استیصال، اور قتل عام کا حکم دیدیا؛ "وہرز" پانچ سال تک وہاں رہا، اس کے مرنے کے بعد یمن کا حاکم باذان مقرر کیا گیا جب اسلام کا ظہور ہوا تو وہ مسلمان ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو اخبار الطوال، ابو حنیفۃ الدینوری، مطبوعہ مصر) (مترجم)

پائی ۔ اس کے دیوان کے علاوہ جیسا کہ حاجی خلیفہ کا بیان ہے ــــ چار دوسری تالیفات بھی ہیں، جو عام طور سے کتاب "التکملۃ" اور "حلۃ السیراء" کے مؤلف کیطرف منسوب ہیں ۔

(دیکھو اس کے بعد والا مقالہ)

مآخذ

(۱) ابن خلکان: وفیات الاعیان طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۱، ص ۴۴ ــ

(۲) الضبی: بغیۃ الملتمس ص ۱۵۲- نمبر ۳۵۲ ــ

(۳) حاجی خلیفہ: کشف الظنون طبع فلوگل نمبر ۹۳۴، ۲۱۶۵، ۲۶۴۶،

(۴) Codera: al-Mudjam Bibl. Arab. Hisp—— ج ۴، مقدمہ، ص ۱۰ ــ ۱۴ ــ

(۵) Boigues: Ensayo bio-bibliografico ——

(محمد بن شنب)

۱۷۶ - ابن الابار

ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن احمد بن

ابی بکر القضاعی: ابن الابار کے لقب سے مشہور ہیں
یہ مورخ، محدث، ادیب اور شاعر تھے
ان کا اصل خاندان "اندہ" سے تعلق رکھتا
تھا، جو اندلس میں بنی قضاعہ کی بود و باش
کا مقام تھا، ابن الابار مذکور بلنسیہ میں
ربیع الثانی ۵۹۵ھ (مطابق فروری
۱۱۹۹ء) میں پیدا ہوئے، ابو عبداللہ
بن نوح، ابوجعفر الحصار، ابوالخطاب
بن واجب، ابوالحسن بن خیرہ، ابو سلیمان
بن حوط اللہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالعزیز
بن سعادہ وغیرہم سے تعلیم حاصل کی
آپ بیس برس سے زیادہ، ابوالربیع بن
سالم کے ساتھ رہے، جو اندلس کے
سب سے بڑے محدث تھے انہوں نے
ابن الابار کو ابن بشکوال کی "کتاب
الصلہ" کو مکمل کرنے کیلئے آمادہ کیا۔

آپ بلنسیہ کے حاکم ابو عبداللہ محمد بن
ابو حفص بن عبدالمومن بن علی کے سکریٹری
مقرر ہوئے، اور ان کے بعد ان کے
بیٹے ابو زید کے سکریٹری بنے اور آخر
میں "زیان بن مردنیش" کے پرائیوٹ
سکریٹری مقرر ہوئے، جب شاہ ارجونہ
"ڈون جائم" Don Jayme نے
ماہ رمضان المبارک ۶۳۵ھ (مطابق
اپریل، مئی ۱۲۳۸ء) میں شہر بلنسیہ کا
محاصرہ کر لیا تو اس وقت ابن الابار کو
ایک سفارت کیساتھ، شاہ ٹیونس ابو
زکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابو حفص کے
پاس ایک دستاویز دینے کیلئے بھیجا گیا
جس کی بنا پر باشندگان د شاہ بلنسیہ نے
سلطنت حفصیہ کی قیادت و حکومت کو تسلیم
کر لیا تھا، چنانچہ انہوں نے بادشاہ سے
۴ محرم الحرام ۶۳۶ھ (مطابق ۱۷ اگست
۱۲۳۸ء) میں ملاقات کی، اور اس کے
سامنے سین کی ردیف کا ایک قصیدہ پڑھا
جس میں مسلمانان اندلس کی امداد کیلئے
درخواست کی گئی تھی، اس کے بعد وہ بلنسیہ
واپس آگئے، لیکن بہت جلد اپنے خاندان
کے ہمراہ، بلنسیہ پر عیسائیوں کا قبضہ
ہونے سے پیشتر، یا اس کے تھوڑے
دنوں کے بعد ٹیونس چلے گئے۔
عیسائیوں کا قبضہ ماہ صفر ۶۳۶ھ
(مطابق ستمبر، اکتوبر ۱۲۳۸ء) میں ہوا۔
مشہور مؤرخ ابن خلدون کے قول کے
مطابق، وہ براہ راست ٹیونس چلے
گئے لیکن دوسرا مؤرخ "غبرینی" یہ کہتا ہے
کہ وہ پہلے بجایہ گئے، جہاں وہ عرصہ تک
تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔
ٹیونس کے بادشاہ نے ان کا نہایت
گرمجوشی سے استقبال کیا، اور انہیں

اپنا پرائیوٹ سکریٹری بنا لیا، اور انہیں
اعلیٰ درجے کے خطوط وغیرہ میں شاہی
القاب، آداب کے بسم اللہ کے بعد اپنے
طغرا میں لکھنے پر مقرر کیا تھا، مگر تھوڑے
عرصے کے بعد اس منصب سے معزول
کر دیے گئے، اور یہ عہدہ ابو العباس
الغسانی کو سپرد کیا گیا، جو مشرقی تحریر کے
زبردست ماہر تھے، اور ایسی تحریر کو سلطان
مغربی خط پر ترجیح دیتا تھا، اس سے
عزلی کا ابن الابار کے دل پر گہرا اثر پڑا"
لیکن مکرر ہدایات کے برخلاف وہ شاہی
طغرا و فرامین پر لکھا ثبت کرتے رہے،
بعد ازاں خانہ نشیں ہو کر انہوں نے
ایک کتاب تحریر کی جس کا نام "اعتاب
الکتاب" تھا اور اسے بادشاہ کے روبرو
پیش کیا جس پر اس نے انہیں معاف
کر دیا، اور انہیں اپنے اصلی عہدے پر
بحال کر دیا۔ ان کی بحالی منصب سلطان
کے بیٹے شہزادہ مستنصر کی سفارش
کی وجہ سے ہوئی۔ جب ٹیونس کے بادشاہ
ابو زکریا کا انتقال ہو گیا تو اس نے
ابن الابار کو اپنا مقرب (معتمد مشیر کار)
بنا لیا، اور ان کے مشوروں کی قدر کیا
مگر حاسدوں نے اپنے طرز عمل سے بادشاہ
اور اس کے ملازمین کو ناراض کر لیا
یہاں تک کہ وہ آخر کار سزا دینے پر
مجبور ہوا۔

ان کی ضبط شدہ تصانیف میں
سے ایک قصیدہ بھی ملا ہے، جو بادشاہ
کی ہجو میں تھا، اس نے بادشاہ کو اسقدر
غضب ناک کر دیا کہ اس نے حکم دیا کہ
انہیں نیزے مار کر قتل کر دیا جائے۔
ابن الابار نے صبح کو بروز چہار شنبہ ۲۰ محرم الحرام
۶۵۸ھ (مطابق ۶ جنوری ۱۲۶۰ء)
وفات پائی، اور دوسرے دن ان کی
لاش، ان کی تصانیف، اشعار، اور ان کی
دوسری علمی انشاء ایک ہی جگہ نذر آتش
کر دی گئیں۔

ابن الابار نے جس کا لقب "فار"
(چوہا) نہیں معلوم کیوں تھا، تاریخ
حدیث، ادب و شعر، میں متعدد کتابیں
تالیف کیں، مگر ان میں سے صرف
مندرجہ ذیل کتابیں باقی رہ گئی ہیں:
(۱) تکملۃ کتاب الصلۃ۔ Codera
نے بمقام میڈرڈ ۱۸۸۹ء میں طبع کرایا
(۲) المعجم، قاضی امام ابو علی الصدفی
کے اصحاب کے حالات ہیں، کوڈرا نے
بمقام میڈرڈ ۱۸۸۶ء میں طبع کرایا)
(۳) کتاب الحلۃ السیراء۔ اس کا ایک
حصہ ڈوزی نے بمقام لیڈن ۱۸۴۷ء

تا ۱۸۵۱ء میں چھاپا، اور موللر نے دوسرا حصہ
Beitr. zur Gesch.
der Westl. Araber
ع، بمقام میونک ۱۸۶۶ء۔ ۱۸۷۸ء۔
میں طبع کرایا۔

(۴) تحفۃ القادم
Casiri:
Bibl. Arab Hsp.
ج ۱، نمبر ۴،۳،۲؛
Derenbourg:
Les Manuscrits arab.
del' Escurial (اسکوریال)
نمبر ۳۵۶، ۲ ۔ (کی عربی مخطوطات

(۵) اعتاب الکتاب (Casiri)
کی مذکورہ کتابیں نمبر ۱۷۲۶۔)

ماخذ

(۱) الغبرینی: عنوان الدرایۃ فیمن عرف من العلماء فی المائۃ السابعۃ ببجایۃ، الجزائر ۱۳۳۲ھ، ص ۱۸۳۔

(۲) ابن شاکر الکتبی کی، فوات الوفیات، بولاق ۱۲۹۹ھ، ج ۲ ص ۲۲۶۔

(۳) نفح الطیب از المقریزی، قاہرہ ۱۳۰۲ھ ج ۱، ص ۶۳۱۔

(۴) الزرکشی کی کتاب تاریخ الدولتین الموحدیۃ والحفصیۃ فینان Fagnan - کا ترجمہ، ص ۳۶، ۳۸، ۴۸۔

(۵) ابن خلدون کی تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدأ والخبر فی تاریخ العرب والعجم والبربر ڈی سلین کا ترجمہ ج ۲، ص ۳۰۷، ۳۴۷، ۳۵۰۔

(۶) Wustenfeld.
Geschichtschr. der
Araber—
ص ۱۲۸، نمبر ۳۴۴۔

(۷) Dozy:
Scriptorum. arab
loci de Abbadidss
ج ۲، ص ۴۶۔

(۸) Pons Boigues:
Ensayo biobibliogr-
afio
ص ۴۰۹۔

(۹) Codera:
Bibliotheca Arabico-
Hspana
ج ۴ (معجم اور تکملہ کا مقدمہ)

(۱۰) Von Chack:

Poesie und Kunst der Araber

ج ۱، ص ۱۴۲- اور ما بعد کے صفحات۔

(۱۱) بروکلمان کی "تاریخ ادبیات عرب"

ج ۱، ص ۳۴۰- اور ما بعد کے صفحات۔

(۱۲) ہیوار کی "تاریخ ادبیات عرب"

ص ۲۰۴-

(محمد بن شنب)

۱۷۷- ابن ابی اسامہ

دو شخص:

اولاً- حارث بن ابی اسامۃ (دیکھو یہ مضمون) ثانیاً- ابو الحسن علی بن احمد بن الحسین بن ابی اسامۃ، خلیفہ الآمر باحکام اللہ العبیدی کے زمانے میں تھا۔

اس کا بہت رتبہ اور بڑی قدر و منزلت تھی اور الشیخ الاجل کاتب الدست الشریف کے لقب سے موصوف تھا۔ اس کے عہد میں اس لقب سے دیار مصر میں کوئی نہیں پکارا جاتا تھا۔

ماہ شوال ۵۲۲ھ میں وفات پائی۔

قاہرہ میں قیساریۃ بن ابی اسامہ اسی طرف منسوب ہے۔

(دائرہ بستانی ص ۳۴۵، ج ۱)

۱۷۸- ابن ابی الاصبع

ابو محمد زکی الدین، عبد العظیم بن عبد الواحد ابن ظافر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی الاصبع العدوانی المصری:

مشہور شاعر اور امام ادب، اس فن میں ان کی عمدہ تصنیفات ہیں، بعض یہ ہیں: تحریر التحبیر فی البدیع، کتاب بدیع القرآن[1]، کتاب الجواہر، السوانح فی سرائر القرائح وغیرہ۔

کہا جاتا ہے کہ فن بدیع میں ان کی تصنیفات اس فن کی بنیادی کتابیں ہیں۔

ساٹھ برس سے زیادہ عمر پائی۔ ۲۳ شوال ۶۵۴ھ کو مصر میں وفات پائی۔

(دائرہ بستانی ص ۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷- ج ۱) (داض)

۱۷۹- ابن ابی اصیبعۃ

موفق الدین ابو العباس احمد بن القاسم السعدی الخزرجی[1]: ایک طبیب اور

---

[1] بدائع القرآن کا ایک نسخہ، محمد بن احمد بن شیبان کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ مصریہ میں موجود ہے۔ سنہ کتابت ۶۷۰ھ ہے۔ دیکھو الفہرس الجدید ج ۲ ص ۱۲۸- (مضمون نگار)

---

[1] ابن اصیبعہ کے حالات زندگی، صرف

سیر و تراجم کا مصنف، دمشق میں ۶۰۰ھ (۱۲۰۳ء) میں پیدا ہوا اور یہیں طب کی تعلیم حاصل کی۔ پھر قاہرہ کے بیمارستان ناصری میں تکمیل کی۔

اس کے اساتذہ میں نباتات کا مشہور عالم ابن البیطار (ملاحظہ ہو یہ مضمون)

خاص طور سے قابل ذکر ہے۔

پھر ۶۳۴ھ ۱۲۳۶ء میں قاہرہ کے ایک شفا خانہ میں کسی منصب پر مقرر ہوا پھر دوسرے ہی سال امیر عز الدین ایدمر کا خاص طبیب "سرخد" میں مقرر ہوا، اور یہیں ۶۶۸ھ ۱۲۷۰ء میں انتقال کیا۔ اس کی سب سے اہم تالیف "عیون

ان مختصر اشارات سے معلوم ہوتے ہیں، جنہیں اس نے اپنی کتاب "عیون الانباء فی طبقات الاطباء" میں بیان کیا ہے۔

اس کا دادا خلیفہ بن یونس الخزرجی، ۵۶۶ھ میں صلاح الدین کے ملازمین سے تھا جس وقت کہ یہ بہادر انسان اپنے چچا شیرکوہ کا امیر الجیوش اور سپہ سالار تھا، خلیفہ بن یونس الخزرجی کا بڑا لڑکا، سدید الدین القاسم، قاہرہ میں ۵۷۵ھ میں پیدا ہوا، اور چھوٹا لڑکا، رشید الدین علی، حلب میں ۵۷۹ھ میں پیدا ہوا، یہ دونوں مشہور طبیب ہوئے۔

طب کی تعلیم مصر و شام میں ایک خاص اور اعلیٰ طریقہ پر مروج تھی کیونکہ دمشق اور قاہرہ میں نور الدین ابن زنگی اور صلاح الدین جیسے بادشاہوں نے شفا خانے قائم کئے تھے اور طب کی تعلیم کو ہر ممکن طریقے سے ترقی

دی تھی، اور اطبا کی حوصلہ افزائی کی تھی جلیل القدر علماء کی اس جماعت میں جو بغداد سے دمشق اور قاہرہ وارد ہوئی، ایک فاضل عبد اللطیف بن یوسف تھا خلیفہ ابن یونس خزرجی سے اس کے بہت زیادہ دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے تھے۔ اس نے خلیفہ یونس کے دونوں بیٹوں کو تعلیم دی جب کہ یہ دونوں اسی طرح فلسفی طبیب، موسیٰ بن میمون یہودی سے بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ خلیفہ بن یونس کے بڑے لڑکے سدید الدین قاسم نے قاہرہ کے شفا خانہ ناصری میں، ابو حجاج یوسف السبتی سے فن "کحالہ" کی تعلیم حاصل کی، اور یہ آنکھوں کا مشہور معالج ہو گیا۔

۶۱۰ھ میں الملک العادل سیف الدین نے شدید مرض چشم کے مرض سے شفا پائی، اور اسی وقت سے سلاطین شام کے محل میں

الانباء فی طبقات الاطباء" ہے جو مشہور اطبا اور حکما کے حالات میں ہے۔

اسکو وزیر ابوالحسن بن غزال السامری کیلئے تالیف کیا تھا۔ ۱۲۹۹ھ ۱۸۸۲ء میں اوجسٹ مولر نے قاہرہ سے شائع کیا اور ۱۸۸۴ء میں کونبگ سبرگ سے اس کا مقدمہ شائع ہوا

ماخذ

(۱) الکلرک :

Hitoire de la Medecine Arabe —

ج ۲، ص ۱۸۷ - اور اس کے بعد -

(۲) اے مولر :

اسے باریابی حاصل ہوئی - اور معالجین چشم کا نگران مقرر کیا گیا ۶۴۹ھ میں دمشق میں انتقال کیا -

اس کا بڑا بیٹا احمد جو ۵۹۶ھ کے لگ بھگ پیدا ہوا، اور اپنے دادا "ابن اصیبعہ" کے نام سے ملقب ہوا، جہاں تھا اس نے علمی و عملی طریق پر شفاخانہ نوریہ[1] میں طب کی تعلیم حاصل کی -

اور رضی الدین الرحبی، اور شمس الدین الکلی (چونکہ ان کو کلیات قانون ابن سینا زبانی یاد تھی اس لئے "کلی" کہتے ہیں) اور ابن بیطار صاحب جامع المفردات، اور خصوصاً مہذب الدین عبدالرحیم بن علی دخوار المتوفی ۶۲۸ھ

سے طب کی تعلیم حاصل کی، مہذب الدین اپنے زمانہ میں طب کے بہت بڑے معلم تھے اور انہوں نے طب کا ایک عمدہ مدرسہ بھی قائم کیا تھا شفاخانہ میں ان کا شریک کار یہودی طبیب عمران بن صدقہ تھا، جس کے پاس ایک اعلیٰ پیمانہ کا طبی کتب خانہ بھی تھا، ابن اصیبعہ ان دونوں استادوں سے خاص توجہ سے استفادہ کرتا تھا ممکن ہے کہ اس نے اپنی تاریخ کی تالیف میں ابن صدقہ کی کتابوں سے بہت کچھ استفادہ کیا ہو

ابن اصیبعہ قاہرہ کے شفاخانہ ناصری میں ایک زمانے تک معالج چشم رہا جہاں اس نے ایک طبیب اور عالم قرابادین

---

[1] شفاخانہ نوریہ، الملک العادل نورالدین بن زنگی نے قائم کیا تھا، ایک مرتبہ صلیبی جنگ میں نورالدین نے یورپ کے ایک حکمران کو گرفتار کر لیا تھا اس نے ایک بہت بڑی رقم دیکر خلاصی حاصل کی تھی اسی رقم سے یہ نہایت ہی عظیم الشان شفاخانہ تیار کیا گیا تھا (مترجم)

Uber Ibn Abi Ocaibia undserne Geschichichte der Arzte —

مباحث موتمر ششم مستشرقین دول منعقدہ بالینڈ میں، ج ۲، ص ۲۵۹ - اور اس کے بعد - اور اسی میں دوسرے مقالات بھی ہیں، دیکھو وہ مصادر جن کا ذکر بروکلمان نے اپنی کتاب Geschte etc.. ج ۱، ص ۳۲۶ میں کیا ہے -

۱۸۰ - ابن ابی حجلہ

احمد بن یحییٰ ابو العباس شہاب الدین التلمسانی الحنبلی: ایک عربی شاعر جس نے عمرو بن الفارض کے طریق و اسلوب پر اشعار نظم کئے ۷۲۵ھ (۱۳۲۵ء) میں تلمسان میں پیدا ہوا - اور اداء حج کے بعد قاہرہ میں قیام کیا ۳۰ ذی قعدہ ۷۷۶ھ (۲ مئی ۱۳۷۵ء) میں جبکہ اس نے وفات پائی تو یہ اس وقت صوفیوں کے اس

تسدید ابن ابو البیان اسرائیلی نے اس سے استفادہ کیا۔ سدید ابن ابو البیان قرابادین کی کتاب کا جو "الدستور البیمارستانی" کے نام سے معروف ہے مؤلف ہے۔ اسطرح اس کو علمی حیثیت سے علم طب میں مہارت پیدا کی۔ اور اسی وقت وہ اطبا کی مشہور تاریخ بھی مرتب کر رہا تھا۔ اس کتاب کا پہلا نسخہ ۶۴۳ھ میں تمام ہوا اور اس وقت سے ۶۶۷ھ تک یعنی مؤلف کی وفات سے ایک سال پہلے تک خود مؤلف نے اسمیں متعدد اضافے کئے اسی وجہ سے اس وقت اس کتاب کے موجود قلمی نسخوں میں بین اختلاف پایا جاتا ہے

ابن ابی اصیبعہ جید النثر پرداز نہیں تھا

اور بعض مواقع میں اس کتاب کی عبارتیں صحیح نہیں ہوتیں۔ اس کتاب کے کثرت اشعار سے جن میں اکثر ردی ہیں۔ اس کا درس و مطالعہ ایک حد تک مشکل ہو گیا ہے - لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مشرق کے اسلامی طبی اور علمی تاریخ کے جو حالات اس نے جمع کئے ہیں، اس میں وہ تمام لوگوں پر فوقیت رکھتا ہے - (اور اس سے ابن الندیم، اور ابن القفطی بھی مستثنی نہیں کئے جا سکتے) اس کے علاوہ اس نے ہندی اور یونانی طب کے متعلق ہمیں ایسے معلومات بہم پہونچائے جن کے علم کا، سوائے اس کتاب کے کوئی دوسرا ذریعہ نہ تھا - اسی طرح اس نے عالم اسلام کا

تکیہ[1] کا جسے منجک نے قائم کیا تھا شیخ تھا۔

اسکی تالیفات جو ہم تک پہونچی ہیں اور جنہیں بروکلمان نے اپنی کتاب Gesch. d. ar. Litt. ج ۲ ص ۱۳ میں شمار کرایا ہے ان میں سے مندرجہ ذیل کتابیں طبع ہوئی ہیں:

(۱) دیوان الصبابہ: اسمیں مشہور عاشقوں کے قصے ہیں اور اعلیٰ ہی غزلوں کا انتخاب بھی ہے۔

یہ کتاب قاہرہ میں طبع ہوئی ۱۲۷۹ھ ۱۲۹۱ھ ۱۳۰۵ھ۔ اس کے بعد داؤد انطاکی کی کتاب "تزئین الاسواق" کے حاشیہ پر چھپی۔ بولاق ۱۲۹۱ھ قاہرہ ۱۳۰۸ھ

(۲) سکردان السلطان الملک الناصر، اہمیت کے لحاظ سے اس دیوان کا درجہ مصریوں کے نزدیک ساتویں نمبر پر ہے یہ کتاب ۷۵۷ھ (۱۳۵۶ء) میں لکھی گئی اور مطبع بولاق ۱۲۹۹ھ میں اور قاہرہ میں ۱۳۱۷ء میں "کتاب المخلاۃ" کے حاشیہ پر چھاپی گئی۔

مآخذ

(۱) السیوطی: حسن المحاضرۃ، ج ۱، ص ۳۲۹۔

(۲) ابن جلیب Orientalia ج ۲، ص ۴۴۰ میں۔

کی حیات اجتماعی و ذہنی کی پوری تفصیل ملتی ہے اسی وجہ سے اسکی کتاب نہایت ہی اہم ماخذ بن گئی، اور اس نے بلند پایہ مسلمان مؤرخوں کی تاریخ عمومی کی تکمیل کردی۔

اس کی کتاب بہت سی ایسی دوسری کتابوں کے انتخابات پر مشتمل ہے جو زمانہ بعید سے مفقود ہوگئی ہیں۔ مثلاً اس نے مشہور یونانی طبیب جالینوس، حنین نصرانی، اور اس کے بیٹے اسحٰق، اور عبداللہ بن جبرائیل بن بختیشوع، اور مسلمانوں میں سے ابن جلجل، مبشر بن فاتک، دخوار اور بکثرت دوسرے لوگوں کی کتابوں سے اخذ و انتخاب کیا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ابن اصیبعہ نے اطباء کا تذکرہ اور غامض ترتیب لکھا ہے اور جن کتابوں کا تذکرہ کیا ہے وہ اپنی صحت و ثقاہت کے اعتبار سے انتہا کو پہونچی ہوئی ہیں۔

ان بہت سی کتابوں سے، جن کا ذکر عہد عروج اسلام کے چارسو ماہرین اطباء کے آخر میں گیا ہے، بکثرت علما کے بہترین علمی نتائج، اور بعض اوقات ان کے انکشافات عجیبہ کا اظہار ہوتا ہے۔ یورپ کے دو مشہور اور معتمد مصنفین: وستنفلڈ نے جرمنی میں

---

[1] مراد ہے

ان کی ولادت ہوئی۔
دولت عباسیہ کے خلیفہ المکتفی باللہ
کے اتالیق اور مؤدب تھے۔
۱۴ جمادی الآخرۃ ۳۲۱ھ (۲۱

Journ. Asiatique
مجموعہ سوم، جلد ششم، ص ۲۳۲۔
اور اس کے بعد۔

(۷) اے مولر:
Über Text und Sprachgebrauch von Ibn Abi Usaibia's Geschiche der Aerzte ——
Sitzungsber der Kgl Bayer. Akad. d. Wissensch Phil. hist. Kl. 1884 H.V
میونخ ۱۸۸۵ء ص ۸۵۳۔۹۷۱

(۸) حامد والی:
Drei kapitel aus der Aerztegeschichte des Ibn Abi osaibi'a Inaug. Diss.
برلن ۱۹۱۰ء۔

اگست ۹۳۲ء) میں وفات پائی،
ان کی ان کثیر التالیفات میں سے جو
سب کی سب ادب پر تھیں، صرف
مندرجہ ذیل کتابیں باقی رہ گئی ہیں:
(۱) "الفرج بعد الشدۃ" اسکو مدائنی
کی کتاب کے اسلوب پر لکھا ہے جس کا
نام بھی یہی ہے۔ اس کا ایک نسخہ برلن
میں پایا جاتا ہے۔

---

(۹) J. Hirschberg:
Geschichte der Augenheilkunde im Mittelalter ——
لیپزگ سنہ ۱۹۰۸ء۔

(۱۱) ای جی براؤن:
Arabian Medicine
کیمبرج ۱۹۲۱ء۔

(۱۲) ماکس میرہوف:
Science and Medicine ——
Legacy of Islam کتاب
آکسفورڈ ۱۹۳۱ء ص ۳۴۴ اور اس کے
بعد میں۔
[ماکس میرہوف — Max Meyerhof]

Catat. des mss. prov
en. d'une:
bibl. privee a al Me
dine. (نمبر ۵۵)
(۷) کتاب العقل وفضائلہ، یہ کتاب
دمشق میں ہے، (دیکھو جبیب الزیات
کی خزائن الکتب ص ۲۹ نمبر ۱۵)
(۸) قصر الامل (دیکھو جبیب الزیات
کی خزائن، ص ۳۳، نمبر ۵۰، ۱
۲؛ اور دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۲۹ نمبر ۵)
(۹) کتاب الیقین (دیکھو جبیب الزیات
ص ۳۳، نمبر ۵۰، ۳) اور استامبول
میں ہے (دیکھو کوپریلی دفتری نمبر ۳۸۸)
(۱۰) کتاب الشکر دیکھو ہوتسما:
Catal. d'une collec
de mss. apparten
ant a la maison.
Brill.
لیدن ۱۸۸۶ء نمبر ۳۴۷) اور استامبول
میں ہے (نور دی عثمانیہ، نمبر ۱۲۰۸)
دیکھو Rescher:
Zeitschr.
d. Deutsch. Morgenl.
Ges. (جلد ۶۴، ص ۴۹۵، س ۱۱
(۱۱) کتاب قری الضیف (دیکھو لینڈ
برگ کی مذکورہ بالا کتاب نمبر ۵۴)
(۱۲) ذم الدنیا، یہ کتاب دمشق میں ہے
دیکھو جبیب الزیات کی کتاب ص ۳۲
نمبر ۴۲، ۱؛ اور "مکتبہ عمومیہ"
ص ۲۹، نمبر ۴۶)
(۱۳) ذم الملاہی،
(دیکھو Ahlwardt:
Verzeichnis der
arab. Hds. zu Berlin
نمبر ۵۵۰۴ — اور دمشق میں ہے
دیکھو جبیب الزیات کی مذکورہ بالا کتاب
ص ۳۳ نمبر ۵۹، ۲؛
(۱۴) کتاب الجوع، دمشق میں ہے،
(دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۱۳۱ نمبر ۸۹)
(۱۵) ذم المسکر، یہ کتاب دمشق میں ہے
(دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۳۰ نمبر ۶۰)
(۱۶) "کتاب الرقۃ والبکا" یہ کتاب
دمشق میں ہے، (دیکھو جبیب الزیات
ص ۴۰ نمبر ۱۲۳، ۳)
(۱۷) کتاب الصمت، یہ کتاب دمشق
میں ہے، (دیکھو مکتبہ عمومیہ ص ۲۹
نمبر ۳۱)
(۱۸) قضاء الحوائج، یہ کتاب برلن میں ہے
(دیکھو Ahlwardt کی مذکورہ بالا

کتاب نمبر ۵۳۸۹)

(۱۹) کتاب الموافق، یہ کتاب قاہرہ میں ہے (دیکھو فہرس الکتب کتبخانہ خدیویہ ج ۱ ص ۴۴۹ –)

مآخذ

(۱) کتاب الفہرست طبع فلوگل ج ۱، ص ۱۸۵ –

(۲) محمد بن شاکر کتبی: فوات الوفیات، قاہرہ ۱۲۹۹ھ ج ۱،

(۳) آر۔ باسٹ: Les Manuscrits arabes des Bibl. des Zaouias de Ain Mahdi etc. الجزائر ۱۸۸۵ء ص ۴۴ – ۴۵ –

(۴) A. Wiener: Der Islam. ج ۴، ص ۲۷۹ اور اس کے بعد ص ۳۱۳ – اور اس کے بعد میں۔

(C. Brockelmann-بروکلمان)

۱۸۲-ابن ابی دینار

ابو عبداللہ محمد بن ابی القاسم الرعینی القیروانی: عربی مؤرخ، (۱۱۱۰ھ، ۱۶۹۸ء) نے ایک مخطوطہ کے مطابق ۱۰۹۲ھ (۱۶۹۸ء) میں تاریخ پر ایک کتاب "المونس فی اخبار افریقیۃ وتونس" تالیف کی۔

اس کتاب کو جیسا کہ اس کے مقدمہ میں بیان کیا ہے آٹھ قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

اول۔ تونس کی حالت میں۔

دوم۔ افریقیہ کی حالت میں۔

سوم۔ مسلمانوں کی جنگ افریقہ میں۔

چہارم۔ تاریخ دولت عبیدیہ۔

پنجم۔ تاریخ اہل صنہاجہ۔

ششم۔ تاریخ بنو حفص۔

ہفتم اور ہشتم۔ سلطنت ترکی کی تاریخ،

خاتمہ۔ میں بلاد تونس کے آخر حوادث کو بیان کیا ہے۔

یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں تونس میں طبع ہوئی۔ Remusat اور Pellissier نے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا پیرس ۱۸۴۵ء –

مآخذ

(۱) Roy: Extrait du catalog

ue des Manuscrits.
de la Bibliotheque
de la grande Mos
quee de Tunis –
تونس ۱۹۰۰ء رقم ۹۶۰۴، ص ۵۰،
(۲) بروکلمان :
Gesch. d. Arab. Lit –
جلد ۲۰۱ ص – ۳۴۶ –
(Rene Basset– رینی باسٹ

۱۸۳- ابن ابی الرجال

ابوالحسن علی بن ابی الرجال عربی منجم، جسکو قرون وسطی میں یورپ والوں نے
اکثر البوہازن Albohazen –
یا البواسن Alboacen یا ابن راجل
Abenragel کے نام سے پکارا ہے۔
ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے اندلس (قرطبہ)
میں نشو و نما پائی یا شمالی افریقیہ میں البتہ
یہ معلوم ہے کہ اس نے اپنی زندگی کا کچھ
حصہ تونس میں معز بن بادیس ابن
المنصور الزیری (۴۰۶ھ سے ۴۵۴ھ
۱۰۱۶ء سے ۱۰۶۲ء) کے خاندان میں گزارا
ممکن ہے کہ یہ وہی ابوالحسن المغربی ہو
جو سہل وبجن بن رستم کوہی کے ارصاد
فلکیہ میں، جسے اس نے بغداد میں شروع

الدولہ بویہی کے حکم سے ۳۷۲ھ تا ۳۸۸ھ
میں جاری کیا تھا، مددگار تھا۔
علم نجوم میں اسکی اہم تالیف کے بعض واقعات
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۰۴۰ء سے پہلے تک
زندہ تھا اس تالیف کا نام "البارع فی احکام النجوم"
ہے کتاب مختلف کتب خانوں (برلن، پیرس
برٹش میوزیم، مکتب ہندی، اسکوریال
وغیرہ میں عربی زبان میں موجود ہے
یہود ابن موسیٰ نے ۱۲۵۶ء میں عربی
سے ہسپانی زبان میں اس کا ترجمہ کیا،
پھر اس کے بعد ہی Aegidius
de Tebaldis نے
اور Petrus de Reyio
نے ہسپانی زبان سے لاطینی زبان میں
ترجمہ کیا، لاطینی ترجمہ چند بار طبع ہوا –
پہلی بار ۱۴۸۵ء میں "وینس" میں –
Praeclarissimus
liber completus in
Judiciis astrorum.
guem edidit Alboh-
azen Haly filius Ab
enragel, etc.—
کے نام سے چھپا۔
ابن ابی الرجال نے ایک ارجوزہ

(قصیدہ رجزیہ) بھی علم نجوم میں لکھا تھا جس کی شرح احمد بن الحسن بن القنفذ القسنطینی نے ۱۳۷۳ء میں لکھی ہے (اسکوریال، برلن میوزیم۔ آکسفورڈ، قاہرہ)

مآخذ

(۱) ابن القفطی طبع لیپرٹ Lippert. ص ۳۵۲ -

(۲) وسٹنفلڈ:

Ubersetz. arab. Werke in das lateinische Seit dem 11 Jahr.

ص ۹۶ -

(۳) Steinschneider: Vite di matematici arabi tratte da un Opera inedita di Bernardino Baldi, Etc.

Bullettino di Bibliografia e di storia delle scienze mat e fis di Boncompagni

ج ۵، ص ۳۹۳ - ۵۰۸،

Estratto.

۱۸۷۳ء ص ۷۶ - ۸۲ -

(۴) وہی مولف:

Die hebr. Ubersetz des mittelalters.

برلن ۱۸۹۳ء، ص ۵۷۸ - ۵۸۰

(۵) Suter: abhandl. z. Gesch. d. math. wissensch.

ج ۱۰، ص ۱۰۰؛ ج ۱۲، ص ۱۷۲ - اور اس کے بعد -

(H. Suter — سوٹر)

۱۸۵ ابن ابی الرجال

أحمد بن صالح:

مورخ، فقیہ، اور شاعر، یمن کے زیدی شیعہ کی طرف منسوب ہیں - شعبان ۱۰۲۹ھ (جولائی ۱۶۲۰ء) میں شہر شبکہ میں جو بلاد وزرے کے علاقہ اہنوم میں ہے، شب چہار شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۰۹۲ھ (۲۵ - ۲۶ مارچ کی رات ۱۶۸۱ء) کو ۶۲ برس سات مہینہ کی عمر میں انتقال کیا، اور "روضہ" میں (جو شمالی صنعاء

arabi nouvo fondo della Biblioteca Ambrosiana.

Riv. degli Studi orient. کے عنوان سے، مجلہ جلد چہارم، ص ۱۰۴۶ — ۱۰۴۸ — نمبر ۲۵۴ — ۲۵۶ — میں لکھا ہے۔ اسی مضمون کے سلسلے میں

گرفنی نے ان تراجم میں سے اکثر ترجمے کو ایک تعلیقات میں جس کا عنوان

I manoscritti Sudarabici di Milano

ہے، شائع کیا ہے، یہی مجلہ، جلد ثانی ص ۱ — ۳۸ — ۱۳۳ — ۱۴۴ — اور جلد سوم ص ۶۵ — ۱۰۴)

مولف نے اپنی کتاب مطلع البدور میں بہت سے ایسے تراجم جمع کئے ہیں، جو مختلف مصادر میں ملتے ہیں، اور جو میلان، برلن، اور لندن کے مخطوطات میں بطور جواہر پارے کے موجود ہیں۔

خصوصاً احمد بن عبداللہ الوزیر کی "تاریخ آل الوزیر" اور ادر الالباب کی "تحفۃ فی علماء الزیدیہ" ابراہیم ...ند کی "اللواحق الندیہ" حاکم کی "العیون فی رجال الزیدیہ" یحییٰ بن مہدی حسنی کی "صلۃ الاخوان"

جو مقامات، کہ مصادر میں متناقض اور مختلف ہوتے، یا جو ان تاریخی روایات کے مطابق نہیں ہوتے، جو ان کے عہد تک یمن میں موجود تھے؛ تو ان صورتوں میں وہ ہمیشہ اس کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

علاوہ ازیں کہ ان جغرافی مقامات سے متعلق، جہاں انہوں نے سفر کیا تھا، انہیں خوب اچھی طرح واقفیت حاصل تھی؛ اسی طرح ان کو ان مقامات کے آثار کے متعلق بھی وسیع معلومات حاصل تھے؛

ان کے معجم سے، یمن میں فن خط عربی، اور فن مسکوکات کے متعلق اہم معلومات حاصل ہوتے ہیں۔

۳ — اسی موضوع میں ان کی تالیف، ایک تعلیق بھی ہے، جسے ابن جلال کی کتاب "المستجز" پر (جو ائمہ زیدیہ کے انساب میں ہے) لکھا ہے۔ کتب خانہ امبروزیانا کے شہر میلان میں، مؤلف کے ہاتھ کی لکھی موجود ہے، نیز دوسرے مخطوطات

عربیہ جدید، ج ۱، ۹۸۰، A، ۱،
دیکھو مجلہ Riv. d. st. or.
جلد سوم، ص ۵۸۰)
ابن ابی الرجال کا جو ترجمہ کتب خانۂ
امبروزیانا میں محفوظ ہے (الفہرس
الجدید، ص ۱۳۲، B. ‘ —
دیکھو Riu. d. st. or.
جلد پنجم، ص ۱۰۴۷ — ۱۰۴۸) اسمیں
ان دو کتابوں کا بھی ذکر آتا ہے —
۳ — تیسیر الاعلام بتراجم ائمۃ التفسیر
الأعلام اور ایک رسالہ ان کے خاندان
کے نسب میں جس کا نام ”انباء الابناء
لطریقۃ سلفهم الحسنی . جامع نسب آل ابی
الرجال“ ہے —
ان کی تالیفات سے اور کتابیں بھی ہیں:
۴ — اعلام الموالی بکلام ساداتہ الأعلام
الموالی ر برٹش میوزیم میں قلمی ہے، —
دیکھو Rieu فہرست کتب خانہ کا
ضمیمہ نمبر ۲۱۰ ج ۲)
۵ — تفسیر الشریعۃ لوراد الشریعۃ —
برٹش میوزیم میں قلمی ہے، —
دیکھو Hieu ضمیمہ فہرست کتب خانہ
نمبر — ۲۱ ، ج ۱) :
اور اسی قسم کے مباحث پر دو کتابیں بھی ہیں

۶ — الریاض الندیہ فی ان الفرقۃ الناجیۃ
ہم الزیدیۃ (کتب خانہ امبروزیانا
میں ہے، الفہرس الجدید ۱۳۳ —
f 3 ‑ A‘B. ہے —
اور ۷ — الموازین، یہ امام متوکل اسمٰعیل
بن المنصور باللہ القاسم کی، جن کا ذکر
اوپر گذرا، ایک کتاب ”العقیدۃ الصحیحۃ“
کی شرح ہے — (مکتبہ امبروزیانا، الفہرس
الجدید، ۱۳۳ — B. ‘ ‑ 3)
۸ — حاشیہ ”الازہار“ یہ فروع زیدیہ
میں ایک رسالہ ہے، —
(دیکھو بروکلمان، ج ۲، ص ۱۸۷)
باب الوضوء پر ختم ہوتا ہے —
۹ — المجالس —
۱۰ — الوجہ الاوجہ فی حکم الزوج الذی
صیغ الزوجہ —
۱۱ — مجاز من اراد الحقیقۃ —
۱۲ — الہدایۃ الی من تخب —
۱۳ — بغیۃ الطالب وسؤلہ —
۱۴ — الجواب الشافی الی عبد العزیز
الضمدی —
۱۵ — تذکرۃ القلوب التی فی الصدور
فی حیاۃ الاجسام التی فی القبور —
۱۶ — متعدد رسائل مختلف موضوعات پر —

۱۷۔ ان کے ایک بھائی نے ان کے دیوان کو جمع کیا تھا۔ اور ان کے اشعار کے نمونے بھی ان کے ترجمہ میں درج کئے ہیں، اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سینتالیس علما کی خدمت میں (بغرض تحصیل علوم) حاضر ہوئے۔ اسی طرح ہم ان کے اس علمی اجازہ سے جس میں ان کو ان کے تمام حاصل کردہ علوم کے درس کی اجازت دی گئی ہے اسکا پورا ثبوت پاتے ہیں۔

مآخذ

(۱) E. Griffini: Lista dei manoscritti arabi nuovo fondo della Biblioteca Ambrosiana di Milano— Rivista degli Studi Orientali—

س، جلد ۵ ص ۱۰۴۶—۱۰۴۷، نمبر ۲۵۶—۲۵۶—

(گرِفنی)

(E. Griffini)

۱۸۵- ابن ابی الدم

قاضی شہاب الدین بن ابراہیم بن عبداللہ بن عبدالمنعم بن علی محمد الشافعی: حماۃ کے قاضی، معرہ میں پیدا ہوئے اور حالت مرض ہی میں حماۃ واپس لوٹ آئے اور یہیں ۶۴۲ھ کو انتقال کیا۔

(د. بُرولستانی ص ۳۵۲ ج ۱)

تاریخ المظفری، چھ جلدوں میں خاص ملت اسلامیہ کی تاریخ میں انکی اہم تالیف ہے (حاجی خلیفہ چلپی: کشف الظنون ج ۱۔ ص ۲۳۲) اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدابخش خاں مرحوم بانکی پور پٹنہ میں ہے نمبر ۲۶۶۹ — جس کے اوراق ۱۹۷ ہیں۔

(اض)

۱۸۶ ابن ابی الدمینہ

یاقوت حموی نے معجم البلدان میں چند مقامات میں اس کے اقوال سے استشہاد کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جغرافیہ داں اور مورخ تھا۔ لیکن کہیں پر "ابن ابی الدمینہ" لکھا ہے اور کہیں "ابن ابی الدمنہ" اور کبھی "ابن الدمینہ" اور کبھی "ابن الدمنہ"۔

(دائرہ بستانی ص ۳۵۲ — ج ۱)

(اض)

١٨١- ابن ابی رندقہ الطرطوشی

ابو بکر محمد بن الولید بن محمد بن خلف بن سلیمان بن ایوب فہری، یہ طرطوشی اور ابن ابی رندقہ کے لقب سے مشہور ہیں (ابن فرحون نے "رندقہ" کہا ہے) حدیث اور فقہ میں ان سے حجت پکڑی جاتی ہے۔

٤٥١ھ (١٠٥٩ - ١٠٦٠ء) کے درمیان میں طرطوشہ[1] میں پیدا ہوئے، اور شعبان ٥٢٠ھ (٢٢ اگست - ١٩ ستمبر ١١٢٦ء) میں وفات پائی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جمادی الاولی ٥٢٠ھ (اپریل ١١٢٦ء) میں پچھتر برس کی عمر میں وفات پائی۔

اپنے وطن میں، اور اس کے بعد سرقسطہ میں قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی کے ساتھ فقہ و ادب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد، ٤٧٦ھ (١٠٨٣ - ١٠٨٤ء) میں فریضۂ حج سے فارغ ہو کر تحصیل علوم کی غرض سے بغداد، پھر بصرہ، پھر دمشق اور اس کے بعد بیت المقدس گئے۔

یہاں سے لوٹتے وقت کچھ دنوں قاہرہ ٹھہرے اور پھر اسکندریہ میں مستقل طور سے فقہ و حدیث کی تعلیم شروع کر دی اور اپنی پوری زندگی زہد و ورع اور توکل و قناعت میں بسر کر دی۔

مشرق میں ان کے خاص طور سے قابل ذکر شیوخ دو ہیں:

ابو بکر بن محمد بن احمد بن الحسین الشاشی اور ابو علی احمد بن علی التستری۔

ان کے مشہور تلامذہ میں ابو بکر بن العربی، ابو علی الصدفی، اور مہدی بن تومرت ہیں۔ قاضی عیاض نے ان سے اجازت علمیہ حاصل کی تھی اس لحاظ سے یہ بھی ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

ان کی ان بارہ تصانیف میں سے جنہیں ان کے سوانح نگاروں نے ان کی طرف منسوب کیا ہے، مندرجہ ذیل صرف تین کتابیں پائی جاتی ہیں:

(١) "تحریم الاستمناء" (برلن، Ve ٣z نمبر ١٨٩٤)

(٢) ابن اسحٰق احمد بن محمد ثعلبی نیشاپوری کی "الکشف والبیان عن تفسیر القرآن" کا خلاصہ (فہرست کتب خانہ خدیویہ ج ١، ص ٢٠٩)

---

[1] طرطوشہ اندلس میں ... ایک شہر ہے (مترجم)

(۳) سراج الملوک، اسمیں سیاست وحکم کی بحث ہے جسمیں بہت سے حکایات و قصص مذکور ہیں اور جو اپنی جدت وخوبی میں مختلف حیثیت رکھتے ہیں ۔

یہ کتاب یورپ (۶۴) مسلوں میں ہے ۔

دیکھو Th. Zachariae: Die Weisheitsspruche des sanag dei-at-Tortusi— Weiner Zeitschr. f. d. Kunde d. Morgenl. جلد ۲۸، ص ۱۹۲ — اور اسکے ابعد۔

۱۴ رجب ۱۶۰ھ (۱۹ ستمبر ۱۱۲۲ء) کو قسطاط میں تمام کیا، اور پھر اپنے سرپرست وزیر المامون ابو محمد بن بطائحی الامونی کی خدمت میں بدیۂ پیش کیا ۔

(مطبوعہ بولاق ۱۲۸۹ھ، قاہرہ ۱۳۱۹ھ)

مآخذ

(۱) ابن خلکان : وفیات الأعیان، طبع قاہرہ ۱۳۱۰ھ، ج ۱، ص ۴۷۹، طبع وستنفلد نمبر ۶۱۶، اسمیں غلطی سے ابن ابی زندقہ لکھا ہوا ہے ۔

(۲) ابن فرحون : الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب طبع فاس ۱۳۱۶ھ، ص ۲۵۰ —

(۳) المقری : نفح الطیب، طبع قاہرہ ۱۳۰۲ھ، ج ۱، ص ۳۶۲ —

(۴) السیوطی : حسن المحاضرہ، طبع قاہرہ ۱۳۲۱ھ، ج ۱، ص ۲۱۳ —

(۵) الضبی : بغیۃ الملتمس، ص ۱۲۶ — نمبر ۲۹۵ —

(۶) ابن بشکوال : الصلۃ، ص ۵۱۷ — نمبر ۱۱۵۳ —

(۷) یاقوت : معجم البلدان، ج ۳، ص ۲۵۹، دیکھو مضمون طرطوشہ،

(۸) ابن خلدون : المقدمہ، ترجمہ دی سلن ج ۱، ص ۹۲ —

(۹) ابن تغری بردی : النجوم الزاہرہ طبع Popper ص ۳۸۵ —

(۱۰) ڈوزی : Reeherches — ج ۲، ص ۳۳۴ — ۳۴۹ —

(۱۱) وستنفلڈ : Geschichtschreiber der Araber— ص ۷ نمبر ۲۲۹ —

(۱۲) دیکھو Quatremere

مجلہ اسیویہ ۱۸۶۱ء میں۔

(۱۳) Pons Boigues:
Ensayo bio-bibliographico—
ص ۱۸۱، نمبر ۱۵۰—

(۱۴) Memoires de l'Acad. de st. petersb Sc. polit hist et philol—
مجموعہ ششم ج ۲ (۱۸۳۲ء) ص ۹۲—

(۱۵) Bull hist. phil—
ج ۳، ص ۲۲۱، ج ۴، ۳۸۲، ۳

(۱۶) ووستنفلڈ:
Gesch. der Fatimiden chalifen—
ص ۲۸۹، ۲۹۱—

(۱۷) محمد بن شنب:
Etudes sur les personnes ment dans l'Idjaza de sidi Abdel Kadr al Fasi—
نمبر ۱۳۳—

(۱۸) بروکلمان:
Gesch der arab. Litt.
ج ۱، ص ۳۵۹، ج ۲، ص ۳۰۷—

(۱۹) هیوار:
Litterature Arabe.
ص ۲۸۷—

(محمد بن شنب)

۱۸۸۔ ابن ابی زرع

ابوالحسن (یا ابو عبداللہ علی) الفاسی؛ مؤرخ مغرب، اس کی دو کتابیں ہیں:

اول ۔ "زہرۃ البستان فی أخبار الزمان" معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب مفقود ہو گئی۔

دوم ۔ "الانیس المطرب بروض القرطاس فی أخبار ملوک المغرب و تاریخ مدینۃ فاس"

اس مؤرخ کے حالات زندگی، جس کا نام ابو محمد صالح بن عبدالحلیم غرناطی بھی ہے، غیر معلوم ہیں۔ اسکی تالیف کو جسکی ابتداء دولت ادریسیہ سے ہوئی ہے مراکش کی تاریخ ۷۲۶ھ (۱۳۲۶ء) تک کیلئے زبردست اہمیت حاصل ہے؛ یہ تاریخ، اسکی وفات سے کچھ بہت قبل تمام ہوئی ہے۔ ابن خلدون نے متعدد مقامات میں اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی زرع نے بہت سے مصادر سے
اخذ کیا ہے، جنھیں سے اکثر کا ذکر نہیں کیا ہے
اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس نے وثائق
رسمیہ سے بھی معلومات اخذ کئے ہیں خصوصاً
جہاں پر اس نے حکومت خاندان مرینیہ کے
حالات بیان کئے ہیں۔

محمد بن قاسم بن زاکور المتوفی ۲۰ محرم
۱۱۲۰ھ ۱۱ اپریل ۱۷۰۸ء نے اپنی
تاریخی تالیف "المعرب المبین عما تضمنہ
الانیس المطرب وروضۃ النسرین" کیلئے
ابن ابی زرع کی کتاب کو بنیاد قرار دیا ہے
(یا یوں کہئے کہ محمد بن قاسم نے ابن
ابی زرع کی کتاب کا اعادہ کر دیا ہے)
(العلمی: الانیس المطرب، فاس ۱۳۱۳ھ
ص ۲۸) اسکو پہلی مرتبہ
Tornberg نے شائع کیا ہے
Annales regum mauritanize –
اس کے ساتھ لاطینی ترجمہ بھی ہے، اور
تعلیقات بھی ہیں دو جلدوں میں اپسالا
۱۸۴۳ء – ۱۸۴۶ء –
۱۳۰۵ھ میں فاس میں پہلی دفعہ طبع
ہوئی۔
Dombay نے جرمنی زبان میں
اس کا غیر صحیح ترجمہ کیا ہے جس کا نام۔
Geschichte der mauritanischen konige
ہے اگرام ۱۷۹۴ء ۱۷۹۵ء۔ اور مورا
(Moura) نے پرتگالی زبان میں
اس کا ترجمہ کیا ہے جس کا نام -
Historia dos Soberanos mohametanos.
ہے۔ لشبونہ ۱۸۲۴ء –

اسی طرح فرانسیسی میں بومیہ -
Beaumier نے اس کا ترجمہ
کیا ہے جس کا نام -
Roudh al Kartas, històire des souverains du Maghreb
ہے پیرس ۱۸۶۰ء –

اس کتاب کا بعض حصہ سیمونٹ
Simonet
اور لیرشنڈی Lerchundi[۴]
Crestomatia arabigo-espanola –
میں شائع کیا ہے، غرناطہ ۱۸۸۱ء نمبر ۶۳
اور یہ اس وقت فریخ ترجمہ کے ساتھ
اس کتاب کا جدید الطبع ایڈیشن شمار کیا جاتا

مآخذ

علاوہ ان مآخذ کے جو درمیان مضمون میں بیان ہوئے ہیں ۔ دیکھو :

(۱) ابو عباس احمد علی : الدر النفیس ، طبع فاس ۱۳۱۴ھ ص ۲۷ ۔

(۲) وستنفلڈ :
Die Geschichtschreiber Der Araber — نمبر ۲۰۹ ۔

(۳) Gayangos:
ڈی ہسٹری آف دی محمڈن ڈی ناسٹیز لندن ۱۸۴۰ء ۔ ۱۸۴۵ء ، ج ۲ ، ص ۵۱۶ ،

(۴) آر باسٹ :
Recherches bibliographiques sur les Sources de la Salo-uat el Anfas
الجزائر ۱۹۰۵ء ، ص ۱۲ ۔ ۱۳ ۔

(۵) بروکلمان :
Gesch. d. Arab. litt.
ج ۲ ، ص ۲۴۰ ۔ ۲۴۱ ۔

(رینی باسٹ)

(Rene BAsset.)

۱۸۹ ۔ ابن ابی زید

القیروانی : ابو محمد عبداللہ بن ابی زید عبدالرحمٰن : نفزہ ، ضلع اندلس کے ایک خاندان کی طرف منسوب ہیں ، اسی وجہ سے ان کا لقب "نفزی" ہے ، لیکن انکی ولادت ۳۱۰ھ (۹۲۲ء ۔ ۹۲۳ء) میں قیروان میں ہوئی اور وہیں دوشنبہ ، ۳۰ شعبان ۳۸۶ھ (۱۴ ستمبر ۹۹۶ء) کو وفات پائی ، اور اپنی ہی منزل میں مدفون ہوئے ۔

یہ مالکی فقیہ ہیں ، نثر اور نظم دونوں میں لکھا ، اور پوری قوت سے اپنے مذہب کی مدافعت کی ۔

یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اصول فقہ کی بسط و تشریح کی ، ان کو لوگ "مالک اصغر" کہتے تھے ۔ اور اس موضوع میں یہ ثقات سے شمار کئے جاتے تھے ۔ افریقیہ اور مشرق میں ان کے متعدد اساتذہ تھے ، جن سے مکہ میں بزمانہ قیام فریضہ حج ملاقات ہوئی تھی مثلاً : ابو بکر محمد بن محمد اللباد ، یہ ان کے تمام اساتذہ میں سب سے زیادہ فضیلت رکھتے تھے ، ابو الحسن حسن بن محمد خولانی ، ابو العرب محمد ابن احمد بن تمیم ، محمد بن موسیٰ القطان ، اور ابن [illegible]

اپنے وقت کے عظیم المرتبت علماء سے متعدد اجازتیں حاصل کیں۔ ان کے تلامذہ میں ابو القاسم برذعی اور ابن الفرضی وغیرہ ہیں۔

ان کی تیس (۳۰) کتابوں میں سے جن کا ذکر ان کے سوانح نگاروں نے کیا ہے، سوائے مندرجہ ذیل کتابوں کے ایک بھی باقی نہ رہی۔

(۱) الرسالۃ "یہ فقہ مالکی کا خلاصہ ہے" سن تالیف ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) میں اختتام کو پہنچی۔ قاہرہ میں چند بار طبع ہو چکی ہے۔ A.D. Russell — اور عبداللہ المامون السہروردی نے طبع کیا ہے

First Steps in Muslim Jurisprudence consisting of excerpts from Bakurat al-Sa'd of Ibn Abu Zayd

کے ساتھ انگریزی ترجمہ، تعلیقات و تراجم و مقدمہ بصورت لندن ۱۹۰۶ء۔ اور فینیان نے La Risala de kayrawani فرانسیسی ترجمہ پیرس ۱۹۱۴ء۔

(۲) مجموعہ احادیث، کتب خانہ برٹش میوزیم میں ہے (دیکھئے فہرست مخطوطات عربیہ، ج ۲، نمبر ۱۰۸۶)

(۳) قصیدۃ فی مدح النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) (برٹش میوزیم، فہرست مذکورہ نمبر ۱۶۱۷، ۱۱)

مآخذ

(۱) ابن فرحون: الدیباج المذہب، فاس ۱۳۱۷ھ ص ۱۳۰۔

(۲) قاضی عیاض: مختصر المدارک، مصنف کے پاس قلمی موجود ہے دو جلدوں میں۔

(۳) ابن ناجی: معالم الایمان، تونس ۱۳۲۰ھ، ج ۳ ص ۱۳۵-۱۵۲۔

(۴) محمد بن شنب: Eludes sur les pe rsl ment. dansl' idj aza du cheikh Abd el Kadir al Fasy- نمبر ۳۲۲۔

(۵) بروکلمان: Gesch. d. Arab. Litt ج ۱ ص ۱۷۷-۱۷۸۔

(۶) Russell-Suhrawardy

Muslim Ja risp r.
مقدمہ
(محمد بن شنب)

۱۹۰ ابن ابی طاہر طیفور

ابو الفضل احمد : عربی ادیب اور مورخ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) میں بغداد میں پیدا ہوا اور ۲۸۰ھ (۸۹۳ء) میں وہیں وفات پائی۔ اس کا خاندان ایرانی، خراسان (مرو الروذ) کا رہنے والا تھا۔

یہ خاندان دولت عباسیہ کا نہایت ہی زبردست حامی تھا، اور اسی وجہ سے یہ لوگ "ابناء الدولۃ" کے نام سے مشہور ہو گئے۔

شروع میں یہ معلمی کرتا تھا، یعنی بعض خاندان مشربہ کے بچوں کا اتالیق مقرر ہوا۔ اس کے بعد اس نے نقل و تصحیح کتب کا پیشہ اختیار کیا، اور "سوق الوراقین" (کتب فروشوں کا بازار) میں ایک دوکان لی۔ جب اسکی کتاب "سرقات الشعراء" شائع ہوئی تو بہت سے لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ اس کی یہ کتاب ہمکو نہیں ملی۔ لوگوں نے "علم نحو میں اس بے خبری" اور قلت معلومات کا اتہام لگایا ہے۔ مسعودی نے (مروج الذہب ج ۷، ص ۳۳۳ میں) اسکے اشعار کی اہمیت بیان کی ہے، اور بعض اشعار کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح خطیب بغدادی نے اس کے علم کی مدح کی ہے۔

اسکے باپ کا لقب "طیفور" تھا، جسکے معنی ہیں "پھدکنے والی چھوٹی چڑیا"، اگر اسے قدیم فارسی لفظ "تک پتر"[1] سے ماخوذ قرار دیا جائے جس کے معنی "ابن التاج" کے ہیں۔ اسکی کتاب "تاریخ بغداد" کی صرف ساتویں جلد باقی رہ گئی ہے، اور جس کا صرف ایک ہی قلمی نسخہ ہے جو برٹش میوزیم میں موجود ہے۔ ڈاکٹر ہنس کلر نے (لیپزگ میں ۱۹۰۸ء میں) اسکو لیتھو میں چھاپا اور جرمنی زبان میں اسکا ترجمہ بھی کیا۔

اس میں بغداد اور دولت عباسیہ کی تاریخ ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) سے خلیفہ مامون کی وفات ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) تک ہے، طبری نے اپنی تاریخ میں جن کتابوں سے استفادہ و استناد کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

---

[1] اصل کتاب میں یوں ہی ہے، ابن التاج کو فارسی میں "تاج پور" یا "تاج اسر" کہتے ہیں۔

شعر و بلاغت میں اسکی ایک کتاب ۱۳
جلدوں میں ہے جس کا نام "کتاب المنثور
والمنظوم" ہے۔ اسکی تمام جلدیں مفقود
ہوگئی ہیں، صرف گیارہویں جلد (اور یہی
"بلاغۃ النساء و طرائف کلامہن" طبع قاہرہ
۱۳۲۶ھ ہے) اور بارہویں جلد باقی
رہ گئی ہے، یہ دونوں جلدیں برٹش میوزیم
میں موجود ہیں۔ اسکی دوسری تالیفات
کی تعداد ۴۵ تک پہونچتی ہے وہ تمام
کی تمام مفقود ہو گئی ہیں۔

مآخذ

(۱) الفہرست ص ۱۴۶۔
(۲) ات۔ ووسٹنفلڈ:
Geschichtschreiber der Araber — نمبر ۷۸
(۳) بروکلمان:
Geschichte d. arab Litt —
ج ۱، ص ۱۳۸ —
(۴) سی ہیوار:
Journ Asiat.
مجموعہ دہم جلد ۱۳ سنہ ۱۹۰۹ء میں ص ۵۳۳
(C.I. Huart — ہیوار)

۱۹۱-ابن ابی عامر

دیکھو "منصور"

۱۹۲-ابن ابی العوجاء

عبدالکریم:
یہ مشہور معن ابن صاعدہ کا ماموں
تھا۔ یہ اندرونی طور پر مذہب مانویہ کا پیرو
تھا، کوفہ کے حاکم محمد بن سلیمان نے اسکو
قید کردیا پھر ۱۵۵ھ میں بغیر خلیفہ کے
استمزاج کے اسکو قتل کردیا، بعض مآخذ
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی سبب سے
معزول کردیا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب ابن ابی العوجاء
کو قتل کرنے کیلئے لے چلے تو یہ اپنی ان چار
ہزار حدیثوں پر، جن کو اس نے شریعت
اسلامیہ کے اوامر و نواہی کے خلاف گھڑ
رکھا تھا، فخر کررہا تھا۔

مثلاً اس نے جعفر صادق (ملاحظہ ہو
یہ مضمون) کیطرف ایک حدیث منسوب
کردی جسمیں رمضان کے ابتداء سے
روزہ کا حساب تھا۔

حالانکہ مشہور ہے کہ شرع نے
نئے مہینے کی ابتداء کی تحدید ماہ ہلال سے کردی ہے

شیعہ مہینے کی ابتدا حساب کے رو سے کرتے ہیں۔ دیکھو۔
Zeitschr. der Deutsch. Morgenl Gesellsch —
ج ۲۹ ص ۶۰۶ -)

ماخذ

(۱) الطبری، طبع ہولینڈ ج ۳ ص ۲۴۷۵ اور اس کے بعد۔

(۲) الفہرست، ص ۳۳۸ —

(۳) البیرونی، انگریزی ترجمہ Chronology of Ancient Nations. اور اصل ص ۶۷ — اور اس کے بعد۔

(۴) الشہرستانی: ترجمہ Von Haarbrücker — ج ۲، ص ۴۱۹ —

(۵) البغدادی: الفرق بین الفرق، طبع بدر، ص ۲۵۵، اور اس کے بعد۔

(۶) ہورتن: Die Philosoph systeme, etc. ص ۱۵۵ ۔

۱۹۳ - ابن الابرش

ایک مشہور نحوی جو پانچویں صدی ہجری میں موجود تھا اور چھٹی صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ المقتفی العباسی کے عہد میں وفات پائی۔

(دائرہ بستانی ص ۳۵۸، ب ۱)

(راغب)

۱۹۴ ابن اثیر

اس کا اطلاق جزیرۂ عمر (ملاحظہ ہو یہ مضمون) کے تین بھائیوں پر ہوتا ہے۔ یہ تینوں مشہور علماء عرب اور پایۂ بلند مصنفین میں شمار کیے جاتے ہیں۔

(۱) ان میں سب سے بڑے مجد الدین (ابوالسعادات المبارک بن محمد) ہیں ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) میں پیدا ہوئے اور ۶۰۶ھ (۱۲۱۰ء) میں موصل میں وفات پائی (دیکھو ابن اثیر: الکامل ج ۱۲ ص ۱۹۰) قرآن و حدیث اور نحو کی تعلیم میں اپنی زندگی کو مصروف کر دیا۔ ابن خلکان نے وفیات (طبع وسٹنفلڈ نمبر ۵۰۴، طبع بولاق ۱۲۹۹ھ، ص ۵۵۷ — ۵۵۸ —) اور یاقوت نے ارشاد الاریب (طبع مارگولیوتھ

پ ۲ ص ۲۳۸ — اور اس کے بعد
اور بروکلمان کے — Gesch
(ج ۱ ص ۷ ۵ ۳) میں ان کی تالیفات
کا ذکر کیا ہے۔
۱۔ یہ موصل ہی میں ابن الد ان
سے حاصل کیا اور علم حدیث بغداد میں
پھر امیر قیماز کی خدمت میں رہنے لگے
جو سیف الدین غازی کی طرف سے شہر کا
حاکم تھا۔
ری مسعود ابن مودود" (ملاحظہ ہو
یہ مضمون) اور نورالدین ارسلان شاہ"
(ملاحظہ ہو یہ مضمون) کے دیوان رسائل
کے کاتب مقرر ہوئے۔
ان کے بھائی کا بیان ہے کہ اس
بلند منصب کے اختیار کرنے میں یہ
متامل تھے، صرف نورالدین کے اصرار
سے قبول کیا۔
پھر ان کو ایک مرض لاحق ہوا جس سے
دونوں ہاتھ پیر اپنے کام سے رک گئے۔
ابن خلکان کا بیان ہے کہ اسی حال میں
انہوں نے اپنی اکثر
کتابیں تالیف کیں[1]۔ اور اپنے مکان
کو صوفیوں کے قیام کے لئے وقف کر دیا
(۲) دوسرے بھائی عز الدین ابوالحسن

علی بن محمد جزیرہ میں ۵۵۵ھ (۱۱۶۰ء)
میں پیدا ہوئے اور موصل میں ۶۳۰ھ
(۱۲۳۴ء) کو وفات پائی تاریخ کی
مشہور کتاب "الکامل فی التاریخ"
کے سوانح یہی ہیں جس کا ذکر اسلام اکثر
آیا ہے۔
اسی طرح موصل کے اتابکوں کی
تاریخ میں ایک کتاب تصنیف کی۔ جو
(Recueil des Histor
iens arabes des
Croisades—
جلد ثانی میں شائع ہوئی ہے)
نیز صحابہ کے حالات میں حروف تہجی
کے اعتبار سے ایک کتاب تالیف کی
جس کا نام "اسد الغابہ فی معرفۃ
الصحابہ" ہے (طبع قاہرہ ۱۲۸۰ھ)
کتاب الانساب للسمعانی (ملاحظہ ہو یہ
مضمون) کی تلخیص کی جس کا نام لباب رکھا
اس کے بعد سیوطی نے اپنے عہد میں ا...

---

[1] ابوالسعادات مجدالدین ابن الاثیر کی
متعدد عمدہ تصنیفات و رسائل ہیں منجملہ ان کے
...کتاب النہایہ فی غریب الحدیث ہے
جو پانچ جلدوں میں ہے۔
(مترجم)

اختیار کیا، اور "لب اللباب" نام رکھا (طبع Veth, Lugd Bat ۱۸۴۰ء) ان کی تمام تالیفات میں سب سے اہم، تاریخ کی وہ کتاب ہے، جو حوادث ۶۲۸ھ پر ختم ہوتی ہے، یہ بہت بیش بہا کتاب ہے۔ (خاص اس کے اجزاء اولی کے متعلق دیکھو۔ Das Verhaltnis von Ibn-el-Atirs Kamil fit-tarikh zu Tabaris Ahbar errusul Walmuluk)

عز الدین نے موصل، اور بغداد میں تحصیل علوم کی، اور اسی غرض سے بلاد شام کا سفر کیا، اور جس علم کو اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اسپر اپنی بقیہ زندگی کو وقف کر دیا

(دیکھو ابن خلکان: وفیات، طبع وستنفلڈ نمبر ۴۳۳؛ بروکلمان۔ Geschichte— ج ۱، ص ۳۴۵، اور اس میں دوسری معلومات بھی ہیں)

ابن اثیر نے اپنی ساری زندگی علم ہی میں بسر کر دی، تحصیل و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ ابن خلکان کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض سیاسی حالات کے پیش نظر موصل کے والی نے بغداد کے بادشاہ کے پاس ان کو متعدد بار سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ ابن خلکان میں ہے: "وقدم بغداد مرارا حاجا و رسولا من صاحب الموصل"

ابن اثیر سے بہت سے جلیل القدر علماء نے روایت کی ہے، ابن خلکان نے خود اپنے متعلق تصریح کی ہے کہ جس وقت میں جوانی کے ایام میں حلب میں ان سے ملا تو ان سے تحصیل علم کیا۔ ابو محمد تستری، ابن اثیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں "وذکر شیخنا ابن الاثیر فی تاریخہ ......" ہمارے شیخ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے ان کے علاوہ شرف بن عساکر، اور سنقر القضائی نے بھی ان سے روایت کی ہے، یہ دونوں شخصیتیں وہ

---

[1] ابن اثیر نے اپنے والد کے ساتھ جزیرہ، عراق، اور شام میں علم حاصل کیا۔ موصل میں وہاں کے خطیب، ابو الفضل عبد اللہ بن احمد الطوسی سے، اور بغداد میں ابو القاسم یعیش بن صدقہ الفراتی الفقیہ، اور ابو احمد عبد الوہاب ابن علی الصوفی سے اور دمشق میں زین الامناء وغیرہ سے تحصیل علوم کیا۔

(۲) تیسرے بھائی ضیاء الدین ابو الفتح نصر اللہ سنہ ۵۵۸ھ (۱۱۶۳ء) کو جزیرہ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۶۳۷ھ (۱۲۳۹ء) کو بغداد میں وفات پائی اسلوب بیان کی عمدگی میں ان کی شہرت خاص طور سے ہے۔

ان کی کتاب المثل السائر فی ادب الکاتب والشاعر (طبع بولاق سنہ ۱۳۱۲ھ) دنیائے اسلام میں نہایت ہی بڑا ماخذ شمار کیجاتی ہے۔ ابن خلکان اور سبکی نے ان کی دوسری تالیفات کا ذکر کیا ہے۔

ہیں، جن کے متعلق صاحب طبقات الشافعیہ الکبری لکھتے ہیں ابناء ابن الاثیر الثلاثہ، یہ تینوں بھائی شیخ الشیوخ ہیں۔

* * * *

اس میں کوئی شک نہیں کہ الکامل جو ۱۲ جلدوں میں ہے ابن اثیر کی نہایت ہی عظیم الشان اور مشہور تالیف ہے۔

اسکی ساتھ ابتدائی جلدوں کا سب سے بڑا ماخذ تاریخ ابو جعفر طبری ہے۔

ابن اثیر نے طبری کا اختصار کردیا ہے، اسلئے اسانید کو حذف کرکے اور زائد باتوں کو چھوڑکر ایک ہی روایت پر اکتفا کیا ہے

اس کے ساتھ دوسرے مآخذ، مثلاً ابن الکلبی، مبرد، بلاذری، اور مسعودی سے وہ چیزیں لیں، جنہیں طبری نے قصداً یا بغیر قصد چھوڑ دیا تھا مثلاً زمانہ عرب قبل اسلام، وقائع تغلب وقیس سلسلۂ عربوں کی جنگی مہم سند پر، الخ۔

لیکن ساتھ ہی ان جلدوں کے علاوہ، باقی جلدوں میں ابن اثیر نے ان تمام عربی ماخذوں سے جو انکو دستیاب ہو سکیں، استفادہ کیا ہے۔ اسلئے ان کی کتاب صحیح اسلام کی سیاسی تاریخ ۶۲۹ھ تک کے لئے تمام مسلم مؤرخوں کی تالیفات کا پورا خلاصہ تسلیم کیجاتی ہے۔

ابن اثیر ضبط مضامین واحتیاط نقل میں بہت ممتاز ہیں بلکہ ایسے ماخذ پر نقد بھی لکھے ہیں۔ طبری، شہرستانی، اور ان کے علاوہ دوسرے فضلا اور مؤرخین پر انہوں نے نقل واخذ کیا ہے ان کے بہتر استدراکات ہیں۔

(ملاحظہ ہو، وفیات الاعیان مصنفہ ابن خلکان ج ۱، ص ۳۰۸، ۴۹۴، ۴۹۵، طبع بولاق ۱۲۷۵ھ۔ طبقات الشافعیۃ الکبری للسبکی ج ۵ ص ۱۲۷ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ الکامل ابن الاثیر ج ۱، ص ۱۲۷، ۱۳۱، طبع بولاق ۱۲۹۰ھ

Das var haltnis von

جو اس ادب میں ایک اہم مؤلف کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۵- ابن الاجدابی

ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن [illegible] الطرابلسی الاجدابی:

اجدابیہ، برقہ اور طرابلس کے درمیان ایک شہر ہے۔ اجدابی اسی طرف منسوب ہیں۔ یہ بہت بڑے ادیب اور فاضل تھے۔ ان کی عمدہ تصنیفات بہت ہیں۔ ان کی "کفایۃ المتحفظ" ہے جو لغت میں ایک مختصر اور مستقل جدید کتاب ہے۔ کتاب الانوار بھی ان کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی ہیں۔

مآخذ

(دائرہ بستانی، ص ۳۴۲، ج ۱)

۱۹۶- ابن آجروم

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن داؤد الصنہاجی المعروف ابن آجروم۔ شراح کہتے ہیں کہ "آجرم" بربری لفظ ہے۔ اس کے معنی "فقیر اور صوفی" کے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے ان کے دادا داؤد اس لقب سے ملقب ہوئے۔

ان کا جائے ولادت شہر "صفرورہ" کے آس پاس میں آباد تھا لیکن ان کی ولادت ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء - ۱۲۷۴ء) میں فاس میں ہوئی۔ اور یہیں اتوار کے دن صفر ۷۲۳ھ (فروری ۱۳۲۳ء) کو وفات پائی۔ اور وہ مدینہ فاس شہر کے اندر باب "الجیزیین" (غلطی سے لوگ اب الحدید بولتے ہیں) کے قریب جو آجکل باب "الحمراء" کے نام سے مشہور ہے (اور اب مقفل ہے) باب الفتوح کے بائیں جانب مدفون ہوئے۔ فاس میں تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد بغرض حج مکہ گئے اور قاہرہ سے گذرتے وقت مشہور اندلسی نحوی ابو حیان محمد بن یوسف غرناطی سے بھی درس اور اجازت حاصل کی جنہوں نے قاہرہ میں ۷۴۵ھ (۱۳۴۴ء) میں وفات پائی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابن آجروم نے اپنے "مقدمہ" کو مکہ میں قبلہ رو ہو کر تالیف کیا تھا۔ ان کے معاصرین کہتے ہیں کہ یہ فقیہ، ادیب، اور ریاضی دان تھے۔ اور ان سب کے علاوہ نحوی عالم تھے رسم خط اور علم تجوید میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

انہوں نے جامع "الاندلس" فاس"

میں علم نحو، اور قرآن کا درس دیا۔
معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے "شاطبی"
(دیکھو یہ مضمون) کے منظومہ کی جو قرأت
اور تجوید میں ہے، شرح لکھی۔

تاج الدین بن مکتوم نے اپنی کتاب
"تذکرہ" میں لکھا ہے کہ ابن آجروم کی
بہت سی دوسری تالیفات ہیں، اور
قرأت و تجوید میں انکے اراجیز ہیں۔ اب انکی
جو کتاب باقی رہ گئی ہے، اور جس سے
ان کی شہرت ہے وہ "المقدمة الآجرومية
فی مبادی علم العربیة" ہے۔ یہ کتاب
جمل ابی القاسم عبد الرحمن بن اسحق
الزجاجی کا بہت ہی بہتر و مختصر ایجاز
ہے۔ اپنے خوبی ایجاز کے سبب محیط اطلس
سے نہر فرات تک، درس نحو کیلیے یہ کتاب
بطور بنیاد و اساس کے ہو گئی ہے۔
ایجاز کے سبب مدارس میں آسانی سے
یاد کر لیجاتی ہے۔ اگرچہ یہ ایجاز واضح ہے
لیکن ان مبتدیوں کیلیے جو زیادہ بسیط
قواعد کے محتاج ہیں، کم نفع
بخش ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو اس کتاب
سے علامات اعراب، تعریف افعال و
اعراب، اور اسماء کے اقسام معربات،
کے متعلق مختصر معلومات حاصل ہوتے
ہیں۔ یورپ میں یہ کتاب متعدد بار طبع
ہوئی ہے جن میں اہم اڈیشن یہ ہیں:-

(۱) کتاب الآجرومیہ فی النحو ۱۵۹۲ء میں
روما کے مطبع —— Medicis
میں طبع ہوئی۔

(۲) P.Kirsten:
Liber tertius Grammatices Arabicae
بارسلاؤ میں ۱۶۱۰ء میں طبع ہوئی۔
(یہ کتاب آجرومیہ طبع روما کا لاطینی
ترجمہ ہے۔)

(۳) Thomas Erpenius
Grammatica Arabica dicta Gjarumia et libellus cent. regent., cum vers latina et comment
لیدن ۱۶۱۷ء

(۴) R.P. Thomas Obicini:
الآجرومیہ appellata
Gramatica arabica cumversione latina ac dilucida expositione
مطبع Propagande
روما ۱۶۳۱ء۔

(۵) Chr. Schnabel:

mmed b. Dawoud
al Sannadji:
عربی عبارت جس کے ساتھ فرانسیسی
ترجمہ اور تعلیقات بھی، الجزائر
۱۸۴۶ء؛ پھر دوسری مرتبہ
۱۸۶۶ء میں یہ کتاب یہیں طبع ہوئی۔

J.J.S. Perowne: (۹)
Al-Adjrumiieh.
the Arabic text,
with the vowels
and an English tr-
anslation—
(الآجرومیہ دی عربک ٹکسٹ ود دی
وولیس اینڈ ان انگلش ٹرانسلیشن
کیمبرج ۱۸۵۲ء)

E.Trumpp: (۱۰)
Einl. in das Studiu-
m der arab. Spra-
che, Ajrumiyah—
des Muhammed
b. Daud, arab.
Text mit Übers. u.
Erlaut— میونخ ۱۸۷۶ء

Brunnow: (۱۱)
Kitabu'l agurumiia

(Epist. quaedam et)
Particula prima
Agrumiaeeiusque
commentariorum—
عربی اور لاطینی میں
Amstelaedami ۱۶۵۶ء
contin. Argumiae
eiusque comment,
عربی اور لاطینی میں، اسی شہر میں ۱۶۵۶ء
(شرح الازہری) —

L.vaucelle: (۶)
L'Adjroumieh, par
Mohammed b. Daoud
grammairearabe,
traduite en fancais
et suivie dutexte—
arabe پیرس ۱۸۳۳ء۔

E.Combarel: (۷)
La Djaroumiya, no-
uv. ed. du texte a-
rabe پیرس ۱۸۴۴ء —

L.J. Bresnier: (۸)
Djaroumiya, Gram-
maire ar. eleme-
ntaire ... de Moha-

ap. Chrestomathie aus arabischen Prosachriften — برلن ۱۸۹۵ء ص ۱۳۱ — ۱۵۱ — اور دوسرے اڈیشن (طبع A Fischer — میں) ص ۱۷۱ — ۱۸۳ —

(۱۲) "Kitab al Adschurrumiyyah, 'Ad. Grohmann مترجمہ روما ۱۹۱۱ء —

بہتر ہے کہ ہم آجرومیہ کی بکثرت شرحوں میں سے اس جگہ صرف مطبوعہ شرحوں پر قصر کریں، باقی جو شروح کتب خانوں میں قلمی موجود ہیں اس کے لیے ہم قارئین کو کتب خانوں کی مطبوعہ فہرستوں اور ان تالیفات کی طرف جو مآخذ میں مذکور ہیں

(۱) خالد بن عبد اللہ الازہری، بولاق ۱۲۵۹ھ، ۱۲۸۰ھ، استنبول ۱۰۵۶ھ، ۱۳۰۱ کے بعد یہ کتاب متعدد اشخاص کے حواشی کیساتھ طبع ہوئی:

(۲) محمد ابو النجا (یہ تیرھویں ہجری کا عالم ہے) بولاق ۱۲۸۶ھ قاہرہ ۱۲۹۹ھ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۴ھ، ٹیونس ۱۲۹۰ھ،

(ب) عبد الرحیم سیوطی، مالکی جرجاوی "الطریف والتالد علی شرح الشیخ خالد" قاہرہ ۱۸۱۹ء —

(ج) ابن الحاج، فاس (اس میں تاریخ طبع مذکور نہیں) قاہرہ، ۱۳۱۹ھ —

(د) محمد الانبابی: تقریرات علی شرح ابی النجا، قاہرہ ۱۳۱۹ھ اس کتاب کے حاشیہ پر بھی تقریرات ہیں، جو اس نے حسن العطار کے حاشیہ شرح ازہریہ نحو، پر لکھی ہیں —

(۲) ابو زید عبد الرحمٰن بن علی بن صالح المکّودی، ٹیونس ۱۲۸۳ھ قاہرہ ۱۳۰۹ھ، ۱۳۲۰ھ —

(۳) زین الدین ابو الحسن علی بن ناصر الدین محمد بن محمد بن محمد بن خلف ابن جبریل —

Chikh Djebril, Syntaxe arabe, Commentaire sur la Djaroumiya avec une glose Marginale G.Delphin جس کو نے شائع کیا ہے، طبع دوم پیرس ۱۸۸۶ء

(۴) حسن الکفراوی، بولاق ۱۲۷۹ھ

۱۲۷۶ھ، ۱۲۸۲ھ، ۱۲۸۹ھ، ۱۲۹۱ھ، قاہرہ ۱۲۷۶ھ، حاشیہ اسماعیل الحامدی، قاہرہ ۱۳۰۲ھ، ۱۳۰۵ھ، ۱۳۲۲ھ۔

(۵) عبداللہ بن الفاضل العشماوی: حاشیہ، بولاق ۱۲۸۹ھ قاہرہ ۱۳۰۲ھ ۱۳۲۲ھ۔

(۶) احمد بن زینی دحلان: مقتضب، اس پر ان کے کسی شاگرد نے تعلیقات وتقریرات بھی لکھا ہے قاہرہ ۱۳۱۹ھ

(۷) احمد الجاری الدمیاطی الحفناوی: نفحة الکریم الوہاب دفتح ابواب النحو للطلاب، اس پر کہراوی کے حواشی ہیں، قاہرہ ۱۲۸۲ھ۔

(۸) عبدالقدیر بن احمد الکوہنی: منیة الفقیر المتجرد وسیرة المرید المتفرد، قسطنطنیہ ۱۳۱۹ھ۔

(۹) ابوالعباس احمد بن احمد السودانی قاضی تنبکتو: شرح الآجرومیہ طبع فاس، تاریخ درج نہیں

(۱۰) شرف الدین یحییٰ العمریطی: الدرة البہیة فی نظم الآجرومیة؛ ابراہیم باجوری: فتح البریة علی الدرة البہیة، قاہرہ ۱۲۸۵ھ، ۱۳۰۵ھ، ۱۳۱۱ھ

(۱۱) شمس الدین محمد بن محمد الرعینی، حطاب المکی (م ۹۵۴ھ) سے مشہور ہیں:

متممات الآجرومیة: اس پر چند شروح ہیں

(۱) محمد بن احمد بن عبدالباری الاہدل: الکواکب الدریة فی شرح متممات الآجرومیة، قاہرہ ۱۳۰۲ھ۔

(ب) عبداللہ بن احمد فاکہی: الفواکہ الجنیة علی متممات الآجرومیة، بولاق ۱۲۹۰ھ، قاہرہ ۱۳۱۹ھ۔

مآخذ

(۱) محمد بک دیاب: تاریخ آداب اللغة العربیة، ج ۲ ص ۳۳۳ قاہرہ ۱۹۰۰ء

(۲) السیوطی: بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة قاہرہ ۱۳۲۶ھ ص ۲۰۲

(۳) ابن القاضی: جذوة الاقتباس، فاس ۱۳۰۹ھ ص ۱۳۸۔

(۴) الکتانی: سلوة الانفاس، فاس ۱۳۱۶ھ ج ۲ ص ۱۱۲۔

(۵) سراج الرواة الی اسم اللغویین والنحاة، مؤلف غیر معروف، مکتبہ الجیہ جزائر میں قلمی موجود ہے نمبر ۱۷۲۴۔

U. Houdas & R Basset: Mission scienten. Tunisie Bull. de Corresp. Afr.

سال سوم ۱۸۸۴ء عدد ۲ ئی ۱۵ امئی

(۷) Delphin:
Cheikh Djebril
ص ۴ — ۵ — پیرس ۱۸۸۶ء

(۸) C. van Dyck:
اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع
ص ۳۰۴، قاہرہ ۱۸۹۶ء

(۹) بروکلمان: تاریخ ادبیات عرب
ج ۱ ص ۲۳۴ — ۲۳۸ —

(محمد بن شنب)

۱۹۷-ابن الاحنف

ابوالفضل العباس بن احنف ہارون رشید کے دربار کا ایک شاعر تھا اس کے باپ دادا، یمامہ کے قبیلۂ بنو حنیفہ سے تعلق رکھتے تھے، مگر چونکہ انہوں نے خراسان میں بود و باش اختیار کرلی تھی، اس بنا پر فارسی اثر اس پر غالب رہا، ابن الاحنف ابراہیم الصولی کا ماموں تھا، اور ہارون رشید کے ساتھ خراسان، اور آرمینیہ کے حملوں میں شریک رہا، جب ۱۹۲ھ میں اس نے وفات پائی تو ماموں الرشید کو اس کے نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا گیا۔

مسعودی نے اس کی وفات کے متعلق دوسری روایت بیان کی ہے، بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ہارون رشید کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا۔

اس کے تمام اشعار[۱] غزل اور تشبیب میں ہیں، اور اس کا طرز بیان تصنع آمیز اور غیر فطری تھا؛ اس کے ہم عصر ابو نواس نے اس کی شہرت زائل کردی تھی، دیکھو یہی لفظ "ابو نواس") لیکن اس کے باوجود وہ ابو نواس پر اپنی شخصیت، اور اپنے صحیح مذاق کی بنا پر فوقیت رکھتا تھا، اس کا دیوان، ابن مطروح کے دیوان کے ساتھ، قسطنطنیہ میں ۱۸۹۸ء میں طبع ہوا، اس میں ان دونوں شاعروں کے حالات، مندرج ہیں، جو ابن خلکان سے ماخوذ ہیں۔

ماخذ

(۱) ابن خلکان:

[۱] مقالہ نگار نے ابن الاحنف کے اشعار کی تحلیل و تنقید میں بہت اختصار سے کام لیا ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے

۱۹۸-ابن الاحمر (دیکھو محمد بن یوسف)

مطبوعہ وسٹنفلڈ نمبر ۳۱۹ —
(۲) الاغانی: ج ۸، ص ۱۵ —
اور اس کے بعد،
(۳) ابن قتیبہ: کتاب الشعر، مطبوعہ
ڈی گوئے۔ ص ۳۴۳، ۵۱۸،
۵۲۵، ۵۲۷، —
(۴) المسعودی: مروج الذہب،
فصل ۱۱۷ —
(۵) بروکلمان: تاریخ ادبیات عرب
ج ۱، ص ۷۴۔ اور اس کے بعد،
ص ۵۱۴ (ٹی۔ ایچ ویر T.H.Weir)

۱۹۹۔ ابن اسحاق

ابو عبداللہ محمد بن اسحاق، ایک بڑے مصنف، اور حدیث کے بڑے عالم تھے، یہ یسار کے پوتے تھے جو ۱۲ھ۔ (مطابق ۶۳۳ء) میں عراق میں عین التمر کے گرجا میں قید کر لیے گئے تھے، اور مدینہ میں لاکر خیلہ عبدالقدس قیس کے آزاد کردہ غلام بن گئے تھے، مدینہ ہی میں محمد بن اسحاق، عالم شباب کو پہنچے انہوں نے اپنی تمام جد و جہد رسول کریم

کلام کے متعلق مندرجہ ذیل دو خصوصیات کا اضافہ کریں:

(۱) ابن الاحنف نے ابو نواس کے زمانے میں خوش تک ہی اظہار عشق کو محدود رکھا جبکہ غزل میں لڑکوں کا عشق قدرتی ہوتے تھا کہ اس زمانے میں مشکل کوئی ایسا شاعر تھا، جس نے کلام میں مذکر کے شاہد عشق بازی کا ذکر نہ ہو۔

(۲) ایک ہی محبوبہ پر غیبت کو محدود رکھا، اور یہ ایسے زمانے میں بڑی کامیابی ہے جبکہ محبت محض باتیں، اور نفسانی کھیل سمجھا جاتا تھا اور شعراء بوالہوس کی طرح گلستان جمال میں سرگرداں پھرتے تھے۔

اس کے اشعار میں جس چیز کا زیادہ اثر ہے وہ "کتمان محبت" ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابن الاصمعی "رازداری محبت" ایسی وردِ زباں ہوگئی جیسا کہ "عذری" کا تصور مشہور تھا کیونکہ وہ محبوبہ کے خیالی تصور کا بار بار ذکر کیا کرتا تھا، محبت کو چھپانے کے بارے میں ابن الاحنف کے اشعار بہت ہیں، اور وہ اس میں نئی نئی مضمون آفرینی کرتا تھا جیسا کہ یہ دو اشعار ہیں۔

قد سحب الناس اذیال الظنون بنا
وفرق الناس فینا قولهم فرقا
فجاهل قد رمی بالظن غیرکمو
وصادق لیس یدری انه صدقا

صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات جمع کرکے
حالات و کوائف کے جمع کرنے میں صرف
کی مگر جلد ہی مدینہ طیبہ کے ائمہ حدیث
اور مقتدر و مسلم الثبوت علماء کے ساتھ
ان کی مخالفت ہوگئی بالخصوص امام
مالک نے ان پر شیعہ ہونے اور جعلی
نسخے اور اشعار گھڑ کر شائع کرنے کا
الزام لگایا اس لئے وہ وطن چھوڑ کر
پہلے مصر گئے اور وہاں سے عراق
آ گئے اور خلیفہ منصور نے انہیں بغداد
آنے کی رغبت دلائی، جہاں انہوں نے
۱۵۰ھ (مطابق ۷۶۷ء) میں

---

(۱) بعض لوگوں نے ہمارے متعلق گمان کے
دامن کو بہت وسیع کر لیا ہے اور طرح طرح کی
چہ میگوئیاں کرنے لگے ہیں اور ہمارے متعلق
باتیں کرنے میں لوگوں کے کئی فریق ہو گئے ہیں۔
(۲) پس جس نے تمہارے سوا اور کسی کے
متعلق خیال یا دعویٰ کیا ہے تو سمجھو وہ جاہل
اور نادان ہے اور جو سمجھتا ہے کہ وہ
سچ کہہ رہا ہے تو وہ حقیقتاً سچا اور صادق ہے
(کیونکہ اسے تمہاری محبت کا راز معلوم نہیں ہے)
(ان ہی دو اشعار کے متعلق عباسی
شہزادہ اور شاعر ابن المعتز نے ایک دفعہ
یہ کہا تھا کہ اگر مجھ سے یہ دریافت کیا جائے کہ
تمہارے نزدیک کون سے دو شعر سب سے
زیادہ اچھے ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ عباس
بن الاحنف کے یہ دو شعر نہایت عمدہ ہیں۔ مترجم)
عدوی کی شرح شواہد ابن عقیل (ص ۲۲
طبع الحلبی) میں یہ مذکور ہے کہ ابن الاحنف،
ابراہیم الموصلی، اور مشہور نحوی کسائی تینوں کا
ایک ہی رات کو انتقال ہوا تو جب ہارون رشید
کو اس بات کی خبر پہنچائی گئی تو اس نے
مامون الرشید کو حکم دیا کہ وہ ان کی نماز
جنازہ پڑھائے، جب لوگوں نے اس کے سامنے
ایک میت رکھی تو اس نے دریافت کیا کہ
یہ پہلا آدمی کون ہے؟ لوگوں نے کہا "ابراہیم
الموصلی" اس پر اس نے کہا "اس کو بعد میں
رکھو اور عباس بن الاحنف کو سب سے آگے پیش
کرو" چنانچہ اسی کا جنازہ آگے رکھا گیا، اور اس پر
مامون الرشید نے نماز پڑھائی، جب
وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو ہاشم بن عبداللہ
بن مالک الخزاعی، اس کے پاس آیا، اور
دریافت کیا "آپ نے عباس بن الاحنف کو
کیوں ترجیح دی؟" مامون نے اس کے جواب
میں اس کے یہ دو اشعار پڑھے۔

وسعى بها ناس فقالوا إنها
لهي التي تشقى بها وتكابد
فجحدتهم ليكون غيرك ظنهم

روایات کے مطابق ۱۵۱ھ یا ۱۵۲ھ میں وفات پائی -

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ دو کتابوں میں مدون کی تھی، پہلی کتاب "المبتدأ" ہے (دیکھو الفہرست ص ۹۲) یا "المبتدأ الخلق" ہے (دیکھو ابن عدی "سیرت ابن ہشام" مطبوعہ وسٹن فیلڈ ج ۲، ص ۸) یا اس کا نام "کتاب المبتدا و قصص الانبیاء" (الحلبی کی السیرۃ ج ۲، ص ۱۳۵) یہ کتاب حضور نبی کریم صلعم کی ہجرت تک کی تاریخ پر مشتمل ہے -

دوسری کتاب "المغازی" ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے سے پہلے ان کی کتاب "تاریخ الخلفاء" دوم درجہ پر تھی (مگر اس کے بعد اسکی اہمیت کم ہو گئی) مشہور مستشرق کریباک Karabacek کا یہ خیال ہے کہ اس نے اس زمانے کی اصلی سیرۃ النبی کا ایک ورق رکھ

فی لیعجبنی المحب الجاحد

(یعنی) لوگوں نے اس کے متعلق چغلخوری کی اور کہا کہ یہ ایک عورت ہے جس کی وجہ سے تو بدبختیاں اور مصیبتیں جھیل رہا ہے -

(۲) تو میں نے ان سے اس بات کا انکار کر دیا تاکہ ان کا گمان اس کے علاوہ ہو، اور مجھے انکار کرنے والا عاشق ہی پسند ہے) اگر یہ روایت صحیح ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ قدماء اس کے "کتمان حب" کے مضامین کی وجہ سے اس کے کلام کی خوبی سے واقف تھے

علماء فن بلاغت "حب مکنون" آفرینی اور ہمدی قبیل کا تذکرہ کرتے ہیں تو وہ ابن الاحنف کے اشعار کو بطور حوالہ کے پیش کرتے ہیں، اسی قسم کے اس کے تین اشعار ابو ہلال العسکری نے بھی انتخاب کئے ہیں (دیکھو کتاب الصناعتین ص ۴۴، طبع آستانہ) یہ کہنا مشکل ہے کہ ابن الاحنف عباسی دور میں اس قسم کا شاعر تھا جس قسم کا شاعر بنو امیہ کے دور میں عمر بن ابی ربیعہ گذرا ہے، ان دونوں نے غزل ہی پر اپنی شعر گوئی کو محدود رکھا اور مدح و ہجو سے پرہیز کیا ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ عمر ابن ابی ربیعہ بوالہوس ہے مگر ابن الاحنف درد مند شاعر ہے -

زہر الآداب میں ابن الاحنف کے خصائل کو اچھی طرح بیان کیا گیا ہے پڑھنے والا اسے ص ۱۵۹، ۱۸۶ ج ۳ میں مطالعہ کر سکتا ہے -

(ڈاکٹر مبارک)

Rainer کے قدیم زمانے کے کاغذات
کے مجموعہ Papyrus میں دیکھا ہے
(دیکھو Fuhrer durch
die sammlung —
نمبر ٦٦٥)

دوسری جانب سے یہ معلوم ہوا
ہے کہ کتاب المغازی کا جو نسخہ ابن
اسحاق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے،
اور جو استنبول کے مدرسہ کوپریلی کے
کتب خانہ میں محفوظ ہے (دفتر نمبر
٨٢٠) ابن ہشام کی کتاب سے لیا گیا ہے
(دیکھو Horovitz:
Mitt. des. sem. fur.
orient. sprachen -
بی ج ١٠ -
Westas Stud
ص ١٤ -

اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ماوردی کے
پاس اصل کتاب تھی۔ کیونکہ وہ اپنی
کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں کتاب
المغازی کے حصے بیان کرتا تھا وہ
ابن ہشام کی کتاب میں مختصر صورت
میں ہیں، کتاب المغازی آج تک ان
طویل عبارتوں میں باقی ہے، جو طبری
نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں، لیکن
مستقل صورت میں، وہ ابن ہشام کی
ترتیب ہی میں پائی جاتی ہے، جو ابن اسحاق
کے ایک خاص شاگرد، زیاد بن عبد اللہ
البکائی الکوفی کے واسطے سے ہے، جو
کتاب المغازی کا علم رکھتا تھا۔ ابن
ہشام نے ان دونوں الگ حصوں کو
جمع کر کے کئی مقامات پر انہیں مختصر کر کے
ان دونوں سے کتاب "سیرۃ رسول
اللہ" تیار کی۔

چوتھی صدی ہجری میں وزیر مغربی نے
کتاب کو اس کی موجودہ شکل میں ترتیب
دیا (دیکھو یہی لفظ مغربی) اور سہیلی
متوفی ٥٨١ھ (مطابق ١١٨٥ء) نے
اس کی شرح کی، اور اس کی سطحی شرح
ابوذر مصعب بن محمد بن مسعود المراکشی
نے کی جنہوں نے ٦٠٤ھ مطابق
١٢٠٧ء میں شہر فاس میں وفات پائی

مآخذ

(١) ابن قتیبہ کی کتاب المعارف مطبوعہ
وستنفلڈ ص ٢٤٧ -
(٢) طبری: ذیل المذیل فی حوادث
سنہ ١٥٠ھ ج ٣، ٤، ص ٢٥١٢ -

(۳) ابن خلکان، مطبوعہ سٹفلڈ
نمبر ۳۲۲ و مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ھ
ج ۱، ص ۶۱۱ —
(۴) یاقوت: ارشاد الاریب،
ج ۶، ص ۳۹۹ — ۴۰۱ —
(۵) SPrenger:
Zeitschr. d. Deutsch. Morg. Ges.
ج ۱۴، ص ۲۸۸، ۲۹۰ —
(۶) اسی مؤلف کی کتاب:
leben Mohammeds
ج ۳، ص ۷۰ —
(۷) نولڈیکی Nöldeke
Geschichte des Qorans —
ص ۱۴ —
(۸) "محمد صلعم مدینہ میں" از ویلہازن
ص ۱۱ —
(۹) Ranke:
Weltgeschichte —
ج ۲، ص ۲۵۲ —
(۱۰) Wüstenfeld:
Geschichtschreiber der Araber — نمبر ۲۸
(۱۱) M.Hartmann:
Der islamische orient —
ج ۱، ص ۲۳ — اور اس کے بعد کے صفحات —
(۱۲) A.Fischer:
Biographien von Gewahrsmännern des Ibn Ishaq, hauptsachlich aus ad Dahabi — لیدن ۱۸۹۰ء —
دیکھو Zeitschr. d. Deutsch. Morg. Ges.
ج ۴۴، ص ۴۲۸ — اور اس کے بعد —
(۱۳) Das Leben Muhammed's nach Muhammed Ibn Ishak bearbeitet von Abdal-Malik Ibn Hisham
مطبوعہ وسٹفلڈ — Fwustenfeld —
گوٹنجن ۱۸۵۸ء — ۱۸۶۰ء اور دوبارہ یہ لیپزک ۱۸۶۹ء میں چھپا —
اور سیرت، بولاق میں دوبارہ

۱۲۹۵ھ میں دوبارہ چھپی،
"زاد المعاد مصنفہ ابن قیم جوزی"
کے حاشیہ پر قاہرہ میں ۱۳۲۴ھ میں
طبع ہوئی۔

(۱۴) P. Bronnle:
Die commentatoren
des Ibn Ishag und
ihre Scholien–
یہ رسالہ ہے، ہال ۱۸۹۵ء

(۱۵) Die Kommentare
des Suhaili und
des Abu darr zu-
den Uhud- Gedich-
ten in der sira
des Ibn Hsham-
(ed. Wust. I, 611-638)
naeh den Hdss. zu
Berlin, strassburg,
Paris und Leipzig-
اسے A. schaade نے شائع
کیا، رسالہ ہے لیپزک ۱۹۰۸ء
(Leipz. sem. stud III, 2)

(۱۶) "ابوذر کی شرح" ابن ہشام کی
سیرت رسول اللہ پر، برلن، قسطنطنیہ

اور اس کو ریاں ہیں" جسے پال برونل
Paul Bronnle–
نے "عربی علم اللسان کی یادگاروں میں"
شائع کیا ج ا ص ۲، قاہرہ ۱۹۱۱ء
(بروکلمان C. Brockelmann)

۲۰۹۔ ابن اِسفندیار

محمد بن الحسن:
فارسی مؤرخ، ہم اس کے صرف ان
ہی تھوڑے سے حالات سے واقف
ہیں، جن کو اس نے اپنے وطن طبرستان
کی تاریخ کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔
جب اس نے اپنے آقا "رستم بن اردشیر
صاحب طبرستان کے قتل کی خبر سنی،
تو وہ بغداد سے ۶۰۶ھ (۱۲۱۰ء)
میں عراق عجم لوٹا۔ دو مہینہ رے میں
سخت امدوہ اور غمگینی میں بسر کیا،
وہاں کتب خانوں میں مطالعہ کرتا تھا، اور
اپنی تصنیف کے لئے مواد جمع کرتا تھا
پھر پانچ سال شہر خوارزم میں بسر کیا
جہاں ایک کتاب فروش کی دوکان
پر چند رقعے پائے ان میں اردشیر
بابکان" کے وزیر "تنسر" کا ایک خط
بھی تھا، جس کو اس نے امیر طبرستان

"جستون" کے پاس بھیجا تھا، جلا سیو تواں مجموعہ جلد سوم ۱۸۹۴ء، ص ۱۸۵۰۲۰۱۸۵) اس نے اپنی تاریخ کی ابتدا اسی خطے کی ہے، پھر مختصر طور سے اپنے وطن کے اہم حالات بیان کئے ہیں، اس کے بعد "وشمگیر" اور بنو بویہ (دیکھو "بنو بویہ") کے عہد میں، طبرستان کے حالات، اور غزنویوں اور سلجوقیوں، اور خاندان، باوندیہ اور ولمنیہ کے زیر حکومت حالات کے واقعات بیان کئے ہیں، اور اسی جگہ اس کی کتاب ختم ہو جاتی ہے۔ ای جی براؤن نے اس کا اختصار کیا تھا انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے۔ یہ ترجمہ ۱۹۰۵ء میں بسلسلۂ مجموعۂ گب میموریل، جلد سوم شائع ہوا ہے۔

ماخذ

(۱) W. Ouseley: Travels. ج ۲، ص ۲۱۴، ج ۳، ص ۲۰۴، اور اس کے بعد۔

(۲) B. Dorn: Sehirea din's Gesch. von Tabaristan

(۳) Spiegel: Zeitsch der Deutsch. Morgenl. Ges. میں جلد چہارم ۶۲ ص (۲)- ۶۳

(۴) Rieu: Cat. of Persian MSS ۲۰۲

(۵) Ethe: Pers. Mss. Bodl. Libr. ص ۱۴۰ اور Cat. Pers. MSS. India Off. ۳۳۳

(Cl. Huart. ہیوار)

۲۰۱- ابن اعثم کوفی

محمد بن علی، عربی مؤرخ ہے، اس کے متعلق ہمیں اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ ۳۱۴ھ (۹۲۶ء) کے اثنا میں فوت ہوا (دیکھو Frahn: Indications bibliographiques ص ۱۶) وسٹنفلڈ نے (Geschichtschr) یہ غلط کہا ہے کہ وہ ۳۱۴ھ میں فوت ہوا۔ اس نے شیعہ فرقہ کے نقطۂ نگاہ کے مطابق، خلفائے اول اور ان کی جنگوں کے بارے میں تاریخی قصوں کی طرز پر ایک کتاب لکھی،

(Pertsch:
verzeichnis der
arab. Hdss. der
Herzogl. Bibl.zu Go-
tha - نمبر ۱۰۹۲ -
Griffini:
Centenario della
nascita di Mich. Amari

۱۰۔ دیکھو ج ۱، ص ۴۰۲ -
اور اس کے ابعد)
محمد بن محمد المستوفی نے فارسی
زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کیا،
اور یہ کتاب بمبئی میں مختصر کے چھاپے
میں ۱۳۰۳ھ میں طبع ہوئی (دیکھو
ریو کی مرتبہ فہرست کتب ہائے
فارسی برٹش میوزیم ج ۱ -
ص ۱۵۰ - اس کتاب میں دوسرے
قلمی نسخوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے)
اور اس کتاب سے مندرجہ ذیل
کتابیں اقتباس کی گئیں -

1) The History of
the conquest of
zoos-
(2) The Flight and

Murder of yesdej-
herd-
(یعنی یزدگرد کے بھاگنے اور قتل ہونے
کا بیان)
اس کا ترجمہ احمد بن اعثم کی فارسی
کتاب سے، جی جیرنز -
(B.Gerrans) نے کیا
اور مستشرق اوزلی کے مشرقی مجموعہ
ج ۱، ص ۳۴، ۱۶۱ - اور اس کے
مابعد کے صفحات میں مندرج ہے
اور فارسی عبارت -

Wilken:
Pers.chresomathie
ج ۱ ص ۱۵۲، میں ہے
جرمن زبان میں ترجمہ، ایشیا ٹیک
میوزیم میں ہے ج ۲ ص ۱۶۱)
تیسری کتاب یہ ہے،

The Invasion of Nubia
چوتھی کتاب -
Historical Anecdote- (تاریخی کہانیاں)
اوزلی (ouseley) کی ترجمہ
کردہ ہے اور مشرقی مجموعہ ج ۱،
ص ۳۳۲، ج ۲، ص ۵۸،

میں مندرج ہے۔
(بروکلمان Brocklmann)

۲۰۲- ابن الانباری

(دیکھو "الانباری")

G. Weil نے ابن الانباری کی کتاب کو جو مخاذ بصرہ و کوفہ کے مختلف فیہ مسائل نحویہ پر مشتمل تھی۔
Die crammatischen Streitfragen der BasrerUndkufer کے نام سے ۱۹۱۳ء میں بالینڈ سے شائع کیا ہے۔

۲۰۳- ابن إیاس

(عام لہجہ میں "أیاس" بالفتح)

اس کا نام محمد بن احمد ہے مما لیک مصر کی سلطنت کے زوال کے زمانے کا مشہور مؤرخ ہے ۸۵۲ھ میں پیدا ہوا جو ۱۴۴۸ء کے مطابق ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تقریباً اسّی برس کی عمر میں پہونچکر انتقال کیا، کیونکہ اس کی تاریخ کا ۹۲۸ھ کے واقعات پر خاتمہ ہوتا ہے اس کا خاندان ترکی نسل کا تھا، اور اس کا دادا آیاس الفخری ترکی غلام تھا اور اپنے آقا کے تعلق کی وجہ سے "من جنید" کہلاتا تھا، یہ سلطان برقوق (دیکھو یہ لفظ) کے پاس فروخت کردیا گیا تھا، اور اس کے غلاموں میں شامل ہو کر "دوادار ثانی" کے مرتبہ پر پہونچ گیا تھا۔ اس کی ماں کے نانا نے بھی ملک کے افسروں میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا زدمیر ایخازندار مصر میں غلام ہو کر فروخت ہوا مگر آخر کار سلطان حسن اور سلطان اشرف شعبان کے عہد حکومت میں بڑے بڑے منصبوں پر سرفراز ہوا وہ متواتر طرابلس حلب اور دمشق کا حاکم متعین ہوتا رہا۔

ابن آیاس کا باپ قاہرہ میں اولاد الناس" میں سے تھا اس نام کے لوگ ایک قسم کے فوجی رضاکار (والنٹیر) ہوتے تھے، جو سلطان کے طلب کرنے پر فوجی خدمت سرانجام دیتے تھے، اس کے معاوضے میں انہیں کچھ اراضی جاگیر کے طور پر دی جاتی تھی یا مبلغ ہزار دینار یا سالانہ بخشش کے طور پر کچھ رقم دیدی جاتی تھی (قاتیبائی کے زمانے میں ہزار درہم دیے جاتے تھے،

دیکھو ابن ایاس کی تاریخ، مطبوعہ بولاق
ج ۳، ص ۵۰۱ — اور دوسرے صفحات)
ابن ایاس، پارسوخ آدمی تھا، اور اس نے
بسلسلۂ نسب، و بہ سلسلۂ ازدواج
بڑے بڑے رؤسا اور افسروں سے
گہرے تعلقات قائم کرلئے تھے ۔

اس کے باپ احمد بن ایاس کے
پچیس ۲۵ لڑکے لڑکیاں تھے، ان میں سے
اس کی وفات کے بعد، صرف تین لڑکے
اور تین لڑکیاں زندہ رہیں، منجملہ اس کے
ایک ہمارا مورخ بھی ہے، جس کے حالات
ہم بیان کررہے ہیں، دوسرا لڑکا اس کا
بھائی تھا جو "زردکاش" نامی توپ
خانے کا افسر تھا، ابن ایاس کی سب سے
بڑی اور واحد اہم تالیف مصر کی مفصّل
تاریخ ہے جس کا نام "بدائع الزہور
فی وقائع الدہور" ہے، یہ ان لاثانی
کتابوں میں سے ہے جو ہمیشہ قابل قدر
سمجھی جائیں گی ۔ اس نے قدیم سلطنت
مصر سے لیکر خاندان ایوبی تک کی تاریخ،
نہایت مختصر طریقے سے لکھی ہے، اور
خاندان غلامان (ممالیک مصر) کے
حالات بھی، قائتبائی کے زمانے تک
نہایت مختصر اور سرسری ہیں، اس نے [۱]
صرف وہ واقعات تفصیل سے بیان
کئے ہیں جن کا سلسلہ قائتبائی کے تخت
مصر پر جلوہ گر ہونے سے شروع ہوتا
ہے، ان حالات کے ساتھ ساتھ اس نے
سلطنت کے بڑے بڑے افراد کے
حالات بھی بیان کئے ہیں، اور ان کی
خبر وفات کی ایک ماہانہ فہرست بھی
تیار کی ہے ۔

جس وقت ہم اس کتاب کا گہری
نظر سے مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں
ایک اہم مسئلہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے
وہ یہ ہے کہ یہ کتاب دو نسخوں میں
پائی جاتی ہے: مختصر نسخہ بلاشبہ مؤلف
کا روزنامچہ یا ڈائری ہے، کیونکہ وہ
واقعات جو مثلاً سنہ ۹۲۲ھ میں واقع
ہوئے تھے، وہ جیسا کہ اصل عبارت
سے معلوم ہوتا ہے بتمام و کمال ۹۲۲ھ
کی یکم محرم الحرام کو قلمبند کئے گئے تھے
اس کی ایک اور دلیل بھی ہے وہ یہ ہے کہ
مختصر نسخہ عامی زبان میں تحریر کیا گیا
ہے، برخلاف اس کے طویل نسخہ کی
عبارت جس کا ایک قلمی نسخہ لندن
میں موجود ہے نہایت شائستہ اور
شستہ ہے ۔

سرحد کا سب سے پرانا اور حریت پسند اخبار

ترجمانِ سرحد

(۱) ۱۹۲۶ء سے باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے اور صوبہ سرحد کے صدر مقام پشاور سے
زیر ادارت ملک امیر عالم خاں اعوان ہزاروی (جامعی) شائع ہوتا ہے ۔

(۲) آزادی وطن کا داعی اور اسلامی مفاد کا نگہبان ہے ۔

(۳) صوبہ سرحد اور ملحقہ اسلامی ممالک کی سیاسیات کا آئینہ ہے ۔

(۴) سرحد میں اصلاحات کا نفاذ اور سرحدی سیاہ قوانین کی منسوخی بہت کچھ ترجمان سرحد کی
مسلسل اور منظم کوششوں کا نتیجہ ہے ۔ سرحد کی قومی تحریکات کا ہمیشہ ارگن رہا ہے ۔

سرحدی معاملات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کے خریدار بن کر سرحد کی
تحریکوں اور خبروں سے صحیح طور پر آگاہ رہ سکتے ہیں اور صوبہ سرحد، علاقہ آزاد
افغانستان اور بلوچستان پنجاب کے ملحقہ علاقہ جات میں اشتہار دہندوں
کے لئے تشہیر کا یہ بہترین ذریعہ ہے ۔

چندہ رعایتی سالانہ للعہ/

" " ششماہی ۶عہ/

المشتہر

مینیجر "ترجمان سرحد" پشاور

ندوۃ المصنفین دہلی کی نئی کتابیں

غلامان اسلام

اس کتاب میں بزرگان اسلام کے سوانح حیات جمع کئے گئے ہیں
جنھوں نے غلام یا آزاد کردہ غلام ہونے کے باوجود ملت
کی عظیم الشان خدمات انجام دیں اور جن کے شاندار
علمی مذہبی اصلاحی اور سیاسی کارناموں کے باعث
اُن کی غلامی کو آزادی پر رشک کرنے کا حق ہے صفحات
۴۰۰ قیمت مجلد پانچروپیہ غیر مجلد چار روپیہ آٹھ آنہ

اخلاق و فلسفہ اخلاق

اس کتاب میں علم اخلاق سے متعلق
تمام قدیم وجدید نظریوں پر محققانہ بحث کرتے ہوئے
اسلامی نظام اخلاق کی تفصیلات کو ایسے دلپذیر
انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی برتری وفضیلت
پڑھنے والے پر تمام دنیا کے اخلاقی نظاموں کے مقابلہ میں
روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے صفحات ۵۰۶
مجلد سنہری پانچروپیہ غیر مجلد چار روپیہ آٹھ آنہ

صراط مستقیم

انگلستان کے ایک شاہی خاندان
نومسلم کا انگریزی زبان میں اسلام
وعیسائیت کے مقابلہ پر محققانہ مقابلہ قیمت مجلد دس آنہ

نبی عربی صلعم

اس کتاب میں متوسط قابلیت کے
طلبہ کے لئے سیرت سرور کائنات
صلعم کے تمام اہم واقعات کو تحقیق وجامعیت اختصار کے
ساتھ بیان کیا گیا ہے اسکول کے لڑکوں کے علاوہ جو لوگ
تھوڑے وقت میں سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔
اُن کے لئے بھی یہ کتاب خاص طور پر مفید ہے۔
قیمت مجلد سنہری ایک روپیہ غیر مجلد بارہ آنہ ۱۲ر

فہم قرآن

قرآن مجید کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے مگر اس
کے لئے کچھ شرائط ہیں اور کچھ اصول
وحی الٰہی کا صحیح منشا معلوم کرنے کے لئے لازمی ہے کہ
شارع علیہ السلام کے اقوال وافعال کا علم ہو۔ اس کتاب
میں اسی موضوع پر محققانہ بحث کی گئی ہے اور قرآن مجید کے
آسان ہونے کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے بعض جدید تعلیم یافتہ
اصحاب کے شکوک وشبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔
صفحات ۲۰۰ قیمت مجلد سنہری دو روپیہ غیر مجلد عہ۔

نوٹ:۔ پانچوں کتب یکجا خریدنے والے کو
مجموعی قیمت پر ایک روپیہ کی رعایت دی جائیگی۔

ملنے کا پتہ:۔ ندوۃ المصنفین قرول باغ، نئی دہلی

ہماری زبان

انجمن ترقی اُردو (ہند)، دہلی کا یہ پندرہ روزہ اخبار یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے جاری ہے۔ یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ **اُردو**، ہندوستان کی عام مشترکہ زبان ہے اور ملک کی دوسری زبانوں سے زیادہ ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

اس زمانے میں بعض ایسے مخالف حالات پیدا ہو گئے ہیں جن سے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کی ہمہ گیری اور قبولیت کا خاتمہ نہ ہو جائے۔ **ہماری زبان** کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسی تمام مخالفانہ کوششوں کی اطلاع اُردو والوں کو پہنچائے اور ان کو منظم کر کے اس بیجا مخالفت کے طوفان کو ختم کر دے، ملک میں اُردو کے لئے جو کام ہو رہا ہے اس سے باخبر رکھے اور اُردو کی اشاعت و ترقی کی راہیں سمجھائے۔ ایک سال کے عرصے میں اس مقصد میں بڑی کامیابی ہوئی ہے۔ اور اب بھی ہر اُردو داں کا فرض ہے کہ **ہماری زبان** کو پڑھ کے زبان کے موجودہ مسائل سے باخبر رہے۔

قبول عام کی خاطر سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ رکھا گیا ہے

منیجر "ہماری زبان" ۱۱ دریا گنج دہلی

نیا ادب اور کلیم

ایڈیٹر **جوش** ملیح آبادی — سالانہ چندہ چار روپیہ

جنوری سنہ ۴۱ء کا نیا ادب اور کلیم "ترقی پسند ادب" نمبر ہوگا۔

جسکا حجم ڈیڑھ سو صفحات ہوگا

اس مخصوص اشاعت میں ادارہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ترقی پسند ادیبوں کے مضامین ہوں گے

(۱) پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق (الہ آباد)	(۶) احتشام حسین (لکھنؤ)
(۲) ڈاکٹر سید محی الدین زور (حیدر آباد)	(۷) کرشن چندر (دہلی)
(۳) مجنوں (گورکھپور)	(۸) ڈاکٹر عبد العلیم (لکھنؤ)
(۴) احمد علی (لکھنؤ)	(۹) سجاد ظہیر (لکھنؤ)
(۵) پروفیسر فیض احمد (امرت سر)	(جنھوں نے جیل جانے سے قبل ہی ایک مضمون لکھا تھا)

اس نمبر میں منشی پریم چند، مولوی عبد الحق اور رابندر ناتھ ٹیگور کے صدارتی خطبات بھی شامل ہوں گے جو انجمن ترقی پسند مصنفین کی سالانہ کانفرنسوں میں پڑھے گئے تھے

منیجر نیا ادب اور کلیم - حلقۂ ادب لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دولت آصفیہ کے جدید عربی مطبوعات

مطبوعہ

دائرۃ المعارف العثمانیۃ حیدرآباد دکن

۱- سنن کبریٰ

علم حدیث میں امام بیہقی کی مشہور اور مبسوط کتاب ہے جس میں مصنف نے احادیث اور مرویات سے اپنے مسائل کا استنباط کیا ہے اہمیت کتاب کے لحاظ سے متعدد قدیم نسخوں سے تصحیح کے بعد دس جلدوں میں یہ عظیم الشان کتاب شائع ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ جوہر النقی للمارکینی بھی بطور ذیل طبع کیا گیا ہے نیز ہر جلد کا ضمیمہ ہر جلد کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے جس سے سنن کی یہ کتاب مسند کا کام انجام دے سکتی ہے قیمت کلدار ۳۸ روپیہ - عثمانیہ - ۴۳ روپیہ ۷ آنہ ۔

۲- کتاب الکفایۃ

اصول حدیث میں امام خطیب بغدادی المتوفی (۴۶۲) ھ کی اہم ترین تصنیف ہے جس میں بلحاظ نئی معلومات کے اصول حدیث کے مرتب مسائل پر بھی مبسوط بحث کی گئی ہے قیمت کلدار ۳ روپیہ ۲ آنہ - قیمت عثمانیہ ۳ روپیہ ۱۱ آنہ ۔

۳- کتاب المعتبر

علامہ ابوالبرکات بغدادی المتوفی (۵۴۷) ھ کی فن منطق اور فلسفہ میں معرکۃ الآراء تصنیف ہے اس کتاب میں آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے صرف فلسفہ ارسطو کی خوشہ چینی نہیں کی ہے بلکہ ترجمہ اور تحقیق سے ایک جدید فلسفہ کی بنا ڈالی ہے یہ کتاب اسلامی اصول کے قدیم نسخوں

سے مرتب کر کے تین حصوں میں شائع کیگئی ہے قیمت کلدار ۲ روپیہ ۱۰ آنہ عثمانیہ ۷ روپیہ ۱۰ آنہ

۴ - المنتظم فی تاریخ الامم

اس تاریخ میں علامہ ابن جوزی المتوفی (۵۹۷) کی مشہور تصنیف ہے جو تاریخ کبیر کے نام سے معروف ہے اسمیں ابتدائے عالم سے خلافت المستضی تک کے واقعات اور ملوک و اعیان کے تراجم کو ہر عہد نبوی کے حالات کو سنین کی ترتیب پر نہایت خوبی اور تحقیق سے جمع کیا ہے یہ کتاب سنین پر (۱۶) حصوں میں مدون ہوئی ہے لیکن مجلس دائرۃ المعارف نے اواخر کی جلدوں کو طباعت میں اس نقطہ نظر سے مقدم کر دیا ہے کہ ارباب علم و فن اس کتاب کے اہم تاریخی واقعات سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اس کتاب کی طباعت پانچویں جلد سے شروع ہوئی ہے جس میں (۲۵۷) کے واقعات سے آغاز کیا گیا ہے اسوقت اس کتاب کے دو حصے (۵ اور ۶) چھپ چکے ہیں جو ۲۵۷ سے ۳۴۸ تک کے واقعات اور تراجم پر مشتمل ہیں بقیہ جلدیں زیر طبع ہیں قیمت کلدار جلد پنجم ۱ روپیہ ۴ آنہ عثمانیہ ۱ روپیہ ۸ آنہ جلد ششم کلدار ۲ روپیہ ۸ آنہ عثمانیہ ۳ روپیہ

۵ - معرفۃ علوم الحدیث

امام عبداللہ الحاکم متوفی (۴۰۵) ھ کی اصول حدیث پر مبسوط تصنیف ہے جسمیں رواۃ کے درجات اور طبقات سے بھی بحث کی گئی ہے - قیمت کلدار تین روپیہ ۸ آنہ عثمانیہ تین روپیہ ۱۲ آنہ

مندرجہ ذیل پتہ پر کتابیں طلب کی جائیں

ناظم دائرۃ المعارف جامعہ عثمانیہ لالہ گوڑہ حیدرآباد دکن

بہترین موقع

اگر آپ ہندوستان کے علمی اور صاحب ذوق طبقہ کے سامنے اپنے اشتہارات گزارنا چاہتے ہیں، تو اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں اشتہار دیجئے ۔

نرخنامہ اشتہارات

ٹائٹیل کا صفحہ

ایک صفحہ	نصف صفحہ	
۷ - روپیہ	۴ - روپیہ	فی اشاعت
۱۸ - روپیہ	۱۰ - روپیہ	تین اشاعت
۳۲ - روپیہ	۲۰ - روپیہ	چھہ اشاعت

معمولی صفحہ

ایک صفحہ	نصف صفحہ	
۵ - روپیہ	۳ - روپیہ	فی اشاعت
۱۲ - روپیہ	۸ - روپیہ	تین اشاعت
۲۲ - روپیہ	۱۴ - روپیہ	چھہ اشاعت

تمام خط و کتابت بنام

منیجر جدید پریس، بیگم پور، پٹنہ سیٹی

سیرت فیروز شاہی

(بسلسلۂ اشاعت کتب نادرہ)

جدید پریس نے دو نہایت ہی عظیم الشان، اور اہم علمی کام شروع کیا ہے۔
ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت، اور دوسرے کتب نادرہ کی اشاعت
(تفصیلی معلومات کے لئے ایک رسالہ جس کا نام "اسلامی انسائیکلوپیڈیا و نوادر کتب کی
اشاعت" ہے دفتر سے مفت منگوا کر دیکھنا چاہئے۔)

اشاعت کتب نادرہ کے سلسلے میں سب سے پہلے "سیرت فیروز شاہی" شائع کیجۓ
یہ کتاب سلطان فیروز شاہ کے عہد ۷۷۲ھ میں تالیف ہوئی ہے، اور تاریخ کا نادر ترین
سرمایہ ہے۔ اس کا دنیا میں صرف ایک ہی نسخہ ہے جو کتب خانہ خدا بخش خان
مرحوم پٹنہ میں موجود ہے۔

اس میں اُس مشہور اور عظیم الشان سنگین منارہ کے متعلق پندرہ تصاویر بھی ہیں
جسے فیروز شاہ نے بڑی بڑی حکمتوں سے ایک جگہ سے اکھڑوا کر "فیروز آباد" میں نصب
کرایا تھا، اور جو اب تک فیروز شاہ کے کوٹلہ (دہلی) میں موجود ہے۔ یہ اہم تاریخی
کتاب عنقریب طبع ہو کر شائع ہو گی قیمت چار روپیہ مقرر کی گئی ہے۔ اصحاب علم اور شائقین
جلد اپنی فرمائشیں دفتر میں روانہ فرمائیں۔ جن لوگوں کی فرمائشیں اختتام طباعت سے
پہلے پہونچ جائیں گی ان کو اس کتاب کا محصول ڈاک معاف کر دیا جائے گا۔

پتہ:- جدید پریس، بیگم پور، پٹنہ سٹی